

تذکرہ
مشاریح قادی

نور اللہ جوہان شمس الدین حکیم قادی

مکتبہ نبویہ لاہور

مدینۃ الاولیاء لاہور میں سلسلہ عارفانہ کی روحانی خدشا

تذکرہ

مشارح قادریہ

تألیف لطیف

مورخ لاہور جناب محمد شہیدین کلیم قادری

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

| | |
|-----|---------------------------|
| ۱۲۰ | سید امیر حسین قادری |
| ۱۲۰ | سید حسن الدین قادری |
| ۱۲۱ | قادری مولانا گرام |
| ۱۲۲ | حضرت سید جمال حیات قادری |
| ۱۲۳ | شیخ محمد بن احمد قادری |
| ۱۲۳ | شیخ حسن الدین قادری |
| ۱۲۴ | سید محمد عارف قادری |
| ۱۲۴ | شیخ عبدالاحد قادری |
| ۱۲۷ | میر مہاں سید مبارک ادوی |
| ۱۲۸ | مخدوم حضرت شاہ فضل قادری |
| ۱۲۹ | سید محمد عارف قادری |
| ۱۲۹ | شاہ پری الطیف قادری |
| ۱۳۱ | حضرت شاہ جمال قادری |
| ۱۳۸ | شیخ داؤد قادری |
| ۱۴۰ | شیخ سلوی درہانی قادری |
| ۱۴۱ | حضرت عبدالوہاب قادری |
| ۱۴۱ | شیخ قلی محمد بن قادی |
| ۱۴۲ | شاہ معروف قادری |
| ۱۴۲ | سید اللہ بخش گیلانی |
| ۱۴۳ | حضرت سنی شاہ سیدان قادری |
| ۱۴۳ | شاہ دہلوان بدر گیلانی |
| ۱۴۳ | حضرت شاہ مسعود گیلانی |
| ۱۴۸ | مخدوم عبدالغفور قادری |
| ۱۴۹ | حضرت اسماعیل ہزارہ قادری |
| ۱۴۹ | قاضی محمد الدین قادری |
| ۱۵۰ | علامہ ابو بکر قادری |
| ۱۵۰ | میرزا حسن الدین گیلانی |
| ۱۵۲ | سلطان فتح محمد |
| ۱۵۳ | شیخ عبدالغنی حضرت دہلوی |
| ۱۶۱ | حضرت شاہ مظہر قادری |
| ۱۶۳ | حضرت شاہ جمال قادری |
| ۱۶۳ | شاہ برہان قادری |
| ۱۶۵ | ساجد محمد نور بخش قادری |
| ۱۶۶ | شہزادہ دارا شہزادہ قادری |
| ۱۶۶ | سید حسن بادشاہ قادری |
| ۱۶۷ | شاہ محمد قاضی قادری |
| ۱۶۸ | محمد فضل قادری گیلانی |
| ۱۶۹ | سید نور محمد گیلانی قادری |
| ۱۷۰ | خانقاہ جمال الدین قادری |
| ۱۷۲ | محمد قاضی الدین شاہ قادری |
| ۱۷۳ | سید جمال قادری |
| ۱۷۳ | شیخ محمد نور قادری |
| ۱۷۵ | شیخ نصیر الدین شاہ قادری |

| | |
|-----|-----------------------------------|
| ۶ | نور علی |
| ۷ | آغا علی |
| ۱۳ | چشم علی |
| ۱۶ | سید علی |
| ۱۸ | اقوال بندگان دین |
| ۲۰ | اقوال پیران پیر |
| ۲۰ | اقوال مشاہیر عراق و قسطنطنیہ |
| ۲۲ | اقوال بزرگان کتب و کتبائین |
| ۲۴ | اقوال بزرگان کتب و کتبائین |
| ۲۴ | اقوال بزرگان کتب و کتبائین |
| ۲۸ | اقوال بزرگان پاکستان |
| ۳۰ | قراولت سلسلہ عالمیہ قادریہ |
| ۳۲ | مذہب الاولیاء لاہور |
| ۳۴ | قادیانی اولیاء و پیروں کے مراتب |
| ۳۸ | گورہ داشتہ احمدی شہر لاہور |
| ۴۰ | پیشانی اساتذہ ہرول شہر لاہور |
| ۵۲ | پیشانی حالت |
| ۵۵ | پیشانی سلسلہ حضرت خشت اعظم |
| ۵۸ | حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم |
| ۶۱ | امیر المومنین حضرت علی |
| ۶۳ | حضرت امام حسن |
| ۶۵ | حضرت امام حسین |
| ۶۷ | امام زین العابدین |
| ۶۹ | امام محمد باقر |
| ۷۰ | امام جعفر صادق |
| ۷۲ | امام موسی کاظم |
| ۷۳ | امام موسی رضا |
| ۷۶ | امام حسن بصری |
| ۷۷ | امام حبیب علی |
| ۷۸ | شیخ داؤد طائی |
| ۷۹ | شیخ معروف کرخی |
| ۸۱ | شیخ ربیع نقشبندی |
| ۸۳ | شیخ حمید الدیادی |
| ۸۶ | شیخ ابو بکر مشہد |
| ۸۸ | شیخ احمد شہیدی |
| ۸۹ | شیخ ابوالفتح طریطوی |
| ۸۹ | ابوالحسن علی دہلوی |
| ۹۰ | ابو سعید مبارک بخاری |
| ۹۲ | حضرت ابو عبداللہ درہانی |
| ۱۱۸ | سید علی الدین گیلانی |
| ۱۱۹ | سید علی قادری |
| ۱۲۰ | سید مسعود گیلانی |
| ۱۲۰ | سید ابو حسن گیلانی |

77906

نام کتاب ————— تذکرہ مشائخ قادریہ
 تصنیف ————— جناب محمد بن صاحب کلیم
 تعارف ————— صاحبزادہ سید مقبول محمد الدین گیلانی
 طابع ————— ندرت پرنٹرز لاہور
 نامشتر ————— مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
 بار اول ————— اگست ۱۹۹۷ء شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ
 قیمت مجلد ————— ۱۵ روپے

۲۹۷۱۱۱

۷۷

نتیجہ فکر

مولانا سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی، سہارہ نشین
ساہن پال شریف ضلع گجرات

قطعہ تاسیخ طبعیت

کتاب اولیائے قادریہ لاہور تعینف میاں محمد دین کلیم بی اسے

زبہ مروانا جناب کلیم
بسم و سئل اہل الطیب عسیم
بنار یخ و تحقیق متدرش بلند
بلا ہور منضمان او مستمند
باحوال حولیت نیک نام
کہ بروند در رفت والا مقام
بخوادہ متادری بوہ اند
بعرفاں تدربہاے فرمودہ اند
کتابے بحالات شان ساخت
مقامات شان شیربش ناخت
بامداد مونسے حکیم زمان
کہ در عہد غوثیش مت شیر خزان
بلطبعش نمود ست سعی کشیر
کہ مستنون او بست بس دل پذیر

شرافت سنش جہت آمد ندا

بگو تذکرہ اولیائے جہندا

| | | | |
|-----|------------------------------------|-----|----------------------------|
| ۲۲۹ | پیر ہادی شریف | ۱۸۶ | شیخ جہاد علی پاک قادری |
| ۲۳۰ | پیر شمس الدین قادری | ۱۸۸ | حضرت سید نور شاہی |
| ۲۳۲ | حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی | ۱۸۹ | حافظ تاج الدین نوشاہی |
| ۲۳۴ | سید احمد شرافت جھڑوی | ۱۹۰ | حضرت علی شاہ قادری قصوری |
| ۲۳۶ | حافظ غلام قادری | ۱۹۲ | محمد دین شاہی نوشاہی قادری |
| ۲۳۷ | حافظ محمد عبداللہ قادری | ۱۹۳ | سید فاروق شاہ قادری |
| ۲۳۸ | تاج الدین سلطان محمد قادری | ۱۹۵ | شاہ ولی اللہ شطاری |
| ۲۳۹ | شیخ ابراہیم بیسوی | ۱۹۵ | شاہ مراد قادری |
| ۲۴۰ | مولانا محمد علی شاہ بدایونی | ۱۹۶ | سید غلام قادری فاضل |
| ۲۴۱ | شاہ محمد علی شاہ پٹواری | ۱۹۷ | بابا شاہ لاہوری |
| ۲۴۲ | شاہ علی حسین انصاری | ۱۹۷ | شاہ عبدالغفور نوشاہی |
| ۲۴۳ | پیر غلام قادری | ۱۹۸ | سید محمد زکی قادری |
| ۲۴۴ | حاجی نیک نئی قادری | ۱۹۸ | سید عبدالغفور قادری |
| ۲۴۵ | مولانا محمد علی قادری محمدی | ۱۹۹ | غلام خورشید فاضل |
| ۲۴۶ | مولانا احمد حسین امروہی | ۲۰۰ | صہد علی شاہ لاہوری |
| ۲۴۷ | سید محمد عزیز فوط قادری | ۲۰۰ | خواجہ حسین قادری |
| ۲۴۸ | مولانا محمد رضا خان قادری | ۲۰۱ | سید شاہ میر قادری |
| ۲۴۹ | بابا گربخش قادری | ۲۰۲ | سید بہاؤ شاہ قادری |
| ۲۵۰ | مولانا امیر الدین مراد آبادی | ۲۰۳ | نقیس الدین قادری |
| ۲۵۱ | مولانا محمد علی اعظمی | ۲۰۴ | رفیع الدین قادری |
| ۲۵۲ | سید محمد بخش قادری | ۲۰۵ | رفیع الدین قادری |
| ۲۵۳ | مولانا عبدالعزیز صدیقی | ۲۰۶ | شیخ محمد شاہ فاضل |
| ۲۵۴ | حاجی احمد دوہل | ۲۰۷ | سید نور احمد قادری |
| ۲۵۵ | غلام احمد الدین قادری | ۲۰۸ | سید حافظ نور اللہ شاہ |
| ۲۵۶ | مولانا محمد شریف قادری | ۲۰۹ | پیر شاہ نوشاہی قادری |
| ۲۵۷ | سید سلطان اشرف | ۲۱۰ | شاہ آبادی قادری |
| ۲۵۸ | مولانا محمد اعظم نوشاہی | ۲۱۱ | سید عبداللہ نوشاہی |
| ۲۵۹ | سید غلام جان ہزاروی | ۲۱۲ | خواجہ احمد قادری |
| ۲۶۰ | سید نور محمد سروری | ۲۱۳ | سلطان محمد علی دات قادری |
| ۲۶۱ | پیر عبدالرحمان قادری | ۲۱۴ | مولانا حافظ الدین بکیش |
| ۲۶۲ | شیخ الحدیث مولانا سرور احمد لاہوری | ۲۱۵ | غلام علی الدین قادری |
| ۲۶۳ | مولانا محمد ظفر الدین بہاری | ۲۱۶ | غلام محمد محمد بکیش |
| ۲۶۴ | شاہ میر محمد قیصری | ۲۱۷ | سید احمد شاہ فاضل |
| ۲۶۵ | محمد علی احمد شاہ قادری | ۲۱۸ | حافظ علی احمد نوشاہی |
| ۲۶۶ | مولانا محمد اسماعیل خاں قادری | ۲۱۹ | پیر احمد شاہ نوشاہی |
| ۲۶۷ | سید غلام مصطفیٰ نوشاہی | ۲۲۰ | سید حامی پیر گیسوانی |
| ۲۶۸ | ذکر حسین شاہ قادری | ۲۲۱ | سید علی شاہ قادری |
| ۲۶۹ | سلطان حبیب قادری | ۲۲۲ | حسین شاہ وقت علی |
| ۲۷۰ | مولانا محمد علی بدایونی | ۲۲۳ | خواجہ شہداء اللہ خواہانی |
| ۲۷۱ | سید منظور علی قادری | ۲۲۴ | غوث علی شاہ قادری |
| ۲۷۲ | حاجی حسین بخش نوشاہی | ۲۲۵ | سید قادری |
| ۲۷۳ | پیر عبدالرحیم قادری | ۲۲۶ | میاں رحمت اللہ قادری |
| ۲۷۴ | حاجی حسین وقت قادری | ۲۲۷ | مولانا سید محمد زین نوشاہی |
| ۲۷۵ | محمد علی شاہ گیسوانی | ۲۲۸ | سید نور الدین حسین فاضل |
| ۲۷۶ | | ۲۲۹ | آقا سید پیر جان قادری |
| ۲۷۷ | | ۲۳۰ | میاں محمد بخش متادری |

تقریظ

شیخ الحدیث۔ عظیم البرکت۔ اشاء اللہ، حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد مدنی
قادیسی دامت برکاتہ۔ مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف۔ (۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ)

فیہ حقیر وماندہ نفس شریعہ ابو البرکات سید احمد مدنی قادیسی مفتی وشیخ الحدیث دارالعلوم
حزب الاحناف لاہور جملہ برادران اہلسنت والجماعت کی خدمت میں عرض پرواز ہے کہ کتاب
مستطاب مسنی لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں اور لاہور کے اولیائے چشت اور لاہور
کے اولیائے سہروردی معتمدات محترم میاں محمد دین صاحب کلیم بی اسے کا فقیر نے خاص خاص مقامات
سے مطالعہ کیا۔ مصنف نے تقریباً ساٹھ کتابوں سے بزرگان سلاسل ثلاثہ کے حالات کو نہایت
تجسس اور تفرص کے ساتھ جمع فرمایا کہ مستحقین اولیاء کرام پر عموماً اور سہروردی چشتی نقشبندی
حضرات پر خصوصاً اسان فرمایا ہے کہ لاہور میں آنے کے بعد جس کے پاس یہ کتابیں ہوں گی
اس کو کسی رہبر کی حاجت نہیں۔ وہ ان کتابوں سے ہر بزرگ جو زمین لاہور میں جو اسرات کی
طرح مدفون ہیں معلوم کر سکتا ہے گویا یہ کتابیں اس کے لئے مشعل راہ ہوں گی۔ فقیر دعا کرتا ہے
مولیٰ تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں برکت دے اور ان کتابوں کو مقبول خاص و عام بنائے
ہستی صحیح المعنیہ چشتی سہروردی نقشبندی نیز قادیسی کو ان کتابوں کا مطالعہ نہایت مفید و
ہے۔ (۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ) الخ

تعارف

حضرت صاحبزادہ سید مقبول محی الدین گیلانی سجادہ نشین سکندریہ الہامیہ کیتل
ڈیرہ غازی خان

کتاب لکھنا اگرچہ محنت طلب اور مشکل تر ہے تو اس پر تقریباً لکھا اس سے جس وقت طلب اور
مشکل ترین ہے اور کتاب ہی ایسی ہو کہ کتاب اللہ میں مذکور پاک نیک انبیاء اور صالحین کے
نقش قدم پر چلنے والی برگزیدہ ہستیوں اور بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواہ
کے خاص انما میں چشم و چراغ حضرت قصبہ بانی شہباز الہامی، خوشہ صدائی، محبوب سبحانی حضرت
سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اراد مندوں اور مریدان باصلاح کا ذکر
کلائے۔ ایسی کتاب کا پیش نظر لکھتے ہوئے دل کا پتا اور قلم تحریر آج ہے بہر حال پیشین آزیں کہ صاحب
تعلیف کی کدو کاوش اور محنت و جستجو کی داد دی جائے بہتر ہوگا کہ ان بزرگان پاک کا اجمالی ذکر
بطور تبریک کر کے میں ہی مصنف کے ساتھ ثواب میں شرکت کروں۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ اللہ جل شانہ مختلف اوقات و ازمائش میں مختلف علاقوں اور قوموں
کے لئے نفس نازہ کی دلدل میں پھٹنے والوں کی نجات کے لئے نبی، رسول، اور پیغمبر مبعوث فرماتا رہا
ہے لیکن ایک وقت آیا کہ یہ فیضانِ خداوندی کسی علاقے، زمانے، فرقے، گروہ یا قوم کے لئے مخصوص نہ
رہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات، فخر موجودات، احمد مہتمی، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری
نبی اور رحمت اللعالمین بنا کر صرف جن و انس کا ہی نہیں بلکہ کائنات ارضی و سماوی کا رسول بنا کر بھیجا ہے
لئے نہ صرف کلام پاک کے ذریعے تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت فرمائی بلکہ اپنی ساری مقدس زندگی
بطور نمونہ ایک چلتا پھرتا قرآن بنا کر دکھا دی جو لوگ براہ راست آپ کی تعلیمات سے مستفیض ہوئے
وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت تھی، صحابہ کبار میں سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ لہ
براہ راست سب سے زیادہ آپ کے نور باطن سے استفادہ کیا، اسی بنا پر صحابیائے عظام کے تقریباً

فرمایا "اے شیخ عبدالقادر اب تو ہمارا زمانہ ہے لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں تمہارا زمانہ آئے گا۔ جب ہر مرغ کی زبان بند ہو جائے گی مگر تمہارا غولی قیامت تک بولتا رہے گا۔"

جوانی کے ایام میں حضرت غوث پاک شیخ صاحب کی صحبت میں بیٹھے تھے جب انھوں نے باہر تشریف لائے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس عمر میں جو ان کا قدیم تمام اولیاء اللہ کی گروں پر ہوگا حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؑ کی بارگاہ سے نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ سلسلوں کے شراک کو کافی فائدہ ملے گا۔ اس طرح کہ سلطان الدین حضرت مسیح موعودؑ کی چشتیہ اور کبرویہ سلسلہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انجناب نے حضرت خواجہ صاحب کو کچھ عرصہ اپنے حجرہ مبارک میں رکھا اور توجہ فرماتے رہے۔ حضرت خواجہ یوسف بہاؤی حضرت غوث الاعظمؑ کی صحبت میں رہے۔ سلسلہ سہروردیہ سے حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ حیدر حضرت غوث الاعظمؑ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ جب انجناب کی خدمت میں رہا ہوتے تو اپنے اصحاب کو فرماتے کہ "وہ لوگو! اور اپنے دلوں کی نگہداشت کر لو اور شہر دار ہو جاؤ کیونکہ میں ایسے شخص کی خدمت میں جاتا ہوں جس کا دل اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے۔" حضرت شیخ الشیوخؒ فرمایا کرتے تھے مجھے جو کچھ ملتا ہے وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی برکت سے ملا ہے۔

شہر نقشبندیہ اور شہر امیر و سہروردی
مختصروں میں نہ باوہ فیض ان دستگیر

حضرت عارف باللہ عبداللہ طہیؒ نے خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب کے پیچیدہ باب میں لکھا ہے کہ جناب غوث الاعظمؑ نے ایک دن بخارا کی طرف رخ مبارک کر کے عام مجمع میں فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک مرے وار خوشبو آ رہی ہے۔ میری وفات کے ۱۵۷ سال بعد اس جانب سے ایک مرد کامل پیدا ہوگا جس کا نام بہاؤ الدین نقشبندیہ ہوگا۔ وہ میری نعمت خاص سے جسدے گا۔ چنانچہ جب حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندیہؒ نے درویشی میں قدم رکھا حضرت سید امیر کاشانیؒ سے بیعت ہو کر ذکر و فکر میں لگے تو اسم اعظم آپ کے دل پر نقش نہ ہوتا تھا گیارہ سلیک سے فیض یاب

تمام سلسلے آپ کی ذات گرامی پر ختم ہوتے ہیں۔ مولیٰ کے گرام کے چار مقامات سنگ میں یہ اربعہ سلاسل چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے "فَعَلَّمَنَا بَعْضَهُمْ عِلْمَ بَعْضٍ" کے تحت جس طرح بعض اولیائے کرام کو دیگر اولیائے کرام پر فضیلت دی ہے لیکن تمام اولیائے کرام میں سے اللہ جل جلالہ نے حضرت سیدنا غوث الثقلینؑ محبوب سبحانیؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی بزرگی اور فضیلت عطا فرما کر "فَعَلَّمَنَا بَعْضَهُمْ عِلْمَ بَعْضٍ" کے تحت عطا کر کے ولایت کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ماسود فرمایا ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت غوث الثقلینؑ محبوب سبحانیؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماضی خلعت اپنے وقت سہارک سے پہنچائی اور دوسرے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا تھا جس نے حضرت بہاؤ الدینؒ پر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بڑے گروں قیاسیم ثم نہ کی ہو۔

ادست در ہمد اولیاء شہباز
چو پیغمبر در انبیاء ممتاز

غوث الاعظم در میان اولیاء
چوں محمد در میان انبیاء

حضرت میراں شاہ میرؒ قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ میرا طریق سب طریقوں سے اعلیٰ ہے۔ تمام سے مراد طریقہ ہے اور تمام اولیائے جو گروں جھکاوی اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت غوث الثقلینؑ کا طریقہ یا مسلک سب سے اعلیٰ ہے۔

حضرت شیخ جمال الدین ابوالوفاؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث الثقلینؑ کے بارے میں حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انجناب کو تمام ولیوں سے اعلیٰ مرتبہ دیا ہے۔ پھر یہی بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سر پر ایسا نور دکھائی دیتا ہے جس کی شہادتیں مشرق و مغرب میں پھیل ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے قایمان طور پر خطاب کرتے ہوئے

ہو کر فیض باطنی میں رکاوٹ ہو گئی۔ آپ جلتے تاب ہو کر چٹکی کو نکلتے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا
انہوں نے کہا: اسے بہاد الدین مجھے اسم اعظم جناب غوث الاعظم سے ملا ہے تو میں ان کی بارگاہ میں
حاضر ہو کر ان کی برکت سے جلد ہی فیض اور مود پانے لگا۔ چنانچہ متوجہ ہوئے اگلی رات ہی جناب
غوث الاعظم خواب میں آئے اور اپنے دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ان کے سینے کی طرف اشارہ
کیا پس ان کے باطن میں اسم اعظم نقش ہو گیا۔ شلو نقشبند نے اپنے باطن میں اللہ کا نقش دیکھا اور
ہر شے پر یہی نظر آ رہا تھا۔ پھر جو آپ کا مرید بننا حضرت بہاد الدین نقشبند ہی بخاری اس کے دل
پر یہی نقش باقی رہا۔ اور فرمایا کرتے کہ میرے دل پر جناب غوث الاعظم نے یہ نقش باندھا ہے
میں تمہارے دلوں میں باندھا ہوں۔ اس دن سے آپ کی شہرت حضرت شیخ بہاد الدین نقشبند کے نام
سے ہو گئی۔ آپ کا یہ شعر بھی بڑی شہرت رکھتا ہے۔

ہا دشا و ہر دو عالم شاد عبد الفت وراست

سور اولاد آدم شاد عبد الفت وراست

دلالت الغرائب میں حضرت خواجہ گیسو درازؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوث الاعظم نے بغداد
میں یہ کہا کہ میرا قدم ہر دلی کی گردن پر ہے تو سلطان المہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جمہیریؒ
اس وقت خراسان کے پیادوں میں معروف عبادت تھے۔ آواز غوثی سن کر آپ نے ایسی گونج بھلائی
کہ پیشانی مبارک زمین سے جا لگی اور فرمایا آپ کا قدم ہمارے سر انگھوں پر۔ آپ نے فرمایا غیاث
الدین کا بیٹا معین الدین تمام اولیائے گردن بھکا لے میں آگے ہو گیا اور وہ جلد ہی ملک ہند کا
سلطان ہو گا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ مرکز
واقعیت میں عالم اسلام میں جسے کوئی عظیم روحانی مرتبہ بلا وہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ قدس سرہ
کی توجہ باطنی سے ملا۔ بے شک حضرت غوث الاعظم مرکز ولایت و قطبیت ہیں۔ دوسری جگہ تحریر
فرماتے ہیں کہ مقام مدار العالمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا اور ان سے یہ مقام منتقل ہوتا
ہوا۔ جناب تک آیا اور ہمیشہ کے لئے وہیں مخصوص ہو گیا۔ نیز حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کے ایک
شعر کی مشرح یوں فرماتے ہیں کہ آسمان ہدایت پر کئی سورج طلوع ہو کر غروب ہو گئے مگر میرا کتاب

غروب نہ ہو گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ۵ ہزار یودی اور نصرانی میرے ہاتھ پر حلقہ اسلام میں آئے اور ایک
لاکھ سے زائد مسلمان بڑی عادات اور خواہش سے تاب ہوئے۔ وغیرہ شاد کا یہ مصرعہ ۵۲۱ ھ
سے ۵۶۱ ھ تک رہا اور ان چالیس سالوں میں آپ نے امت کی کایا پالت دی اور جو نہانیاں
زمانہ کی وجہ سے مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور کردار میں داخل ہو گئی تھیں وہ رفع ہو گئیں
ہوئیاں آپ کی توجہ اور اعلیٰ علم سے غریبوں میں بدل گئیں۔ غیر مسلم اقوام کے افراد جوت و درجوتی حلقہ اسلام
میں داخل ہونے لگے۔

حضرت سید بن صالحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلینؒ کے خلفاء سرپا رحمت تھے۔
۵۵۵ ھ میں حضرت نے بہت سے اپنے داعیان ہدایت مختلف علاقوں میں روانہ کئے تھے جو آسمان
معرفت کے روشن ستارے تھے جن کو تربیت قلوب اور اصلاح خلق کا بے نظیر تجربہ تھا۔ جن کے
اندر شان تسلیم و رضا تھی۔ جن کو روحانی قوت میں کمال حاصل تھا۔ وہ داعیان معرفت سے لگ رہے
کو راہ راست پر لانے۔ ہمیشہ پرستوں کے قلوب کو سنوارا۔ جن کے دل پیار تھے ان کا علاج کیا جو
مبتلائے مصیبت تھے ان کو پرہیزگار بنادیا۔ جو زندان حرص و آز تھے انہیں آزاد کیا۔ جو ظلمت
گہروں میں بہک رہے تھے انہیں نور خدا کی محافل سے روشناس کرایا۔

بڑے صغیر پاک و ہند میں یہ سلسلہ عالیہ حضرت مخدوم شیخ محمد امینؒ ایلانیؒ چوکیؒ سنت
مخدوم شیخ عبدالقادرؒ ثانیؒ وفرو الافراد شیخ اواناق حضرت شاہ کمال کبیرؒ اور قطب الادب
انس الاولیاء حضرت شاہ سکندرؒ محبوب الہی کے ذریعہ پہنچا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت شان اور
عظمت روحانی کا اندازہ ان اقوال سے ظاہر ہے۔ حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانیؒ مہدود مہاد میں
رقطرز میں "جب مجھے بزرگوں کا عروج حاصل ہوتا ہے تو مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث
الثقلینؒ کے بعد حضرت شاہ کمال تادریؒ ایسی کوئی عظیم المرتبت ہستی نظر نہیں آتی۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اس درویش کو نسبت خدمت کا متاعا ہو اولیائے خدمت
کا آخری عروج ہے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا والد بزرگوار کو بہ نسبت حضرت
شاہ کمال تادریؒ نے عطا فرمائی جو اپنے زمانے کے صاحب جذب و کمالات اور نواہق میں

فرد فرما تھے۔

اہل اللہ کی دوستی اور راویات مومنوں کے لئے روزِ شا کی آگ سے نہایت اور بہت ہیں جانے
کی کفایت ہے۔ صاحبِ ایم کی صحبت اور ان سے عقیدت انسان کو صالح بنا دیتی ہے اور محبوبِ فرمان
صداقت مآب، مسی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص جیسے لوگوں سے الفت اور محبت رکھے لافیات کے
دن اسی روز سے دین بھٹایا جائے گا۔ اہل معاد کے دامنِ بیکو کوئی شخص میں مقصود ہے۔ اپنے پیغمبر
نبیوں و مکتبہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت و عقیدت محرم محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
اولیائے کرام، مشائخ عظام اور بزرگانِ والا شان سے بالعموم اور حضرت عیسیٰ الاظم سے بالخصوص
ہے جس کی ہیں وکیل کتاب ہذا ہے۔

حکیم صاحب نے صوبہ ہند کے ہر چار سلاسل کے اولیاء اللہ کو چار مختلف شاخوں میں
پیش کر کے ایک اہم تصوفی خدمت انجام دی ہے اس ضمن کی پہلی شاعت "لاہور میں اولیائے
نقشبندی سرگرمیاں" دوم "لاہور کے اولیائے چشت" سوم "لاہور کے اولیائے سہروردی" مشائخ
ہند ہیں جن سے اہل علم و طالبانِ شوق اور سادگانِ راہ ہدایت استفادہ کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب
اس مسئلے کی چوتھی کڑی ہے۔ فاضل مصنف نے جس حبس اور ذوق کے ساتھ اس کتاب کے
لے مواد اکٹھا کیا ہے اور پھر جس قرینے کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے اس لئے وہ
مبارک باد کے مستحق ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس معاد کے حصول میں انہیں تائیدِ الٰہی و ربوبی حاصل
رہی ہے کیونکہ

ایں سعادت بزرور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مصنف نے سینکڑوں کتب اور مختلف رسائل کے گہرے مطالعہ کے بعد لاکھوں صفحات
کا مہم کیلئے گرد و گرد دیا ہے۔ ان کتب کے مطالعہ سے عام موانعین و مستغنیوں پر سے دفاتر کی
درقی گزریوں سے ہے نیاز ہو سکتے ہیں۔ جب بھی کسی مصنف کو کسی ایسے اہم معنوی پر تصنیف و
تالیف کی ضرورت پڑی اس سے متعلق ضروری مواد کتاب ہذا سے فراہم پا کر لائبریریوں میں مہینوں
کی تفتیش و جستجو اور غنیمت کتب کی درت گزافی کی زحمت سے بچ جائے گا۔ مصنف کی منتِ تالید و

اور لائقِ صداقت ہے۔ انہوں نے بعض ایسے بزرگوں سے بھی علومِ انسانی کو متعارف کرایا ہے
جن کے متعلق عصرِ حاضر کے مشائخ و طالبین تک بے خبر تھے۔ ایسے بزرگان کے حالات کے ساتھ
ان کے نام و مقام کی بھی نشان دہی کی ہے۔ اس طرح اس کتاب کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے
یہ تذکرہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جو مصنف کو اہل علم کی صفت میں ایک اہم مقام دلائے گا۔
وہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرمان "وَيُحْيِيكَ أَذْ لَيْلِكَ مُوقِنًا" کے مطابق حکیم صاحب کو
اس اہم دینی اور قومی خدمت کے صلہ میں دنیوی بہتری اور فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ آخری
نجات اور بلند درجہ سے نوازے۔ آمین۔

میر تقی علی الدین گیلانی

۲۹ اگست ۱۹۷۷ء

پیش لفظ

سید ابوالفضل شرافت احمد شرافت سے سجاد نشین
دربار نوشاہی - ساہیوال مشرف - مقدمہ مختصرات

خدا نے ہر چیز کو حق و عدل سے انسان کو درست میں ایک لاشیٰ اور عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا ہے جس طرح ہر چیز کے معرفت کا کوئی نہ کوئی طور و طریقہ ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی توفیق عیادت کی خاطر چند قواعد و ضوابط کی ضرورت ہے۔ جہاں قرآن پہلی زندگی کا ضابطہ ہے وہیں ساتھ ساتھ اس کے حاملین یعنی اولیاء اللہ کی حیات ہائے عظیمہ کو بھی اپنا مسک بنانا اور اسے پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ ہماری زندگی بھی راہِ راست پر آسکتی ہے جب اسے سیرت اولیاء اللہ کے قالب میں منقلب کیا جائے زیر نظر کتاب "سلسلہ عالیہ قادریہ اور لاہور" میں جناب میاں محمد امجد الدین حکیم بی۔ اے۔ نے اولیاء سلسلہ قادریہ لاہور کی مقدس زندگیوں کو احاطہ قریاس میں مدون کر دیا ہے۔ اگر ہم ستارچ ستر و مانا کو حد و کور میں فارز کریں تو وہ تمام شاہکار نظر آجائیں گے جن کے بھنے۔ کہ ابد اپنی زندگی آئندہ نسلیوں کے واسطے اسوۂ حسنہ بن سکتی ہے۔

عصر ہذا میں تہذیب نو کا کردار یہ ہے کہ وہ نئی نسل کو اسلامی شہادت سے فاضل کر رہی ہے۔ لوگوں نے منہ زبانت ایسی راہ پر چلنا شروع کر دیا ہے۔ جو مطلق غیر اسلامی شہادت کی منزل تک پہنچاتا ہے اس ماحول میں ایسی کتاب کا مطالعہ نئی ذہنیت کے لئے فطرت اور تحقیق کی راہ کھول دیتا ہے جو موجودہ معاشرہ کے لئے خاصہ عمدہ شاہکار ہے۔

مصنف موصوف ایک بلند پایہ تاریخ نگار ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو بھی لکایاں کی ہیں۔ انہوں نے ناظرین کے قلوب میں جگہ پائی ہے۔ ہوں ہوں ان پر حقیقی نظر جمی ہے۔ لوح دل پر ان کے نقش حقیق اور افسانہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ایسے آپ پچیس صدی تکس آپ کے قلم کے شاہکار ہیں جو لاہور کی تاریخ پر روشنی ہیں۔ جن میں سے "لاہور میں اولیاء نے نقش بند کی سرگرمیاں" "لاہور کے اولیاء نے چہشت" "لاہور کے اولیاء نے

سہرورد" رنگ طبع سے مزین ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ اب یہ کتاب لاہور کے قادری سلسلہ کے بزرگوں کی زندگیوں کا عکس ہے جس میں تاریخی اور مستند حوالوں کا رنگ بھر کر اسے جاذب نگاہ بنا دیا گیا ہے۔

مصنف کا یہ بلند پایہ تصنیف روایات و حکایات کی تصویر نہیں بلکہ لاہور کے اولیاء نے قادریہ کی دینی اور روحانی کارکردگیوں کا حقیقی مرقع ہے۔ اس موصوف پر ایسی جامع اور مکمل کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی اور کتاب کی ضرورت کم پڑے گی۔

موصوف نے بزرگوں کے صداقت پر مبنی حالات و کوائف کی طرز بھی۔ چھان بین اور دیگر تحقیقاتی اصولوں کے جو طریقے استعمال کئے ہیں وہ اس بات کی روشنی دیتے ہیں کہ مصنف کو بزرگان دین سے کتنا شغف اور پیار ہے۔

یہ بات بہت اہم اور فخری ہے کہ فاضل مصنف علم و تاریخ کی خدمت میں جو مسائل کو پیش کر رہے ہیں وہ قابل صد تحسین و آفرین ہے اور تقاضائے عصر بھی یہی ہے کہ دائرہ جستجی میں کوئی ایسی شخصیت ضرور موجود ہونی چاہیے جو اسلام کے پوشیدہ کمالات کو سطح حال پر لائے اور اصحاب ذوقِ نظارہ کی تشنگی دور کرے۔

میں یہ توقع سے کہتا ہوں کہ زیر نظر اذکار اولیاء کے کام سے کیٹ و سرور کے جو چشمے پھوٹتے ہیں ان سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق ظرفِ قنار پر پُر کرے گا۔

خدا نے عظیم و بڑے کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ فاضل مصنف نے کتاب ہذا کو ترتیب و تدوین کے بعد زبور طبع سے آراستہ کر دیا ہے جس کی مہربانی مؤرخین مستقبل کے لئے ہمیشہ چراغ راہ کا کام دے گی۔ اولیاء نے عظام کی سیرت کو سسی طبع کے بعد یکجا مرتب و معجزانہ کرنا ایک بڑا کارنامہ ہے جس کو میاں صاحب نے اچھی طرح پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔ جزاء اللہ عناخیر الجزائے۔

سید شرافت نوشاہی ارحمہ اللہ خالد دہلوی

۱۲ ستمبر ۱۹۷۱ء

سیدالسادات فخر اولیٰ شہید دین شہباز اویہ لا مکان
کی تو انم گفت من خود را مرید فت دری باشد سگ این آستان
بحضرت شہزادہ عالم شکوہ قادری حنفی

حضرت شاہ جیلان کی تعریف و توصیف میں سارا جہان مصروف ہے۔

حضرت پیران پیر کا اپنے متعلق فرمان

أَنَا السَّادَةُ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْءٍ

وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِ

وَدَوْلَةٍ عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا

تَحْكُمُ نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالِ

دَلِيلٌ دَلِيلٌ قَدْ مَرَقَ إِلَى

عَلَى قَدَمِ السَّجِي بُدْرُ الْكَمَالِ

نَبِيٍّ الْمَشَايِخِ مَكِّيٍّ حِجَازِيٍّ

هُوَ جَدِّي بِمِثْلِ الْمَنَالِ

أَنَا الْجَبَلِيُّ مُحَمَّدُ الدِّينِ رَسُوْلِيٍّ

وَأَعْلَى بَيْتِي عَلَى سَائِرِ الْجَبَالِ

أَنَا الْخَسَنِيُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَارِعِي

وَأَخْذَائِي عَلَى غُتَيْ الرِّجَالِ

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمُشْتَهَرِ رَسُوْلِيٍّ

وَجَدِّي صَاحِبُ الْبَيْتِ الْكَمَالِ

عراق و شام

شیخ زوال الدین ابی الحسن علی بن یوسف شطرنوی صاحب بیۃ الاسرار فرماتے ہیں۔

قَوْمٌ مَثَلُ الْوَدِيِّ غَيْثُ الشَّدَى لَوْ أَنَّ الْهَدَى

بَدْرُ السَّجَى شَمْسُ الصَّحَى بَلَّ الْوَسَى

قَلْعَةُ الْعُلُوِّ مِمَّا الْعُقُولُ فَأَصْبَحَتْ

أَطْوَارُهَا مِنْ دُونِهِ تَشْحِيْرٌ

مَا فِي عِلَالَةِ مَقَالَةٍ لِلْمَخَالِبِ

كَمَسَائِلِ إِلَّا جَمَاعَةً فِيهِ تَنْطَلَعُ

شیخ محمد بن سعید ذریعہ الزہدانی صاحب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر اس طرح فرماتے ہیں۔

شہادت پسر شہید جیم مشائخم فی عطیہ کاؤ لہجہ تناسیم

راؤ قال ما مومنا علی کورسیم قد من علی ملکات کل اکایم

کشتت جیم الا ولیداء و مؤسکیم اخلایہم باذنیہم و الحاضہ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی فرماتے ہیں۔

”اس میں ذرہ بھر بھی کلام نہیں ہے کہ حضرت غوث اعظم مرکز ولایت ہیں۔ اویہ اللہ میں

ان کو خاص برتری حاصل ہے۔ ان کی برکات کا آفتاب روز ستر تک ضیا پانیاں کرتا رہے گا۔“

حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں یوں رقم طراز ہیں۔

”حضرت میدنا عبد القادر گیلانی عوام ان سے اور خواص کو اس کے معروف و نہی عن المنکر کی تلقین

فرماتے بشریت کے معاملہ میں کسی برائے سے بڑے مخالف سے بھی نہیں ڈرتے تھے؟“

میدنا ضیاء الدین ابوالغیب عبد القادر سہروردی فرماتے ہیں۔

”میدنا عبد القادر اس وقت تمام دنیا کے اویہ اللہ میں ممتاز اور بیگانہ حیثیت کے مالک،

ہیں اور اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ وہ اگر چاہیں تو لوگوں کے مقامات کو سلب کر لیں اور چاہیں

تو اصلی حالت پر رہنے دیں۔“

حضرت شیخ علی الدین ابن عربی اپنی کتاب ”فتوحات مکیہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”بہندو میں شیخ الاسلام سید علی الدین عبد القادر گیلانی کو اس قدر منزلت اور مرجہت

حاصل ہے کہ کل اقطاب۔ ابدال۔ اذواد اور افراد آپ کے زیر نگین ہیں۔ اور آپ سب کے

قائد ہیں۔

حضرت میدنا احمد الکبیر الزفاری نے اپنے بھانجے شیخ ابو الفرح عبدالرحیم سے فرمایا۔

”کہ میں نے بارہا حضرت شیخ عبدالقادر کی مجلس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
دوسرے پیغمبروں فرشتوں اور جنوں کا صفت برصفت مشاہدہ کیا ہے

افغانستان

حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جاتی صاحب نفحات الانس اس طرح جکتے ہیں۔

گویم زکال تو چہ غوث الثقلینا محبوب خدا ابن حسن آل حسین
سر بر قدمست نہاوند بگفتند تا اللہ لقد اشرک اللہ علیہا

لڑوس

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ فرماتے ہیں۔

بادشاہ ہرود عالم مشاہد عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہیتاب و عرش و کرسی و سلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

بھارت

حضرت خواجہ معین الدین والملت سید معین الدین چشتی امیری فرماتے ہیں۔

یا غوث معظم نور ہدی مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علی حیران زہدانت ارض سما
در صدق ہمہ صدیق و شرف در عدل عدالت چوں عمری
اے کان حیا عثمان منشمانند علی با جود و سخا
در شرف بعایت پرکاری چالاک پوجہ حضرت تباری
بر عرش معلی تباری اے واقعہ راز اودائی
در بزم نبی عالی شانی ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے منبع فضل وجود سخا

”اسے فرزند اس دور میں کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ جتنی سید عبدالقادر میں ہے
اور میں حال میں وہ ہیں۔ وہ انہیں کے شایان ہے اور وہی اس پر فائز ہوئے“

علامہ ابن جوزی نے آپ کو ”اولیاء اللہ ہیں سب سے زیادہ سر بلند“ ”اعلیٰ کے سر کے تاج“
”شیخ الاسلام“ اور ”پیشوا“ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اپنی کتاب ”شیخۃ الاسلام“ میں لکھتے ہیں۔

”حنور دین اسلام کے ایک عظیم رکن ہیں۔ عوام اناس اور خواص کو آپ کی ذات اقدس
سے فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اور ہمیشہ یاد الہی میں مستغرق
رہتے ہیں۔“

حافظ زین الدین المشہور ابن رجب اپنے طبقات میں حنور کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں
”شیخ زماں“ ”سرور اہل خلیفتہ“ ”پیشوائے خدا شاسان“ ”سلطان پیران“

تاریخ اسلام۔ تاریخ سماوی۔ تاریخ النجوم اور دوسری مشہور و معروف کتب تواریخ میں بھی آپ کے
اوصاف جمید نہایت توفیر و تعظیم کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب معنی فرماتے ہیں۔ کہ

”میں نے دین کے معاملے میں کسی شخص کو بھی آپ سے زیادہ باعث تعظیم نہیں دیکھا
بادشاہ اور امراء و فرائض کی مجلس میں نیاز مندانہ حاضری دیتے اور مؤدب بیٹھتے“
شیخ ابوالقاسم عمر بزاز بغدادی فرماتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِنِّیْ فِیْ حَاجَہٖ فَحَاجَہٗ
حَاجَہٗ الْحَافِیۃُ کَفَّاعٌ وَ حَسْرَہٗ
لَا یَزِکُّہُ الْعُظْمٰی اِلَّا جِلْدُہٗ
مُکَرَّمٌ مِّنَ الْحَیَآہِ وَ
لَا یُعْصِبُ عَلَیْہَا
محمد پاک پروردگار کے لئے ہے۔ کہ
میں ایسے جو ان کی حمایت میں ہوں جو حقیقت
کا حال ہے اور نفع دینے والے ہیں۔ آپ
سوائے سزاوت کے اپنی آنکھ اور پر نہیں
اتھاتے عیا کے باعث اور ہمارے پیغمبر پرش
نہیں کرتے۔

شیخ ابوسعید قلیوی فرماتے ہیں۔

مجلد پانے ہی شد تا حق سرست تا حق ہم عالم شد خدمت
اقلب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا
گرداویجہ مسرودہ روان دادی کو بدین محمد جان
ہم عالم غی اللہین گویاں بر سس و جہالت گشت خدا
از پس کو قاتل نفس خود بسیار شجاعت مند و علم
شمرندہ و در سپاہ منفعل از فیض تو دارم چشم و دوا
معین کہ غلام نامہ تو شد در یوزہ گر اگر ام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

حضرت قطب الدین بختیار خاں چشتی دہلوی یوں عرض کرتے ہیں

قبلا اہل صفا حضرت غوث الثقلین دستگیر ہمہ ہا حضرت غوث الثقلین
خاک پانے تو بود روشنی اہل نظر دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین
قلب سکین بہ غلامی درت فریبست دارا مہرش بغیر حضرت غوث الثقلین

حضرت مخدوم علی احمد صابری چشتی اس طرح پکارتے ہیں۔

مہ آدم بہ پیش تو سلطان عاشقان
ذات تو بہت قبلہ ایمان عاشقان
دور دور کون حبز تو کے نیست دستگیر
دستم بگری از کرم اے جان عاشقان

حضرت شاہ عبدالحق محدث قادری دہلوی فرماتے ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین یقین رہبر اکابر دین
ادست در جملہ اولیاء متناز چون پیغمبر در انبیاء متناز
اولیاء بندہ اش از دل و جان قدم او بر گسرون ایشان
وصفت تعریف او زمین و حکومت خود کرامت او معروف ادست

حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری دہلوی فرماتے ہیں۔

نامہ ز سلف عدیل عبدالقادر نامید بخلف بدیل عبدالقادر
منش گرازاہل قرب ہوئی گئی عبدالقادر مشیل عبدالقادر
حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی فرماتے ہیں۔

حضرت نوح الثقلین مرکز ولایت ہیں۔ دنیا کے اسلام میں جس کسی کو ظہر
روحانی مرتبہ ملا وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے بلا
اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ مرکز ولایت و قطبیت ہیں
عاجی امداد اللہ مہاجر کی چشتی فرماتے ہیں۔

خداوند بحق شاہ جیلاں محی الدین غوث و قطب دہراں
بجن خدای مرا از ہر خیالے ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے
حضرت ابوالفتح سید محمد الحسینی خواجہ گیسو دراز بندہ نواز چشتی فرماتے ہیں۔

یا قطب یا غوث اعظم یا ولی روشن ضمیر
بندہ در ماندہ ام حبز تو د دارم دستگیر
ہر دور در گاہ والا سالئم یا آفتاب
فاخر ناسخاد راکن مشاد یا پیران پیسر

حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الہی چشتی دہلوی کے ہفتونفحات "فوائد النواد" مرتبہ
حضرت خواجہ حسن علاء سہجی میں ہے کہ ایک مجلس میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔
"چند ابدال پر واز کرتے خانقاہ عالیہ قادریہ بغداد پر سے گزرے وہ خانقاہ
سے علیحدہ ہو کر نہیں گزرے بلکہ اوپر سے گزرے۔ یہ بات ادب کے خلاف
تھی ان کی طاقت پر واز سلب ہو گئی۔ اور خانقاہ کی صحن میں گر پڑے کئی
دن اسی حالت میں رہے جب آپ کی نظر کرم ہوئی تو پھر اپنی حالت میں اکر پڑا کر گئے۔"

سراج الدین بہادر شاہ ظفر فرماتے ہیں۔

مکن تشویش و باغش اسے دل غلام شام جیلانی
غلامش را بود در ہر دو عالم لست سلطانانی
ہر بزم و اسکان حق بہ میں قربش بذاتہ حق
اسیر ہم مقبول یزدانی - وہم صوب سبحانی
گند مشکل کشائی چونکہ دست فضل و احسانش
ہزاروں عقدہ دشوار بہ کشاید باسانی
بہ خاک آستانش گرفتار مہر روئے خود
نگرود چہرہ اش و فیاں بہ اوج چرخ نورانی
فلک آورد تسبیح گہرا ز دامنہ انجم
کند تا ہر ملک در خانقاہش سبب گردانی
چہ باشد حاجت اعظمی مطلب در حضور او
بہ ظاہر بر ضمیر اشش اسرار پنبانی
ظفر در دین و دنیا نیست دیگر دستگیر من
بغیر از پیر پیران - غوث اعظم طلب ربانی

امام عبدالقادر بدایونی اس طرح کہتے ہیں۔

غوث اعظم من ہے سوساں مدوے
میسطوفین ابد گوشت پستے کرے
خاک بغداد بود سرمد بنیانی من
ما گدایم تو سلطان دو عالم ہستی
وطن آوردہ مخصوص ز بخت بیاہ ام
قبلہ دین مدوے کعبہ ایساں مدوے
مظہر سب از دل واقعہ پنہاں مدوے
دیدہ ام را چہ کند کل صفایاں مدوے
ار تو داریم طبع ای شاہ جیلانی مدوے
مشعل تیرگی شام غریباں مدوے

میل سرانے تو ام ای اشک بہد

موجب رونق این گلشن امکاں مدوے

کلام امیر مینائی ملاحظہ ہو۔

کیا غم مری مدوہ پر اگر غوث پاک ہیں
عانی مرے شفیق مرے - داد رس مرے
گردیں گے دوستی ہوئی کشتی کو دم میں پار
باندھے مری مدوہ پر کر غوث پاک ہیں
وہ کون ہے ملیح نہیں جو حضور کا
فرمانہ دے حق و بشر غوث پاک ہیں
آئی کوئی بلا تو سپر پر غوث پاک ہیں

حضرت شاہ محمد سلیمان قادری چشتی پھلوار مدعی فرماتے ہیں۔

عاشق خواجہ ہوں میں اور ہوں گدا نے غوث پاک
جان نثار خواجہ ہے اور دل ندائے غوث پاک
شکر ہے ہر دم زباں مصروف ذکر خواجہ ہے
اور ہے اب پر مرے مردم شائے غوث پاک
اپنا مسلک اپنا مذہب عاشقوں میں ہے
جس میں خواجہ کی خوشی جس میں رضائے غوث پاک
آرزو ہے پیماں کی کہ وقت جہاں کھنی
سہر ہو خواجہ کے قدم پر اس پہ پائے غوث پاک
(خواجہ - حضرت مبین الدین چشتی امیری سہری ۴۰)

اب کلام حسرت مولانی پیش خدمت ہے۔

دیکھ کر کالہب گار ہوں شیخاں
میر بغداد میں ناچار ہوں شیخاں
کیا کروں میری دعا جس تو نہیں بخیر
میں کہ اک فرد گنہگار ہوں شیخاں

غوث اعظم سے جو مانگو گینگا حسرت پھر کہو حاضر دربار ہوں شینا بے

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مشائخ کافی ہیں غوث اعظم جیلاں میرے لئے

گرد حسرت حضور میر لبخداد جمال نور مطلق کے نظارے

رشتہ شادی ہو نہ کیوں اپنی فقیری حسرت کب سے کرتے ہیں غلامی شہر جیلانی کی

کتاب تفریح الخاطر مصنف الامام محمد بن الدین الدری میں لکھا ہے کہ جب سلطان الشارح حضرت لکھام الدین اولیا بندا شریف پہنچے تو حضرت غوث اعظم کی اولاد سے آپ نے سید غرقادری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔

پاکستان سلطان العارفين حضرت سلطان بابو قادری گنج الاسرار میں فرماتے ہیں

شورید از ہاں بابو بالیقین خاکپائے شاہ میراں راس دین

ایضاً

شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری ہانہ پھر لوگت کر کے ہو پیر جنہاں دے میراں بابو او کہ ہے لگو سے ترکے ہو

ایضاً

شاہ میراں ہست ثانی شبیر امیر شبسوار معرفت روشن ضمیر

ہر کہ را پدرش بود عارف مقیم چوں نہ باشد سید راہ سلیم

اصل جیلانی ز باطن مصطفیٰ ایں مراتب قادری قدرت الہ

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری "تحفہ قادریہ" میں فرماتے ہیں۔

گر کے واللہ بعالم از سنے عرفانی است

از طغیلاں شاہ عبدالقادر گیلانی است

ایضاً

شاہ جیلانی تراحق در وجود رحمتہ العالیین آورده است

ہر کہ آن تست مقبول خداست گرچہ ہر نا کردنی را کردہ است

ایضاً

بقشتہ لب گریاں بہ سوئے بحر عرفاں میری سدا زہ چوں سیل اشک خود بافتاں میری

عاجی بندا و گیلانم ز شوق حضرتش گر سوئے بندا دلا سے سوئے گیلان میری

ہم عرب شد ہم علم مید تو اسے ترک عجم برا سیر خویش رنج کن کہ جیلان میری

باول پر خون و چشم خون فشاں در را واد میری ز اسان کہ گوئی در گشتاں میری

ہر گمان کوئے او عقد محبت بستہ ام ہر دم از روئے وفا سوئے محال میری

ایضاً

از دم فقر و فنا گوئی شہر بحر و برم تا بہ بان دول گدائے شیخ عبدالقادر

ہست دائم در طواف کعبہ کویش و لم در رہ صدق و سفا نیست جہ اکبر

ے منہم گریاں تو رخ خود بردت ہر مہ شاہ رنجت ہر روئے گروا کوہ و چشم ترم

ہست در پیش کرہائے تو جرم غریب اکرم یا غوث اعظم بالترحم اکرم

پیر و ارشد شاہ قادری لکھتے ہیں۔

مدح پیر دی حب دے نال کیسے جیلانی خاواں دی وچہ پیریاں فی

باسجراوس جناب سے پارنا ہیں نکھال ڈھونڈ دے پھر فقیریاں فی

جیہڑے ہر دی نظر منظور ہوئے گھریں تنہاں دے پیریاں میریاں فی
روز عشر دے پیر دیاں مہاں لوں ہتھ بھرے ملن گیاں پیریاں فی
اود تان خاص محبوب اللہ دے لے قلہاں نکتیاں جنہاں لکیریاں فی
وارث عی الدین نے پیر ساڈھے سو ہتھ نام دیاں ساتوں دھیریاں فی

میاں محمد بخش معصفت سیف الملک فرماتے ہیں۔

واہ واہ حضرت شاہ جیلانی و مظہر ذات ربانی
سر پہ چتر محبوبی والا ولین دی سدا فی
خوشاں قلہاں تے ابدالاں قدم جنہاں دے چلے
تے برساں دے موئے جوائے ایسے گرم گماٹے
مفلت غم دی مرض و بچہ گی لوں توں رسی شادی
جون و ن کر سن یاد عسک حضرت شاہ بغدادی

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی فرماتے ہیں۔

بیکساں راکس اگر چوئی تو دروینا و دیں ہست عی الدین مید تاج سرواں یقین
وست گیر بے کساں و چارہ بے چارگاں شیخ عبدالت اور است آن رحمۃ العالمین
اولیاء اذہیں و آخرین سر راستے خود زبیر پائشس سے مستد از حکم رب العالمین
قلب انقلاب زمان و شبہاں لامکاں مہربان بے کساں نائب شیخ المذنبین
شمر شجر نبی و میدہ ہارن مسلط سر و بستان حسن آن سرور دنیا و دین
نور گزار حسین آن جوناہار رحمتش پیر پیراں پیر من محبوب رب العالمین
ہر کے ناز و ہر کس الا بہاؤ الحق زول ہے فرد شد از بہت از مدتی ایمان فرین

ایک شریک حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی فرماتے ہیں۔

معلیٰ حجت سبحانی مقدس قلب رہا فی علی شیرت۔ حسن ثانی۔ عی الدین جیلانی
یعنی پیر کساں۔ ہر صورت یوسف ثانی۔ عی الدین جیلانی
رعش لعل بدشتانی۔ لبش یا قوت مرعانی۔ عی الدین جیلانی
زبے منظور پیغیز شمال ہارن آن سرور زبے طوطی رعنائی۔ عی الدین جیلانی
چہ ایوانی۔ چہ توتانی۔ چہ ہندی و چہ کوئی۔ عی الدین جیلانی
زبے بیات نورانی۔ زبے فرخندہ پیشانی۔ عی الدین جیلانی
عطا بخش مہساقی شفا بخش مسدانی۔ عی الدین جیلانی

غلام درگش دانی بہاؤ الدین ملتانی
کنڈ در مدح طنبیانی۔ عی الدین جیلانی

نوادرات سلسلہ عالیہ قادریہ

ادب شریف

خانوادہ بخاریہ کے پاس حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی کی تسبیح

لوہی اور تپنی ہے۔

خانوادہ گیلانیہ کے پاس درج ذیل تبرکات اور نوادرات موجود ہیں۔

۱۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک جو ڈاکوئوں نے آپ سے بغداد
کی طرف کاروان کے ساتھ جاتے ہوئے چھین لیا تھا اور پھر آپ کے پیچ لٹنے پر سب
تائب ہو گئے تھے۔

۲۔ دست مبارک حضرت غیاث الکلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ ایک ٹکلی جس پر حضرت شیخ سید محمد عزمی مرشد سید عبدالقادر جیلانی نے تحریر فرمایا تھا
اور جو اپنے نامور شاگرد کے لئے تالیف کیا تھا۔ بھی موجود ہے۔

۴۔ فتوح الغیب کی ایک نادر سی شرح و فتاح الغیب کا ٹکلی نسخہ بھی ہے۔

- ۵۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غیۃ المتقیین کی شرح لکھی تھی اس کا ایک نسخہ بھی موجود ہے یہ کتاب مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بلاول قادری لاہوری کی فرمائش پر مرتب کی تھی۔
- ۶۔ گیارہ دہائیوں میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات زندگی اور فضائل و مناقب پر بے شمار کتب مصنفین کی کتب موجود ہیں۔

- ۷۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسینی العسینی البندازی کی نہایت نفیس اور عمدہ قلمی تصاویر بھی موجود ہیں اس کے علاوہ سید عبدالوہاب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ابوالاعلیٰ قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ شمعہ ارادہ دارا شکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی قلمی تصاویر ہیں۔
- ۸۔ قصیدہ غوثیہ خط کوئی میں تحریر شدہ ہے۔ یہ قصیدہ حضرت سید الانام شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

کیتھل شریف

حضرت شاہ کمال قادری کیتھل نے حضرت غوث اعظم کا پیرا بن مبارک جواں کے پاس مسئلہ بہ مسئلہ آیا تھا اس کیتھل آپ نے حضرت شاہ سکندر قادری کیتھل سے فرمایا تھا کہ اس کو شیخ احمد سرہندی (حضرت مجدد الف ثانی) کو دے دینا۔ چنانچہ انہوں نے یہ پیرا بن مبارک حضرت مجدد صاحب کے سپرد کر دیا۔

افتیسر خانہ "لاہور"

- ۱۔ پیالہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس میں مکمل کلام پاک تحریر ہے۔ یہ پیالہ آنجناب کے ذاتی استعمال کا تھا جو ایک نہایت خوبصورت شیشے کا بنا ہوا ہے اور چار اونچ نصف قطر کا ہے۔ یہ پیالہ قدیم فن ظروف سازی کا ایک نادر نمونہ ہے لکھا ہے کہ شاہ جیلان عمر بھر اسی ایک پیالہ پر قانع رہے۔
- ۲۔ تسبیح حضرت سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی غوث ممدانی۔
- ۳۔ قرآن مجید جو حضرت سید الانام سید عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک کا تحریر شدہ ہے جو کہ ابتدائی خط میں ہے۔

۴۔ علاوہ ان تسبیحات کے پانچ عدد دیگر تبرکات بھی موجود ہیں اور مزید کئی نشانیں ہیں

۵۔ حضرت غیاث المتقین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا منوے اقدس بھی موجود ہے۔

دہلی ۱ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے بحرہ منقرہ تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے حضرت شیخ عبدالوہاب متقی سے علم حدیث و تفسیر کی سند لی اور جب آپ واپس وطن آنے لگے تو آپ کے استاد مکرم نے آپ کو حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیرا بن مبارک عطا کیا جو آپ اپنے وطن لے کر آئے تھے۔

مدینۃ الاولیاء لاہور

بادشاہی مسجد

- ۱۔ سرخ ہائے نماز حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز۔
- ۲۔ حضرت غوث المتقین کی ایک رضائی مبارک جس میں رونی بھری ہوئی ہے۔ یہ مصری کپڑے کی بنی ہوئی ہے اور ریشمی دکھائی دیتی ہے۔ یہ دوسری شہ کے کپڑے کی بنی ہوئی ہے۔

ہری نگر کے محلہ میں حضرت غوث الاعظم کے نام سے یہ خانقاہ ہے۔ اس میں آنجناب کا مٹے مبارک رکھا ہوا ہے۔

قادری اویاسے لاہور کے مقابر مزارات سے سکھوں کا سلوک

مزارات پر انوار سلسلہ عالیہ قادریہ

(۱) "نیکہ انہل والا" یہ جگہ پیر اخبار نئی انارکلی میں واقع ہے۔ سادات گیلانی کی قدیم قبور مختلف قبروں پر موجود ہیں۔ رنجیت سنگھ نے اپنے دور اقتدار میں تمام سنگ مرمر یہاں سے اتر دیا تھا جس کی وجہ سے تمام مزارات مسمار ہو گئے۔ اسے پہاڑ کنٹیا وال مصنف تاریخ لاہور لکھتے ہیں کہ سید ضوی گیلانی قادری سید عمر گیلانی اور سید ہاشم گیلانی قادری کی قبور پر ایک سنگ مرمر کا شاییت عالیشان گنبد تھا جس کو رنجیت سنگھ نے گروا دیا تھا۔ انگریزی عہد میں سید نظام الدین گیلانی المشہور پیر بودیاں والے نے اس کی مرمت کروائی تھی۔

(۲) مزار پیر انوار حضرت شاہ محمد غوث قادری "لاہوری" آپ کا مزار بیرون دہلی دروازہ میونسپل کانسٹیبل کے پاس سرکار روڈ اور نئی سڑک کے درمیان واقع ہے۔ پہلے یہ نہایت عظیم الشان مکان تھا۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کھنڈ نوٹھال سنگھ نے حکم دیا کہ فصیل لاہور سے آدھ آدھ میل باہر شہر کی چاروں اطراف میں میدان صاف کر دیا جائے۔ عمارت منہدم کر دی جائیں چنانچہ جب لاہور فرانسس کی لنگائی میں یہ کام شروع ہوا۔ تو سب سے پہلا نشانہ حضرت شاہ محمد غوث قادری کا مقبرہ بنا۔ مزار کی مسجد منہدم کر دی گئی اور اندرونی و بیرونی پہاڑ و دیاری میں

مسمار کر دی گئی۔ جس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیلی۔ اسی رات کشور نوٹھال سنگھ شاہی قلعہ سے باہر آ رہا تھا کہ قلعہ کے دروازہ کی سنڈ سیرا پر گر جانے سے مارا گیا۔ چنانچہ تمام شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت شاہ محمد غوث گیلانی "قادری" کے روضہ سے بدسلوکی کرنے پر اس کا یہ حشر ہوا ہے۔ فی الفور دوبارہ عمارت بنی شروع ہوئیں اور پھر وہی رونق ہو گئی

(۳) مقبرہ حضرت طاہر بندگی قادری آپ کا مزار اقدس قبرستان میانی میں واقع ہے سکھوں کے عہد میں اس محلہ کو جنوب کوٹا گیا جسکے عمارت گریزادوں قرآن شریف اور احادیث کی کتابیں ڈٹ کر لے گئے اور پھر ان کو بے مقصد سمجھ کر گاؤں سے باہر پھینک گئے۔ ان ظالموں نے مزار مقدس کو بھی نقصان پہنچایا۔

(۴) مقبرہ حضرت میاں میر بالا پیر قادری رنجیت سنگھ نے اس مقبرہ کو بھی نیست نابود کرنے کی ٹھانی اور خود گھوڑی پر چڑھ کر وہاں گیا۔ تاکہ قیمتی سنگ مرمر اور دوسرے قیمتی پتھر وہاں سے اتر دالے۔ مگر گھوڑی کو ٹھوکر لگی اور وہ اذیت منہ گر پڑا۔ اور اس طرح یہ مقبرہ ویران ہونے سے بچ گیا۔ موضع ہاشم پورہ کو داراشکوہ نے اس لئے برباد کر دیا کہ اس قصبہ کے حادث حسرت میاں میر کے فقراء سے بھگت رہتے تھے اور ان کے مال مویشی وغیرہ چھین کر لے جاتے تھے اور باقی تمام بستیاں غیاث پورہ - دارا پورہ - عالم گنج اور جنت پورہ وغیرہ بکلم انگریزی سرکار اٹھا دیئے گئے "تاکہ یہاں میاں میر چھاؤنی بن سکے"

(۵) مقبرہ حضرت ملا شاہ بدخشان قادری شہزادہ داراشکوہ قادری نے اپنے پیر و مرشد حضرت ملا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ نہایت عالیشان بنوایا تھا۔ اور بہت ماسا مان سنگ مرمر و سنگ مرمر سجھ کر لیا تھا۔ رنجیت سنگھ نے اپنی حکومت میں اس مقبرہ کے تمام قیمتی پتھر اتر دالے تھے۔ قبر کا قیود جو سنگ مرمر کا تھا اور سنگ مرمر کے پیچھے سنگ مرمر کی بلیں سنگ قوسی سنگ ابری سنگ مرمر کے تمام قیمتی پتھر اس ظالم نے اتر دیا کہ لام بدختر کی بارہ دہائی کے لئے بھیجا دئے

اس مالیشان مقبرے کے عراب رنگ کو خام کے بنے ہوئے تھے۔

(۶) مقبرہ سید عبدالوہاب قادری | یہ مزار گڑھی شاہو میں واقع ہے۔ کسی زمانہ میں چھتر چوندہ گنگ مقبرہ کے اندر قبر چھتر مع فرش

سنگ سرسری بنی ہوئی تھی۔ قریب ہی بڑا چاہ جس کو تالاب کہنا چاہیے موجود ہے۔ اندر کافرشی اور قبر کا فرش رنجیت سنگھ کے حکم سے نکال لیا گیا اور قبر گرا دی گئی

(۷) مقبرہ سید شاہ چراغ گیلانی قادری | مقبرہ کے ساتھ جو نہایت عالیشان مسجد ہے سکھوں نے اس مسجد میں بارود بھر رکھی تھی

اور میگزین بنایا ہوا تھا۔ یہی حال مقبرہ کا تھا۔

(۸) مقبرہ حضرت شمس الدین قادری | آپ حضرت ابراہیم قادری انور رحمہ اللہ کے مرید اور حضرت شاہ بلال قادری کے مرید بھی تھے۔ ان کا زمانہ اخیر چالیس

اور شاہجہان کا تھا۔ جن دونوں شاہجہان شہزادہ تھا۔ اس نے آپ کا روضہ نہایت عظیم الشان تعمیر کرایا مقبرہ پر چاروں گوشوں پر چار مینار تھے۔ سنگ مرمر کا بھی استعمال کیا گیا۔ جب جہانگیر کو آپ کے وصال کا علم ہوا۔ تو اس نے آپ کے روضہ کے گرد ایک باغ وحدارت کرایا۔ جو بعد میں شاہی تنگ آباد تھا۔ بعد میں کچھ گدی کا شکار ہو گیا۔

(۹) مقبرہ خواجہ مہاری قادری | آپ حضرت میاں میر بالا پیر قادری کے غلام تھے انہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مزار اقدس میں یہ لوگ لائیں کے ساتھ میاں میر

کی آبادی میں واقع ہے۔ سکھوں کی غارتگری کے دوران رنجیت سنگھ کے ایک فریسیس جنرل ایچی میٹائل نے اس مقبرہ کا تمام سنگ مرمر اور دیگر قیمتی پتھر اتار کر لاہور میں اپنی کونٹھی میں بٹھوایا تھا۔

(۱۰) مقبرہ سید محمد فاضل متوکل قادری | آپ کا مقبرہ ہال روڈ لاہور پر بالمشابل مقبرہ شاہ اسماعیل محدث واقع تھا۔ کچھ نیکوؤں نے روضہ

سے قیمتی پتھروں کے ٹکٹے اکٹرا کر اسے منہدم کر دیا۔

(۱۱) مقبرہ شاہ شرف قادری | آپ ہافگیر کے عہد میں فوت ہوئے اور نہایت عظیم الشان مقبرہ بنا۔ جس کے ساتھ ہی ایک مسجد تھی جو فوجی تعمیر کا کامل نمونہ تھی

اس کی اندرونی دیواریں سنگ مرمر اور بیرونی دیواریں سنگ سرخ سے مزین تھیں جب رنجیت سنگھ شہر کے باہر نڈی کوٹھلے کا قریہ مقبرہ اور مسجد مائل ہوئے پتہ چلا اس نے تمام قیمتی پتھر اندر لایا اور امرتسر پہنچ دیا۔ مسجد اور مقبرہ کو منہدم کر دیا۔ آپ کا تابوت نکالا اور فیروز پور انیسویں کی جنگوں میں موجود جگہ تک اسکا اہل خزانہ روڈ پر ایک معمولی سی پار دیواری میں منتقل ہوا۔ حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی کے روضہ کے دفن کر دیا۔

(۱۲) مزار سید عبدالخالق بن سید عبدالواسع | علامہ سید سر (حضرت سید) گڑھی شاہو میں واقع تھا۔ جنگی سکھوں نے اپنے دور بددعا

میں اس محل کو خوب لوٹا۔ اور برباد کر دیا۔

(۱۳) مقبرہ سید بدر الدین گیلانی | آپ شاہجہان کے عہد کے بزرگ تھے۔ اور آپ کے نام سے ایک محلہ سید بدر الدین تھا۔ اب اس جگہ مال روڈ پر گورنمنٹ

ہاؤس ہے۔ انہوں نے اس جگہ ایک نہایت عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی تھی۔ ۱۶۶۱ء میں عالمگیر کے عہد میں ان کا وصال ہو گیا۔ یہ مالکان لاہور کے عہد رنجیت سنگھ کے اس پر قبضہ کئے پہلوانوں کیے کشت و خیز کا کردار ادا کیا اور یہ گنبد کشتی والا کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بعد ازاں بہادر شاہ نے یہاں چھائی خانہ جن کا انچیت جمدانہ شمال سنگھ مقبرہ مزار جس نے گنبد گرد کر بشت پہلو کوٹھی بنوائی۔ آج بھی آپ کا مزار گورنمنٹ ہاؤس کی زیریں منزل میں موجود ہے۔

لاہور اور اس کے مضافات،

ہریتر الاولیاء لاہور میں سب سے پہلے قطب الاقطاب سید محمد غوث گیلانی علیہ ارحمہ السلام کے لئے وارد ہوئے تھے۔ آپ عنوان شباب میں عرب و عجم اور ترکستان و خراسان کی سیاحت کے بعد پاکستان میں تشریف لائے تھے اور لاہور میں کچھ عرصہ محلہ کوفت گراں میں مقیم رہے۔ یہاں مسجد تعمیر کروائی۔ اور پھر وہی اور ناگور تشریف لے گئے اور وہاں مختصر قیام کے بعد حلب (اسیران)

واپس چلے گئے۔ آپ کا وصال ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۷۵۰ء عہدِ سکندر لودھی میں ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خاندانِ سادات کے عہد میں یا خاندانِ لودھی کے اواخر میں تشریف لائے ہوں۔ مزارِ پیرِ لوار آپ کا اوجِ شریفین میں ہے۔

اور اس نواحِ اہلاد میں جو تادری بزرگ سب سے پہلے تشریف لائے۔ اور یہاں ہی مستقل مقیم ہو گئے۔ وہ شیخ المصطفیٰ حضرت شاہ فیروز تادری لاجپوری ہیں۔ جن کی وفات بتمام لاہور ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۷۵۷ء عہدِ ظہیر الدین بابر میں ہوئی۔ آپ سے پہلے آپ کے جدِ امجد حضرت شاہ عالم تادری بغداد سے لاہور تشریف لائے تھے۔ اور پھر دارالسلطنت اسلامپورہ کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں پھر لاہور ہی تشریف لے آئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کی۔ وصال کے بعد حضرت شاہ فیروز گیلانی تادری ان کے حاشین ہوئے۔ مگر ان کا مزار اب ٹھوٹھوٹے سے بھی نہیں ملتا۔

شہنشاہِ ہائے پانچ چھ سال ہی حکومت کی۔ بہاول کو تمام عمر چین سے رہنا نصیب ہی نہ ہوا مگر اس کے فرزند جلال الدین اکبر کے زمانہ ہی میں لاہور کو بہت ترقی اور خوشحالی نصیب ہوئی۔ پہلے تو اس نے کچے قلعہ کو شاہی قلعہ اپنڈھ ایشنوں سے — بنوایا۔ پھر باندو گوجر کے پاس ایک کارگاہ بنوائی۔ جس میں چالیس میل سے نوکار گھیر کر لایا جاتا تھا۔ پھر اس نے شہر کو مختلف حلقوں میں تقسیم کیا۔

گزر ہائے اندرون شہر لاہور

شہر کی تعلیم آبادی جو فیصل کے اندر واقع تھی۔ نو گزروں پر منقسم تھی۔

(۱) گزرِ شہباز خاں | شاہی قلعہ لاہور کے جنوب کی طرف کی آبادی جس میں موجودہ حالت میں باندو خانہ وغیرہ شامل ہے۔

(۲) گزرِ شیخ محمد اسحاق | خضری دروازہ (مستی دروازہ) کے اندرون دونوں اطراف کا علاقہ اس گزر میں شامل تھا۔

(۳) گزرِ مانگ چوک | سید مستحسے مکانی دروازہ اور فیصل تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔ موجودہ حالت میں بھائی دروازہ بازار کھیاں کے ارد گرد کا علاقہ اس میں واقع تھا۔

(۴) گزرِ مہارز خاں | کوچہ ڈوگراں۔ شاہ عالمی دروازہ۔ بوٹے موری۔ لاہوری منڈی کے تمام گلی کوچے اس میں شامل تھے۔ جب ملک ایاز پنجاب کا حاکم بنا اور اس نے اجڑا ہوا شہر دوبارہ آباد کرنا شروع کیا تو سب سے اول آبادی شہر کے اسی محلہ سے شروع ہوئی۔ جس کو لوباری منڈی کہتے ہیں۔

(۵) گزرِ تلوارہ | اندرون بھائی دروازہ مغرب کا تمام علاقہ اس گزر میں شامل تھا۔ حضرت پاک رحمان تادری نوشاہی سب لاہور تشریف لاتے تھے تو اپنی بیٹیک جو کہ اندرون بھائی دروازہ ہے۔ قیام فرمایا کرتے تھے۔ یہ بیٹیک آج تک زیارت گاہِ خواص دعوام ہے۔

(۶) گزرِ مچھی ہستہ | شاہ عالمی کا اندرون حصہ اس میں واقع تھا۔

(۷) گزرِ وچھو والی | شہر کے وسط کا تمام علاقہ اس گزر سے ملتا تھا۔

(۸) گزرِ چھچھ دیوانی | اندرون مری دروازہ۔ اندرون مری دروازہ بشمول پمیل و مڑو سولی میاں خاں۔ محلہ قاضی محمد مسلم۔ محلہ سید نظام بخاری۔ محلہ اخوند محمد فاضل اور محلہ کوچہ دھکیاں اس میں شامل تھیں۔ محلہ فضل آباد شہنشاہ اکبر کے وزیر ابو الفضل نے بسایا تھا۔ جس میں وہ فیضی اور آں کا والد مبارک قیام فرماتے شیخ مبارک اسی جگہ فوت ہوا تھا۔ اور یہاں ہی امانتاً دفن ہوا۔

(۹) گزرِ ررہ | وہلی دروازہ سے سنہری محلہ اور رنگ محل کا علاقہ۔ اندرون اکبری دروازہ کی تمام گلیاں اس میں شامل تھیں۔ مسجد وزیر خاں اور محلہ قاضی اسی گزر کی حدود میں واقع تھے۔ مزاراتِ سیحیت۔ سید بٹند اور سیدان بادشاہ سید اسحاق گزرونی اسی علاقہ

ہیں واقعہ تھے۔

لاہور میں شہنشاہ اکبر نے اپنے نام پر ایک منڈی تعمیر کرائی جسے آج تک اکبری منڈی کہا جاتا ہے جو اندرون دہلی دروازہ واقع ہے۔ نیز ایک دروازہ بھی بنوایا جس کو اکبری دروازہ کہا جاتا ہے جو کہ پاکستان بننے کے بعد سمار کر دیا گیا ہے۔

مسجد وزیر خاں کے اوقات میں سرانے وزیر خاں اور حمام وزیر خاں بھی شامل تھا جن میں سے صرف حمام اب باقی ہے۔

مقبور امام غلام محمد اشہر امام کامون مرید حضرت عبداللہ شاہ قادری مدظلہ کی جگہیں ہے۔

سید محمد غوث گیلانی الحنفی اعلیٰ الادبی تادری جب لاہور تشریف لائے تھے تو انہوں نے محلہ کوٹ گردن میں قیام فرمایا تھا اور یہاں ایک مسجد بھی بنائی تھی جو یقیناً سلسلہ عالیہ تادریہ کی لاہور میں پہلی مسجد تھی۔

بستی ہائے بیرون شہر لاہور

(حدیث الاولیاء لاہور کی ہر تعلیم بستی میں قلعہ یزدانی، محبوب سبحانی، غوث محمدانی، غوث

الارض والسماء علی الدین سید عبدالغفور جیلانی حسنی حسینی کی اولاد اور ملاقات یکساں ملو

پر فائق ہے، ملاحظہ فرمادیں)

۱۱) محلہ حاجی سوائے

موجودہ آبادی محلہ گور سیکھ کا نام پہلے محلہ حاجی سوائے تھا۔ نواب پالیس ایپرس روڈ کے اندر مسجد محمد صالح ندوی اب تک موجود ہے۔ یہ شیخ محمد صالح حاجی سوائے کا برادر زادہ اور امیر سیر تھا محلہ صالح لاہور کے گورنر کا دیوان تھا۔ محلہ شاہجہان میں سکھوں کے عہد میں اس مسجد میں بارود رکھا جاتا تھا۔ جب انگریزوں کا عہد آیا تو نواب علی رضا خاں قزلباش نے اس کی مرمت وغیرہ کروا دی اس مسجد میں ایک بڑا تالاب بھی تھا جو اب نہیں ہے۔

۱۲) محلہ کوٹ کروڑی

موجودہ سادات سٹریٹ دیسکو روڈ اسے ریلوے پولیس لائنز تک کا علاقہ اس میں شامل تھا۔

حضرت عبدالحمید چوہدری ہندگ سہروردی، حضرت موسیٰ آہنگ سہروردی، حضرت بایزید ہاشمی ہمدانی کے مقابر اس علاقہ میں ہیں۔ خاندان کووسی کے زمانہ کے آثار مثلاً دولت خاں کی باؤلی، باغ دولت خاں اور سرانے دولت خاں اس علاقہ میں واقع تھے۔ زمانہ قدیم میں یہ محلہ بہت آباد تھا۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری اس علاقہ میں ہی مختلف مقامات پر عبادت کیا کرتے تھے۔

۱۳) محلہ چوہدریاں

موجودہ لنڈا بازار اس جگہ پر آباد ہے۔ یہ بازار نسخاں کے دیوار بہ دیوار تھا۔ جہاں سیرے جواہرات اور موتیوں کا کاروبار کرنے والے کھپتی تاجر بائیں پڑے تھے۔ بازار کے دورویہ دو کانات جن میں ان لوگوں کی دکانیں تھیں۔ چوٹیلوں کے عہد کے اختتام تک ان کی یہ منڈی بہت مشہور تھی۔ بیکہ لیڈوں اور سبز زون نے اس بازار کو کوٹ کر تیس ٹکس کر دیا۔

۱۴) محلہ شاہ کاکو

مسجد شہید گنج اس محلہ کے وسط میں ہے۔ سکھوں کے ہاتھوں مسجد اور مزار شاہ کاکو شہید ہو چکے ہیں۔ اب یہاں گور، دروازہ ہے۔ ایک دفتر حضرت میاں میر قادری یہاں تشریف لائے تھے تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہاں ایک عارف اور ولی اللہ (حضرت شاہ کاکو چشتی) مدفون ہیں چنانچہ پھر آپ کا سالانا غرس ہونے لگا۔

محلہ دائی انکھ ریلوے سٹیشن سے مشرق کی طرف آباد تھا۔ جس جگہ اب مسجد دائی انکھ موجود ہے۔ یہ محلہ لاہور سٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ایک کے پاس آباد تھا یہ عظیم الشان مسجد اب بھی اپنی شان و شوکت اور گلکاری کی وجہ سے نہایت معروف ہے۔

اسی نوع میں کسی زمانہ میں مزار حاجی حمیت قادری و مزار قدیم رسول واقع تھا۔ حاجی عمر میٹل حضرت شاہ بلاول قادری کے مرید تھے جن کی بیعت حضرت شاہ حسین قادری لاہوری سے تھی۔ حاجی صائب موصوف قدیم شریفیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایران سے لائے تھے اور یہاں انہوں نے اس کا روضہ بنوایا تھا۔

۱۵) چٹوک دارا

سرانے سلطان چرون دہلی دروازہ کسی زمانہ میں چوک دارا تھا۔ شہر بلوہ والا شکوہ قادری نے اس

بلکہ اپنے محللات و باغات بنوائے تھے عہد شاہجہاں میں یہ حضرت شہر بہشت تعمیر تھا۔ پچھلے
یہاں نواب آصف خاں وزیر اعظم شاہجہاں کی حویلی تھی جس پر پین لاکھ روپیہ خرچ ہوا
تھا۔ ایک زمانہ تھا جب شاہجہاں صاحبزادہ لاہور آیا تھا تو نواب آصف خاں نے اسی
حویلی میں بادشاہ کی دعوت کی تھی جس پر چھ لاکھ روپیہ خرچ آیا تھا۔ نواب آصف خاں
(جس کا مشہور شہرہ میں ہے) کی وفات کے بعد یہ حویلی دلاور شکوہ قادری کو مل گئی تھی۔
جہاندار شاہ جب لاہور آیا تھا تو اس نے اپنی محبوبہ لالہ کنور کے ساتھ اسی حویلی داراشکوہ
قادری میں قیام کیا تھا۔ اس علاقہ میں ایک نہایت عالیشان و منور مسجد تھی جو کہ دارا
شکوہ نے بنوائی تھی۔ انگریزی عہد میں محمد سلطان نے اس کو گرا کر سراسے بنائی۔

(۱۶) محلہ فدائی خاں

یہ محلہ دہلی دروازہ اور اکبری دروازہ کے باہر واقع تھا۔ مزار حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ
اسی محلہ میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ حضرت سید سکندر شاہ قادری چشتی ابن سید
میر غلام الدین سلطان الشانج بھی اسی جگہ دفن ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں نواب
فدائی خاں نے یہاں ایک نہایت عظیم الشان محل بنایا تھا۔ یہ فدائی خاں وہی ہے جس نے
بادشاہی مسجد لاہور اپنے اہتمام میں تعمیر کروائی تھی۔

(۱۷) بازار نسخاں

یہ بازار موجودہ ریلوے سٹیشن لاہور کے قرب و جوار میں تھا۔ اس میں غیر ملکی تاجر گھوڑوں
کی تجارت کرتے تھے۔ کیونکہ یہاں ایک بہت بڑی منڈی کا اجتماع تھا نیز اس کے قرب
و جوار میں سرائے اور اصطبل بھی تھے۔ دو منزلہ دروازہ نسخاں مسجد وزیر خاں کے
دروازہ کی طرح گل کاری اور صنعت کاری میں لایا ہوا تھا۔ یہ لاشی کار دروازہ انگریزی
دور کے عہد تک موجود تھا۔ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی کا اسی محلہ میں مدفن تھا۔ شیخ
اسحاق کا کوچشتی کا مزار بھی اسی جگہ تھا۔

(۱۸) محلہ حاجی نالہ

نواب علی مردان خاں نے دو سو بیگمہ زمین پر ایک نہایت عالیشان باغ بنوایا تھا جس

کا نام نوکھا تھا۔ اس باغ کے ارد گرد کے علاقہ کو محلہ حاجی نالہ کہا جاتا تھا۔ شہزادہ داراشکوہ
قادری اپنی کتاب سیکریت الاولیا میں لکھتا ہے کہ علاء خور کلاں قادری سے اس باغ کا ایک
سرس کا درخت ہم کلام ہوا تھا جس نے کہا تھا کہ میرے پتوں میں یہ غایت ہے کہ یہاں تک
پر رضا ہوں۔ اس باغ میں حضرت میاں میر قادری ریاضت و مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ اسی
نوکھا میں مرزا کامران فرزند بابر بادشاہ نے باغات اور صدقات تعمیر کروائے تھے۔

(۱۹) سید سیر

ریلوے سٹیشن لاہور سے گوسی شاہ ننگ کی آبادی کو سید سیر کہا جاتا تھا اس علاقہ میں
سید عبداللہ بن سید عبدالواسع نے ایک تالاب بنوایا تھا۔ سیر ہندی میں تالاب کو کہتے
ہیں۔ چونکہ یہ سید صاحب نے بنوایا تھا۔ اس لئے سید سیر کے نام سے معروف ہوا۔ مسکون
کے عہد میں اس جگہ کی بہت تباہی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ سید ابوالنواب المعروف بشار گدا
عینی قادری کا مزار بھی اسی نواح ریلوے کالونی میں کوٹھیوں کے درمیان واقع ہے۔ گرنلی شاہو
ریلوے اوپن پل کے نیچے شیخ محمد سلطان المشہور مرگ عینی قادری کے مزار کا احاطہ ہے
موجودہ برٹ انسٹیٹیوٹ تالاب کی جگہ واقع ہے۔

(۱۱۰) ٹھٹھی ابوالخیر

موجودہ آبادی گرنلی شاہو کے درمیان یہ محلہ آباد تھا۔ شاہ ابوالخیر کی مسجد اور مزار اسی جگہ
واقع ہے۔ مین بازار گرنلی شاہو کے بالمقابل علاقہ تھانوی روڈ پر مقابر سید محمود قادری
حضرت سید شاہ نور قادری۔ سید سرور دین حسوری۔ سید جان محمد حسوری قادری اور سید عبدالنواب
قادری کے مزارات ہیں مرتبہ غنائی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت شاہ گدا قادری۔ شیخ عبدالغنی
قادری۔ حضرت لال گدا قادری۔ حضرت شاہباز گدا قادری۔ شیخ احمد گدا قادری کے مزارات
بھی ریلوے کالونی میں موجود ہیں۔

(۱۱۱) بستی میاں میر

موجودہ گاؤں میاں میر اسی جگہ آباد ہے۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے عہد میں قیام لاہور کے
دوران اس جگہ خیر پورہ اور دھرم پورہ دو تباویاں مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے تعمیر

کروائی تھیں۔ آپ کے روضہ منبر کے قریب کسی زمانہ میں مقبرہ میں رونماں ہی تھا۔ آبادی میانپور میں مقبرہ حضرت لقا شاہ بخشتی قادری۔ مقبرہ حضرت خواجہ بیاری قادری اور مزارات خاندان خواجہ محمد شریعت قادری۔ بلبل جمال خاتون۔ صفا بڑا سیم رومی قادری ہیں۔ اور دیو سے دھن کے پار مقبرہ و چار دیواری حضرت میاں میر قادری ہے۔ جس میں آنجناب کے بہنہ شہر علقہ کے مزارات ہیں۔ لفظ آبادیوں میں عالم گنج، حیات پورہ، دارا پورہ، باظم پورہ، بہت مشہور ہیں۔ جوگی پورہ بھی نومی آبادیوں میں شامل تھا اور محلہ خواجی پورہ میں بھی تھا۔

(۱۳۱) منڈی شہزادہ پرویز

چاند مہال سے آگے کوٹ خواجہ سعید کے درمیان بائیں طرف جہاں شہزادہ پرویز کا مقبرہ اب نہایت خستہ حالت میں ہے۔ یہاں اس زمانہ میں منڈی تھی۔ سلطان پرویز کے بارگ کے نزدیک بائیں سوانی ریل تھا۔ جہاں حضرت میاں میر قادری ہمارے قریب آکر لے تھے۔ مقبرہ شہزادہ پرویز اندر باہر سے سنگ مرمر کا تھا۔ اور فرش ہی سنگ مرمر کا تھا۔ جو سکھ ٹیڈوں نے تباہ و برباد کر دیا اور تمام قیمتی پتھر آثار کے رجحیت سے لے کر تخریب دیا۔ قطب شاہ قادری کا مزار اسی آبادی کے قبرستان میں ہے۔

(۱۳۲) پلا سیٹہ سوواں

موجودہ علاقہ خیراب، اعلیٰ اور

بارگ راجہ دینا ناتھ کے درمیان کی آبادی چوہہ سوواں کے نام سے مشہور تھا۔ حضرت گھوڑے شاہ سہروردی کی قبر اور قبرستان اسی جگہ ہے۔ حضرت شاہ بھولہ قادری کا موجودہ مزار بارگ راجہ دینا ناتھ سے ملحقہ قبرستان میں واقع ہے۔

(۱۵۱) دروازہ مندر

بی۔ ٹی۔ روڈ نزد دیو سے جہاں مندر کے باہر پتھروں کے آؤسے اور مقبرہ نواب خان دوران کے مقام پر یہ آبادی تھی۔ کسی زمانہ میں ہندوؤں کا یہاں ایک نہایت عظیم الشان مندر تھا۔

(۱۶۱) بیگم پورہ

موجودہ آبادی بیگم پورہ اسی جگہ ہے۔ مسجد و مقبرہ حضرت ابیٹ خان خاوند محمود نقشبندی۔ مقبرہ دانی الہ گھانی دروازہ۔ مقبرہ شرف النساء بیگم۔ مزارات نواب عبدالعزیز خان دربار سنگ نانہ پورہ

نواب رکن خان خاں بہادر۔ نواب بیگم خاں۔ نواب عبداللہ خاں اور عظیم الشان جوہلیاں نانگمان لاہور کی اسی جگہ تھیں۔ مسجد بیگم جان بی اپنی پوری آب و تاب سے اسی جگہ آباد ہے۔ قیم خانہ دارا فخران اب اسی جگہ میں آباد ہے۔ نزدیک ہی قطب الاقطاب سید بدر گیلانی کا پہلے بنام چک شاہ بدر دیوان قادری موجود ہے۔ باغبان پورہ میں حضرت شاہ حسین قادری۔ حضرت ماحق قادری۔ حضرت رنگ بلال تائی حضرت عبدالغنی قادری کے مقابر و مزارات بھی ہیں۔

(۱۷۱) بازار ٹرین پورہ

یہ بازار شہزادہ لیبارٹریز بی۔ ٹی۔ روڈ کے قریب واقع تھا۔ اس جگہ جاسم مسجد (عید گاہ جماعی) تھی جو اپنی زبردستی اور کاشی کاری نیز وسعت کے لحاظ سے لاہور میں ایک انفرادی حیثیت رکھتی تھی۔ اس عظیم الشان عید گاہ کو انگریزی عہد میں اینٹوں کے حصول کے لئے گرا دیا گیا۔ واقعات جماعی کے مطابق اس مسجد پر پتھر لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور ساتھ ہی دو سو بیہ بازار بنا تھا۔ یہ مسجد خواجہ ابوالخیر کراچی ریسرہدایت بنائی گئی تھی۔ تین بازار تھے۔ سربازار میں دو سو ستر دکانیں تھیں۔ جو کہ دو منزلہ تھیں۔ اس مسجد کے انتظام کے لئے پچاس خادم تھے۔

(۱۸۱) محل مشکی

موجودہ جھوگوال جہاں نواب میاں خاں کا بارگ بارہ دری اور مسجد واقع ہے۔ اکبر کے زمانہ میں اس کے ایک بیانی شکل نام نے اس جگہ کو بی تھیر کر دیا تھا۔

اسحاق پورہ

شالامہ بارگ کے پاس دو قبضے تھے۔ ایک کا نام اسحاق پورہ اور دوسرے کا نام بابو پورہ تھا۔ عہد شاہجہانی میں اس قبضہ کو اٹھا دیا گیا۔ بابو پورہ کو بابو نے مہر سنگ کے باپ مہر پٹیا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس نے یہ آبادی خرید کر اس کا نام باغبان پورہ رکھا۔ حضرت شاہ عبدالغنی قادری خلیفہ حضرت میاں میر قادری کا مقبرہ قبرستان میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ شہزادہ دارا شکوہ قادری نے بنایا تھا

میسر داہلور

حضرت شاہ بلاول قادری کی قبر پہلے جگہ جہاں مہاراجہ شیر سنگھ اور اس کے لشکے احیت سنگھ کو گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا، یعنی کوٹ خواجہ سید سے شمال کی طرف یہ آبادی موجود تھی۔ اب اس کا نام نشان میں موجود نہیں ہے۔

(۳۰) تیل و سیر

موجودہ آبادی درس میاں و ڈاسہ پٹی کے قریب موجود ہیں یہ آبادی تھی۔ اب اس پر قبرستان تیلیاں واقع ہے جو کچھ یہاں کثرت سے تیل رہتے تھے۔ اس لئے اس کو تیل پورہ بھی کہتے تھے۔

(۳۱) بڑی پھلواڑی

یہ آبادی تیل و سیر کے جنوب مغرب میں تھی۔ ریوے ہنزل سٹور کے باہر جی ٹی روڈ کی طرف مزار سید عبداللہ شاہ گیلانی المعروف پیر دریاں والا ہے۔ جہاں نواب علی مردان خاں ساغر ہوکر ہر محرمات کو تقسیم طعام کرتا تھا۔ نیز ہر روز یہاں کثرت سے پھول بیٹھا تھا اور خشک پھولوں کے وسیع ہر وقت یہاں لگے رہتے تھے۔ اسی لئے یہ علاقہ بڑی پھلواڑی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہ مزار اب گلابی دانہ اور مقبرہ نواب علی مردان خاں کے درمیان ہنزل سٹور کی دیوار کے باہر واقع ہے۔

(۳۲) محلہ گچ

موجودہ مقبرہ اور گرافٹ گراؤنڈ (گودھی شاہی) کے درمیان یہ علاقہ ہے۔ مقبرہ نواب بہادر خاں جو امرتسر ریوے لائن کے آگے پہلے کے پاس ہے۔ اس آبادی کے وسط میں تھا۔ اس محلہ کا علاقہ موجودہ ریوے سٹیشن میاں میرنگ تھا۔ مزار اقدس حضرت شیخ عبدالحق قادری مرید از سلسلہ حضرت میاں میر قادری جس کی بدعا سے بڑھو کا آوا خراب ہو گیا ہے۔ نہر کے کنارے ریوے والوں کی ایک کوٹھی میں واقع ہے۔

(۳۳) قصبہ خانہ

جہاں گچ کے عہد میں یہ محلہ آباد ہوا۔ بڑے بڑے امیر قصبہ یہاں رہتے تھے۔ جہاں ایک نہایت عالی شان مسجد بھی تھی۔ اسلامی حکومت کا دور ختم ہونے پر سکون لئے اس محلہ کو بیلوچیا یا بیلان شیخ جان محمد چوہدری کی قبر بھی ہے۔ علاوہ ازیں مسجد کے ساتھ مولوی تاج دین قادری کا مزار بھی ہے۔ ریوے

لائن سے دوسرے پار قبرستان محلہ فیروز گنج میں مقبرہ و کتبہ والد مکرم حضرت میاں شہاب الدین قادری کا مزار اقدس ہے۔

(۳۴) فور پورہ

یہ قصبہ مہر گرام بخش نے ۱۷۷۷ء میں آباد کیا تھا۔ یہ علاقہ مقبرہ نواب بہادر خاں کے مغرب کی طرف واقع تھا۔ اب یہاں ریوے کی کوشیاں وجود میں آئی ہیں۔ نواب بہادر خاں کے مقبرہ کے پاس ریوے کی ریت چاٹ میں نواب نصرت خاں کا مقبرہ اب بھی موجود ہے۔

(۳۵) محلہ بٹالہ بھاری

شاہ عالمی دروازہ کے باہر جس مقبرہ پر چھو بھگت کا پوجا ہے (اللہ وں بیہوشیاں) واقع ہے۔ یہ محلہ آباد تھا۔ اس محلہ میں امراء اور وزراء آباد تھے۔ حضرت شاہ یعقوب صدر دیوان کا مزار عالی اسی محلہ میں واقع تھا۔ اب اس کے نزدیک تالاب و مندر دیوان رتن چند ہے۔ یہاں جمالی قلعہ کی عظیم الشان درس گاہ بھی اسی محلہ میں تھی۔ نیز اسی محلہ میں ایک زمانہ میں میر غلام علی آزاد بگلہاری مصنف "خزانہ فارہ" نے شاہ فقیر اللہ آفرین لاہوری سے ملاقات کی تھی۔ میر صاحب لکھتے ہیں "در محلہ بٹالہ بھاری لاہور سکونت داشت"

اسی حصہ آبادی میں یکے از مریدان یا مضاف حضرت میاں میر قادری حضرت شاہ بلاول پیر مہاروں کا بھی مزار عالی ہے۔ محلہ وائی لاڈو اسی محلہ کے ساتھ لگتا تھا جس میں مسجد وائی لاڈو و واقعہ پاکستان نامزد امروزہ اب موجود ہیں۔ اسی محلہ کے پاس حضرت فیروز گیلانی قادری کا مزار پڑاوار ہے۔ ایک سادہ سونے اس مسجد پر قبضہ کر کے اسی کو اپنا گھر بنا لیا تھا اور اس میں ثقافت کی تعداد بڑھ کر تھی۔ پھر ایک قادری لوشاہی فقیر نے چند مسلمانوں کی امداد سے اس سادہ کو نکال کر مسجد پر قبضہ کر لیا۔

(۳۶) قطب غوری

لوہاری دروازہ کے باہر انارکلی میں جہاں کہ کسی زمانہ میں سلطان قطب الدین ایک کاشیت عالی شان مقبرہ واقع تھا۔ آباد تھا۔ کسی زمانہ میں اس مقبرہ پر نہایت عمدہ سنگ مرمر کا دو منزلہ گنبد تھا۔ جو رنجیت سنگھ کے عہد میں مسمار کر دیا گیا تھا۔ اب یہ مقبرہ ہر حکومت

پاکستان کی لڑائوش سے نہایت شان و شوکت سے تعمیر ہو رہا ہے۔ ارد گرد کے مکانات مسبار کر دیئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی باغیچے بھی بنوا دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے اندر حضرت شیخ موسیٰ کو حکمران مزار ہے جو حضرت شیخ بہلول دریائی قادری کے مرنے والے تھے۔

(۲۱) مکتی محلہ

یہ جو محلہ طلب غوری کے مغرب کی جانب تھی، جہاں لاکھ پتی لادہ رہی اور تہہ حضرت مقیم تھے۔ یہ محلہ بال روڈ کے گرد و فواح میں تھا جہاں محمد علیان ٹھیکیدار نے اپنی کوٹھی بھی بنوائی تھی نہایت سنگ کے عمارت میں مکتی تھی تباہی ہوئی کہ لوگ اپنے اپنے مکانات خالی کر کے اندرون شہر چلے گئے۔ سید اسماعیل خٹک کا مزار پُرانوار بھی اسی جگہ ہے۔ آپ کے مزار کے سامنے سید حاجی عبداللہ گیلانی بن سید اسماعیل بن سید صوفی بن سید محمد اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی کا مزار ہے۔

محلہ دنگا ہی شاہ اس محلہ سے مشرق کی طرف آباد تھا جہاں اب حضرت درگاہی شاہ کا مزار مسجد ہے۔ یہاں ہی حضرت سید محمد فاضل متوکل قادری کا مزار ہے جو سید محمد باشم گیلانی لاہوری کے فرزند تھے۔

محلہ شاہ بد گیلانی بھی اس کے نزدیک ہی تھا۔ یہاں ایک نہایت عالی شان قدیم مسجد شاہ بد تھی سکھوں کے عہد میں اس مسجد میں بارود بھری رہتی تھی۔ جب انگریزوں کا عہد آیا تو سردار خاں بلوچ بلوچ مرنگ لے اس مسجد کو شہید کر کے اس کی اینٹیں بیچ لیں۔ قبرستان سادات گیلانیہ کو انگریزوں کے عہد حکومت میں نیست و نابود کر دیا گیا۔

(۲۲) رسول پورہ

موجودہ دن تو ان کو شہر کا کاؤنٹنٹ جنرل مغربی پاکستان اس جگہ آباد ہیں۔ متوجہ حضرت شاہ چارغا قادری، حضرت عبدالقادر ثلث قادری بن سید محمد خٹک بالا پیر قادری صاحب، سمت گھر مسجد شاہ چارغا اسی جگہ ہیں۔ بہاولپور بادشاہ کے زمانہ میں جب اس جگہ کی سرداری لنگر خان بلوچ کو ملی تو اس نے یہاں نہایت عالی شان عمارتیں بنوائیں اور اس طرح رسول پورہ محلہ لنگر خان کے نام سے موسوم ہوا یہ محلہ درانیوں اور سکھوں کی فسادات گری سے برباد ہو گیا۔

پرانے انارکلی میں سید اسماعیل گیلانی بن سید عبداللہ ربانی قادری اچھی کا مزار پُرانوار ہے۔

باغ فصل

عجائب گھر اور پنجاب پبلک لائبریری اور گیلشن سکریٹریٹ ٹائون الی وغیرہ عمارت اس جگہ پر آباد ہیں۔ یہاں لواب وزیر خاں وزیر اعظم کے باغات دوبارہ دری تھی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری اس جگہ اکثر عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ پیر محمد المشہور حضرت سید صاحب قادری نوشاہی جو گھوٹوں کے تاجر تھے بوب لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں میر قادری لاہوری سے ملائی ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں سرفراز خان نور واندہ قادری نوشاہی بن حضرت نوشاہی گئے بخش قادری نے لاہور میں تعلیم حاصل کی اور لواب عبداللہ خاں سے ملاقات بھی فرمائی۔ حضرت موسیٰ کو حکمران قادری کا مزار گورنمنٹ کالج کے احاطہ میں واقع ہے۔

محلہ پیر عزیز

اکبر بادشاہ کے عہد میں پیر مرنگ نے یہ محلہ آباد کیا تھا۔ بعد دریائی کے اس پر کئی بستیاں آباد ہو گئیں۔ مثلاً کوٹ عبداللہ شاہ، کوٹ ملا پیر قلندر مہر آباد، مہارک پورہ، تاج پورہ، بیونڈ پورہ، محلہ نزدلی، بستی بہتران وغیرہ۔ پیر عزیز مرنگ کابل سے لاہور آکر مقیم ہوا تھا۔ مغلوں کی ایک گوت مرنگ کہلاتی تھی۔ اس وجہ سے آبادی کا نام مرنگ پڑا۔ عبداللہ شاہ قادری کی مسجد اور مقبرہ اسی آبادی میں ہے۔ محلہ جاٹ پورہ اس کے نزدیک تھا جہاں جاٹ رہا کرتے تھے۔

پسند ڈھولال

قبرستان سیانی میں یہ محلہ مکان حضرت شاہ متیم محمد الدین قادری کے پاس واقع تھا۔

میانی

حضرت طاہر بندگی قادری اور حضرت ابو محمد قادری کے مقابر اسی علاقہ میں تھے۔ کسی زمانہ میں یہ بستی تھی مگر اب غالباً قبرستان ہے۔ حضرت طاہر بندگی کے عہد میں اس محلہ کی بہت رونق تھی عمارات، مساجد اور درگاہ بھی یہاں تھی جہاں طلباء کو تفسیر، حدیث اور علوم فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سکھ غارتگریوں نے اس کو اپنے عہد میں اس کو خوب لوٹا۔ جوانوں قرآن، عربیت و کتابت میں رت کرتے گئے اور آبادی کے باہر پھینک گئے۔ سید مہاؤالدین شاہ المشہور بہاول پور کا مزار اس جگہ

واقع ہے۔ اس کے علاوہ سید میر یونس بن سید مبارک عثمانی قادری اویسی ہی گورنر ان مہمانی میں لوگ
ہیں۔ اور حضرت قصب الاناقی سید عبدالرزاق فرید حضرت فریاد اعظم کے صاحبزادے حضرت
سید جمال اللہ حیات المیر سے میانی میں حضرت شاہ مقیم تلوری مجرہ والوں نے بیعت کی تھی۔

محلہ ابوالسحاق

حضرت شاہ ابوالسحاق قادری مرنگ کے مشہور کے ابو گرو کی آبادی آپ کے نام پر مشہور ہوئی
موجودہ ٹھیل روڈ پر سکون کی چیمپوں بادشاہی کی عمارت ہے۔ شاہ ابوالسحاق قادری حضرت
نید داؤد شیر گروں کے خلیفہ تھے۔

اس محلہ کے شمال میں ایک ٹوٹی چھوٹی مسجد ہے جس کو خوجوں کی مسجد کہا جاتا ہے۔ یہ خوجوں
کا محلہ تھا۔ خوجوں کا محلہ پیر عزیز مرنگ سے مشرق کی طرف واقع تھا۔ سکون کے بعد
میں یہاں ایک نہایت عالیشان مسجد تھی۔ جس میں ہر وقت بارود بھری رہتی تھی۔ انگریزوں
کے عہد میں ایک شخص جس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس مسجد کو گولی کی شکل دے کر ایک
انگریز گراہم دار رکھ دیا اور کیا یہ کھاتے رکھا۔
خوجوں کے محلہ کے پاس ایک قدیم محلہ ہات پورہ بھی تھا۔

محلہ ڈلا واری

گورنمنٹ تلہ گھر جیلیفون آفس سے بنگ اسکوائر تک کا علاقہ محلہ ڈلا واری کہلاتا تھا۔
حضرت شاہ شریف اور حضرت خواجہ محمد سعید نقشبندی کے مزارات اسی آبادی میں ہیں۔
سید عبدالرزاق جن کا مزار نیلا گنبد میں ہے۔ نے سب سے پہلے اس محلہ میں سکونت اختیار کی۔
امیر دوست محمد خان وافی افغانستان کا بھائی امیر سلطان محمد خان جب لاہور آیا تھا تو وہ اس
محلہ میں آتا رہا۔ اور نذر و نیاز تقسیم کرتا رہا۔ گوچر سنگ بھنگی نے اس محلہ کی بعد ازاں اینٹ
سے اینٹ سجاد دی تھی۔

۱۳ دولت آباد

مرنگ کے پاس ہر دوڑ روڈ کے قرب و جوار میں یہ محلہ آباد تھا۔ حضرت سید عبدالغفار گیلانی
اور حضرت میر تقی گیلانی کے مزارات اسی آبادی میں ہیں۔ اس جگہ کئی قلعہ ہات تھے جن کے

نام یہ ہیں۔

قلعہ میر محمود۔ قلعہ میر کفایت خاں۔ قلعہ میر ارشد خاں۔ قلعہ نواب میر محمد۔ قلعہ میر محمد
یہ سب لوگ ابو سعید عبدالقادر ثانی تھے۔ جو کہ اپنے والد سید جلال الدین سے سلسلہ
عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ اس جگہ زمان شاہ کا بانیچہ بھی تھا۔ اسی جگہ سید غیاث الدین
دولت شاہ گیلانی کا مزار بھی ہے۔

۱۴ شیش محل

حضرت خدیم سید علی جوہر و آقا گل بخش کے مقبروں سے لال کوٹھی دفتر مرکزی حزب لا عناف
اور کر بلا گائے شاہ کی طرف کا علاقہ شیش محل کہلاتا تھا۔ پیر نازی المشہور پیر پیران غیب
قدس سترہ کا مزار یہاں ہی واقع ہے۔ یہاں پر ایک شیش محل نامی عمارت تھی۔ جس کو
آئینوں کا محل بھی کہا جاتا تھا۔ اور عدا سلائی میں موجود تھا۔ حضرت حامی محمد قادری المشہور
برن شاہ گل بخش قادری جب لاہور تشریف لائے تو آپ نے حضرت عبدالوہاب شتی قادری
سے ملاقات کی اور مسجد فرید بنہاری میں قیام کیا۔ لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر
نے نواب مرتضیٰ خاں فرید بنہاری کو جب لاہور کا گورنر مقرر کیا۔ تو اس نے لاہور میں اپنی
عمارات جوہلی، حمام، بارغ وغیرہ بنوائیں اور جوہلی کے متصل ایک عالی شان مسجد تعمیر
کروائی۔ یہ مسجد بھائی دروازہ کے باہر کوثر مال روڈ پر اس جگہ پر واقع تھی۔ جہاں
آج کل دفتر ڈپٹی کمشنر لاہور وغیرہ کی عمارت بن گئی ہیں۔ یہ تمام عمارت بعد مسجد
سنگ گروہی میں نیست و نابود ہو گئیں۔ یہی وہ مسجد تھی جس کا کثرت العزت میں ذکر ہے۔

۱۵ قتل بھوگا

یہ محلہ شیش محل کی آبادی سے قلعہ تک آباد تھا۔ سید شاہ سردار قادری کا مزار اقدس اسی آبادی
میں ہے۔ زمانہ تعلیم میں شاہ لال حسین قادری کے والد کا مکان یہیں تھا۔ اور اسی محلہ کی مسجد
میں حضرت لال حسین مولوی حافظ علی ابوبکر سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور اسی
مسجد میں خوش الاغاث قصب الاقطاب شیخ مہلول دیوانی قادری حضرت لال حسین قادری
سے ملاقات ہوئے تھے۔ اس کے نزدیک ہی یکید شیر علی شاہ ہے۔ جو کہ فقیر داریہ تھا۔

مسئلہ شیخ اشرف

یہ محلہ بھائی دروازہ کے باہر تھا۔ جہاں کسی زمانہ میں حضرت شیخ اشرف کا نہایت عالی شان مقبرہ تھا۔ اور جس کو رعیت منگھ نے سہار کردا کر تمام سنگ مرمر اور تسریچ دیا۔ بعد میں فقیر عزیز بن کی معرفت ان کی لاش اٹھا کر کنگ اسکاٹری میں دفن کی گئی۔ شیخ اشرف نے یہاں ایک نہایت عالی شان مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔

مسئلہ زین خاں

زین خاں پنچ ہزاری نے شاہشاہ اکبر کے عہد میں اس محلہ کی بنائگی تھی جس میں اس نے اپنے محلات بنوائے تھے۔ نیز ہاتھیوں اور گھوڑوں کے لئے اصیل بنوائے اور ایک وسیع و عریض باغ بھی بنوایا جس میں شالہ مار باغ لاہور کی طرح ساون بہادوں کے نظائر موجود تھے۔ یہ محلہ بیرون سوچی دروازہ سے آبادی تھلہ گرجہ سنگھ تک آباد تھا۔

اس محلہ میں ایک قبرستان فقرا نے پیشینہ خاں کا بھی موجود ہے جس میں پستی حضرت کے مقابر اور مسجد اب بھی موجود ہے۔

پہرلوں کا محلہ بھی موجود گوالڈی کے وسط میں واقع تھا۔ جس کو حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری نے آباد کیا تھا۔ حضرت شاہ کنگھ قادری نوشاہی کامرہ بھی گوالڈی میں ہے۔

۴) سیکھ اعلیٰ والا

یہ علاقہ لوہاری دروازہ اور بھائی دروازہ کے باہر واقع ہے۔ اس کے اطراف میں کیتھولک گرجا ہے۔ اس محلہ قادری ادیبانے لاہور کی بے شمار تہذیبیں اس خاندان کے سربراہ اور بزرگ سید محمد ہاشم بن سید صوفی علی بن سید بدر الدین بن سید اسماعیل بن سید عبداللہ ربانی قادری بن سید محمد غوث تہذیبی اچھی علمی تدریس سترہ لاہور تشریف لائے۔ وصال پر یہاں ہی مزار بنا۔ آپ کے علاوہ سید جعفر قادری بن حاجی محمد ہاشم۔ سید عمر گیلانی قادری پیر مرثیہ گیلانی سید اسماعیل دیکانی۔ سید صوفی علی قادری۔ سید عبدالقادر المعروف شاہ گدا قادری۔ سید بدر الدین گیلانی گجرہ۔ سید مہر خان شاہ۔ سید میر میراں۔ سید ابوالکلاش سید شاہ کے مزارات ہیں۔

۴) سرائے گولیاں والی

یہ علاقہ حضرت شاہ بہاؤ قادری سہروردی کے مزار کے پاس واقع تھا۔ موضع اچھو میں یہ سرائے نہایت عالی شان بنی ہوئی تھی اور جہانگیر بادشاہ کے حکم سے اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ سیکھوں کا عہد آیا تو اس سرائے میں رعیت منگھ نے گورہ بارود بھر دیا۔ دس سال تک اس میں گھلے بھرتے رہے۔ اس واسطے یہ سرائے گولیاں والی مشہور ہوئی۔

۴) شہزادی محلہ

یہ محلہ مسجد دانی لاڈو کے جنوب مشرقی اور بروم ہوٹل کے مشرق میں بدنا مہاں سنگھ و گرجا کے ارد گرد واقع تھا۔ یہاں حضرت شاہ فیروز گیلانی قادری کا مقبرہ ہے۔ لاہور میں سب سے چلے قادری بزرگ آپ ہیں۔ جو یہاں تشریف لائے۔ آپ حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے آپ کا وصال باہر کے عہد میں ہوا۔ اس علاقہ کو محلہ ٹنڈی گراں بھی کہا جاتا تھا آنجناب کا مقبرہ موجودہ صورت میں مسجد دانی لاڈو کے بالمقابل مشن روڈ پہ نمازی علیہ السلام اور ڈاکٹر عبدالرشید کی کوشیوں کے درمیان واقع ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مہاجرین نے اس مقبرہ کے ارد گرد کوڑھہ ڈال کر اس مقبرہ کی افادیت گم کر دی ہے۔ بلکہ اس مقبرہ کو مٹانے کے درپے ہیں۔

نذہبی حالت

مدینۃ الاولیاء لاہور شریف اور سلسلہ عالیہ قادریہ

اس میں کوئی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ادیبانے کرام حبیب لاہور میں تلقین و ارشاد اور نشر و اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے تو مالک حضرت سید علی حیدری سید اسماعیل محدث بخاری۔ شاہ حسین زنجانی۔ شیخ عبدالجلیل چوہدری بزرگ سہروردی وغیرہ تشریف لا چکے تھے اور انہوں نے قرآن و حدیث، شریعت و فقہ کی تعلیم و ترویج میں نمایاں حصہ لیا مگر پھر بھی غیر مسلموں کی بے انتہا کثرت تھی۔ اور جب یہ حضرات عرفان الہی کی تعلیم دینے کے لئے یہاں آئے تو

انہوں نے ہندوؤں کا لکڑی جو توڑ کر رکھ دیا۔ اوہام پرستی، جاہلانہ عنیت الہ عبادی اور فسق و فجور کی کافی گتافوں کو برہما کی فضا پر چھانی ہوئی تھیں۔ زور کر دیا۔ انسانیت اور خفاقت کا آفتاب طلوع ہوا اور ایک ایسا مذہبی انقلاب برپا کیا جس سے باطل کی دنیاویں انکسریں اور توحید کا بول بالا ہوا۔

جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے سید محمد غوث علی ادرہی اس شہر میں تشریف لائے اور بعد ازاں آپ کی اولاد نے اس سلسلہ میں جو کارنامے نمایاں سر انجام دیئے اور جس طرح ان لوگوں نے اپنی مقدس زندگیوں کو اناعت اسلام کے لئے وقف کر دیا، اس کی مثال ملنی محال ہے۔ چشتی سہروردی اور نقشبندی تمام سلاسل کے چوٹی کے اولیائے کرام اس شہر سے بادشاہان کی طرح نکل گئے اور اگر اس شہر میں کسی سلسلہ کے بزرگوں نے مستقل قیام رکھا، تو وہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اولیاء ہیں۔ اور انہیں صوفیہ کی مساعی سے اس شہر میں نور اسلام کی بنیاد چھوٹی۔ ان بزرگوں کی عظمت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سلاطین و امراء ان کے درباروں میں اظہار عقیدت و نیاز مندی کے طور پر عاجزی دیا کرتے تھے اور ان کے آستانوں کی خاک بوسی کو اپنے لئے مایہ صمد عز و افتخار سمجھتے تھے۔ حضرت سید محمد غوث علی پٹنہ قادری بزرگ ہیں جو نویں صدی ہجری میں سر زمین پاکستان میں وارد ہوئے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر و باعث صد افتخار ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج اور فروغ میں سب سے زیادہ اُن اکابرین نے حصہ لیا جو نسا شاہ جیلان حضرت غوث الاعظم کے ناناو سے سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے اپنے بڑا علی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب میں بے شمار قعا تدکھے ہیں۔ اور فی الواقعہ ان لوگوں نے وہ کام کر دیا جو دوسرے سلسلوں کے رہنماؤں سے نہ ہو سکا۔

شجرہ نسب عالیہ غوثیہ و سلسلہ بیعت و خلیفہ جدیہ سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز

۱۔ قلب ربانی شیرازی محبوب سبحانی
شہساز لاہوری سید عبدالقادر سیستانی
قدس سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ

آفتاب کی ولادت طبرستان کے ایک مشہور شہر گیلان میں انیس شعبان المعظم ۷۸۷ھ کی شب میں تہجد کے وقت ہوئی۔ ماہ رجب ۸۸۷ھ میں اپنے والد ماجد حضرت ابو صالح مولی جنگل دوست سے بیعت ہو کر سلسلہ جدیہ حسنیہ میں خلافت پائی ۱۱۰۰ھ ربيع الآخر ۸۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ مرقہ پُر نور بغداد الہدیہ میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

۲۔ حضرت سید ابو صالح موسلی
جنگل دوست

۲۶۔ رجب المرجب ۸۸۷ھ میں گیلان میں پیدا ہوئے ۸۹۶ھ میں اپنے والد گرامی سے خلافت پائی۔ ۹۱۱ھ ذی قعدہ ۸۹۶ھ میں وفات پائی مزار اقدس گیلان میں ہے۔

۳۔ حضرت ابو عبداللہ

۱۳۔ رمضان المبارک ۸۹۶ھ میں گیلان میں پیدا ہوئے ۹۲۴۔ رجب المرجب ۸۹۶ھ میں اپنے والد مکرم سے بیعت ہو کر خلافت عاجل کی۔ ربيع الاول ۹۲۴ھ میں وصال فرمایا اور گیلان میں دفن ہوئے۔

۴۔ غوث سید یحییٰ زاہد

۱۶۔ شعبان المعظم ۹۲۴ھ کو مدائن میں پیدا ہوئے ۹۳۷ھ میں اپنے پدر بزرگوار

سے خلافت حاصل کی ۶۴۔ رمضان المبارک ۲۳۳ھ میں وصال فرمایا۔ مزار بندہ قدیم میں ہے۔

۵۔ حضرت سید محمد مورت ۲

۱۶۔ رمضان المبارک ۲۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد محترم ۳۲۹ھ میں خلافت پائی۔ ۱۰۔ ربیع الاول ۳۶۵ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس جنت البقیع میں ہے۔

۶۔ حضرت سید داؤد ۲

ولادت ۱۱۔ شعبان المعظم ۳۳۳ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ ذی الحجہ ۳۴۴ھ میں اپنے والد محترم سے خلافت پائی۔ ۱۲۔ شعبان المعظم ۳۶۳ھ میں مکہ منفقہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۷۔ حضرت سید مولیٰ ثانی ۲

پیدائش ۸۔ محرم الحرام ۳۲۱ھ بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ ربیع الآخر ۳۳۸ھ میں اپنے والد محترم سے خلافت پائی۔ اور مدینہ طیبہ میں ماہ صفر ۳۴۸ھ میں وصال فرمایا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

۸۔ حضرت سید کوسلی ۲

۱۴۔ رمضان المبارک ۳۵۳ھ میں بمقام مدینہ طیبہ ولادت ہوئی۔ ربیع الاول ۳۹۵ھ میں اپنے والد گرامی سے خلافت پائی۔ ماہ ربیع الاول ۳۹۵ھ میں بروز جمعہ وصال فرمایا۔ مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

۹۔ حضرت سید عبداللہ ثانی ۲

ولادت ماہ رجب ۳۳۳ھ میں بمقام مدینہ منورہ ہوئی ۳۳۳ھ میں اپنے والد محترم حضرت عبداللہ المحض سے خلافت ہند سے سرفراز ہوئے۔ ماہ جمادی الآخر ۳۵۶ھ میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔ مزار منورہ مدینہ منورہ میں ہے۔

۱۰۔ حضرت سید عبداللہ المحض ۲

۱۱۔ ربیع الآخر بروز دوشنبہ ۳۹۲ھ میں اپنے والد گرامی حضرت حسن مثنیٰ سے خلافت پائی۔ ۱۰۔ رمضان المبارک ۳۹۵ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے ۱۲۔ رمضان المبارک ۳۹۵ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور خلافت اپنے والد محترم سیدنا امام حسن سے ۳۵۵ھ میں پائی۔ ۱۰۔ رجب المرجب ۳۹۵ھ میں وصال فرما کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۱۲۔ امام ہمام سیدنا امام حسن

۱۵۔ رمضان المبارک ۳۳۳ھ بروز پنج شنبہ مدینہ طیبہ میں ولادت باسعادت ہوئی۔ جناب فاطمہ الکبریٰ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔ ربیع الاول ۳۳۳ھ میں اپنے والد ماجد سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خلافت و امامت کے شرف سحر خوانے لگے۔ ۸۔ ربیع الاول ۳۹۹ھ میں جہلم شہداء نوش فرما کر وصال فرمایا۔ ۳۔ کے آغاز سے ۱۰ سال قبل ۳۹۹ھ میں جلوس فرمائے کاٹا ہوئے۔ ۲۱۔ شعبان المبارک ۳۹۵ھ میں مرتبہ شہادت کو مزید اعزاز و اکرام عطا فرما کر داعی اجل کو لبیک کہا۔

۱۳۔ امیر المؤمنین مولائے کائنات شہید خدا سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

نزول وحی کے ابتدائی دور میں آپ بہت زیادہ علینہ کی پسند ہو گئے تھے، اور غار حرا میں ریاضت کرتے تھے اور کئی کئی راتیں وہاں ہی قیام فرماتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پہاڑ پر پیغام خداوندی لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جب چالیس سال کے ہوئے تو رسالت ملی اور اس دور میں آپ ہیں شجر و حجر کے پاس سے گزرتے۔ سب ہدیہ عقیدت پیش کرتے اور اللہ صلاہ علیک یا رسول اللہ اور اللہ صلاہ علیک یا حبیب اللہ پکارتے۔ لافراد حجرات آپ سے رونما ہوتے۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو اپنا مستقل مستقر فرمایا۔

ہجرت ۳ سال کی عمر میں ہوئی اور ۶۳ سال تک مدینہ منورہ میں اقامت گزاریں رہے۔ ۵ ذی قعدہ میں ۱۴ غزوات اور ۲ بار مہاجر اور ایک حج کیا۔ ہجرت میں آپ کے ہمراہ صدیق اکبرؓ اور عامر بن ابیہر تھے جو حضرت صدیق اکبر کے غلام تھے۔ مدینہ پہنچ کر اپنے فضیل بن مخزوم کے گھر لے میں قیام کیا۔ سال اول میں مسجد نبوی کا سنگ بنیاد رکھا اور حجرے بنوائے۔ مہاجرین و انصار میں رشتہ اخوت قائم کیا۔ نماز کے لئے اذان کا سلسلہ شروع کیا۔

سال دوم میں تحویل قعدہ کے علاوہ رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے اور صدقہ فطر کی ابتداء ہوئی۔ مزید برآں جنگ بدر کے علاوہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح ہوا اور سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔

سال سوم میں جنگ احد ہوئی۔ حضرت امام حسنؓ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ سے نکاح ہوا۔ نیز شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ حضرت عثمان ذی النورین سے آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کی شادی ہوئی۔

سال چہارم میں حضرت ام سلمہؓ سے شادی ہوئی اور جنگ خندق ہوئی۔ سال پنجم میں جنگ دومتہ الجندل اور قریظہ کے علاوہ عجاب کی آیات کا نزول ہوا۔

سال ششم میں جنگ حدیبیہ۔ جنگ بنی مصلطی کے علاوہ بیعت رضوان اور سورج اٹھنا ہوا۔ سال ہفتم میں جنگ خیبر ہوئی۔ اس کے علاوہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبدالطلب کے گھر مکہ معظمہ میں ۲۰ اپریل سن ۵۷۰ء پر پیر کے دن بوقت صبح صادق ولادت ہوئی۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ والد گرامی کا اسم مبارک عبد اللہ اور والدہ مکرمہ کا اسم تھا۔ آنجناب ختمہ خندہ پیدا ہوئے۔ پہلے چند روز ثویبہ نے دودھ پلایا، پھر عبدالطلب کی آواز شدہ بونڈی تھی۔ پھر علیہ سعیدہ کے سپرد کر دیئے گئے جو قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تھیں۔ علیہ سعیدہ کے گھر میں ہی تھے کہ پہلا واقعہ عشق صمد واقع ہوا۔ حضور کو والد سے میراث میں ایک لونڈی بنام ام ایمنہ حبشیہ ملی تھی۔ انہوں نے کنیز کی حیثیت سے آپ کی بھی خدمت کی۔ بعد ازاں سرکار نے ان کو آزاد کر کے ان کی شادی زبیر بن ساریہ سے کر دی۔ جن سے حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے۔ ظہور ولادت سے قبل والد گرامی کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی بمقام ابواسر وصال فرما گئیں۔ پھر پرورش حضرت عبدالطلب کے ذمہ ہوئی۔ ابھی آپ آٹھ سال کے ہوئے تھے کہ دادا حضرت عبدالطلب بھی وفات پا گئے اور یہ خدمت آپ کے چچا ابوطالب کے ذمہ لگی۔ بارہ سال کی عمر میں جب آپ ابوطالب کے ساتھ مکہ شام گئے تو غیر انہی ایک راہب نے ابوطالب سے کہا کہ اس صاحبزادے کو واپس لے جاؤ۔ آثار نبوت اس کے چہرہ سے نمایاں ہیں۔ دوسرے سفر میں آپ حضرت خدیجہؓ المکبریٰ کا سامان تجارت بصرہ تک لے گئے۔ امیر غلام آپ کے ہمراہ تھا۔ واپسی پر اس غلام نے نام سلامت سفر بتاتے تو حضرت خدیجہؓ المکبریٰ نے جو اس وقت چالیس سال کی تھیں اور آپ چھپیس سال کے تھے، رشتہ مناکحت کے لیے پیغام بھیجا۔ پینتیس سال کی عمر میں خدمت کعبہ کی تعمیر کا مقصد عثمان معمر کا آپ کی ذاتی کوشش سے سرانجام پایا۔

حضرت مہموزہؓ اور حضرت عقیقہؓ سے نکاح فرمایا۔

سال ہجرت میں فتح مکہ ہوا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ جنگ حنین، جنگ طائف، جنگ موتہ اور جنگ ذات السلاسل ہوئیں اور حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اسی سال میں ہوئی۔

آپؐ کے حبیب اخلاق اور کلام اخلاق کو کس طرح بیان کیا جائے کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اس کا کمال اذکر کر سکے۔ بعد کوں کو کھانا کھانا۔ درختوں کی مزاج پرسی کرنا۔ غصہ کا اظہار کرنا۔ نواسع سے پیش آنا۔ سلام میں ابتداء کرنا۔ لوگوں کی خطاؤں سے مدد کرنا۔ خند و پیشانی سے پیش آنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ یہ تمام اوصاف آپؐ میں ابدت سے قبل موجود تھے کبھی کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ سواری کے لئے گھوڑا، اونٹ یا جو سواری بھی ملے اختیار کیا۔ پیدل بھی سفر کیا۔ بازار سودا و اسلع خریدنے کے لئے خود چلے جاتے۔

وفات زلیحہ سال کی عمر میں بارہ ربیع الاول بروز پیر بوقت چاشت چودہ دن بیمار رہ کر ہوئی۔ یہ ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ عباس بن عبدالمطلبؓ وفضل بن عباسؓ قثم ابن عباسؓ اسلم بن زیدؓ شقرانؓ اسحاقؓ و دوزلؓ سرکار دو عالمؐ کے موالی میں تھے انہوں نے غسل دیا۔ غسل کے وقت حضرت اوس بن حوٰلی انصاری بھی موجود تھے۔ غسل کے بعد آپؐ کو تین بغیر سے بٹے کپڑے زیب تن کئے گئے اور اس کے بعد جہا ظہر تابوت میں رکھا گیا جس جگہ وصال فرمایا، وہاں ہی دفن کیا گیا۔ مرتد مبارک میں وہی حضرات اترے جنہوں نے غسل دیا تھا۔

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

سال نہم میں جنگ تبوک۔ وفات حضرت ام کلثومؓ۔ وفات نجاشی (شاہ حبش)۔ وفات کی آمد و میر و واقعات پیش آئے۔

سال دہم میں حجت الوداع۔ وفات ابراہیم علیہ السلام اور وصال رحمت اللطیفینؑ ختم المرسلینؑ سرکار کائنات۔ سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔

المؤمنین! اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب

اسلام کے دامن میں رسولؐ کے سوا کیا ہے

اک مہرب پید اللہی، اک محبوب شہیریؐ (اقبال)

کنیت ابوتراب اور ابو الحسن ہے۔ لقب مرتضیٰ۔ خطاب اسد اللہ الغالب، اور اسم گرامی علیؓ کرم اللہ وجہہ ہے۔ پدری سلسلہ علیؓ ابن ابی طالبؓ بن عبدالمطلبؓ بن ہاشمؓ اور مادری سلسلہ فاطمہ بنت اسدؓ بن ہاشمؓ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ بچوں میں سب سے قبل اسلام قبول فرمایا۔ حضرت عثمان ذی النورینؓ کی شہادت کے بعد ۲۵ھ مطابق ۶۴۵ء میں منہ خلافت کو زمینت بخشی۔ چار پانچ سال خلیفہ المؤمنین کے منصب عالی پر فائز رہے۔

آپؐ کے غنائ و مناقب کو بیان کرنے کے لئے ایک ممد و کار ہے۔ خطائے ایز و مستحل نے آپؐ کے لئے دو بار مغرب سے سورج کا رخ پھیرا۔ اوی گونین نے فرمایا کہ جس سے میری دوستی ہے علیؓ بھی اس کے دوست ہیں۔ تمام سلاسل آپؐ پر ختم ہوتے ہیں۔ انجناب امام اولؓ ہیں، ایک دوسرے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ! تو میرے واسطے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے، مگر شرط یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آپؐ خلیفہ چہارم اصحاب رسولؐ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپؐ سے ۸۹ھ احادیث مروی ہیں۔ ۱۲۴ھ احادیث بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہیں۔ سرکار مدینہ کے اصحاب شہداء میں داخل تھے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دہیزہ مغرہ قشریہ سے گئے تو چند دنوں کے لئے آپؐ کو مکہ معظمہ رہنے کا حکم دیا ہوا تھا تاکہ لوگوں کی امانتیں اور وصایا جو سرکار عالی تبار کے ذمہ تھے ان کو واپس کر دیتے ہائیں، امام المؤمنین حضرت عائشہؓ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے سوال کیا کہ حضور کو مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت تھی۔ فرمایا اعلیٰ سے (یعنی اللہ عزوجل) جب انوقت کا عالمگیر رشتہ قائم ہوا تو حضور حضرت علیؑ کے بھائی بنے تھے۔ عروۃ بدورہ اعداد خفقی بیعت رضوان و فتح خیر فتح کہ جنین طافت ان تمام جنگوں میں حسرت علیؑ کو کم اللہ وجہ خود شریک تھے۔ جنگ احد میں آپ کو سولہ زخم آئے تھے۔ پانچ سال کی مدت خلافت میں آپ نے اسی مملکت اور بہت ملکی کو سنبھالنے کے لئے جو گزرا قدر خدمات سر انجام دیں۔ ان کی تفصیل سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔

علامہ مسند ابوالوہاب اشعری اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کی خدمت اقدس میں غلوہ پیش کیا۔ جب وہ سامنے رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خوشبودار خوش رنگ اور خوش مزہ تو ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ اپنے نفس کو ایسی چیز کا خوگر بنوں جس کی پہلے عادت نہیں۔ آپ اپنے گھر میں خود پیوند لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ پیوند لگانے سے دل میں خوف غلبہ پیدا ہوتا ہے۔ زہد ریاضت میں آپ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ منہ امام جنبلؑ میں ہے کہ حضرت علیؑ کو کم اللہ وجہ نے فرمایا کہ میں بھوک سے ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ شکم پر پتھر باندھا ہوں لیکن میرے صدقات کی مقدار چار ہزار اشرفی تک ہو چکی ہے۔ دوسری روایات میں چالیس ہزار اشرفی ہے۔

آپ دین اسلام کے رموز و اسرار کے عالم تھے لیکن عمل کی زندگی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صرف خواص کو آپ نے تصوف کے حقائق و مدارک سے نوازا۔ آپ نے مثل تقریر فرماتے تھے اور خطابت تو آپ کے گھر کی ٹونڈی تھی۔ بڑے بڑے جمعوں میں فی السبب یہ تقریر فرماتے جو مدخل اور مؤثر ہوتی تھی۔ صحیح احادیث میں آپ کے اشعار بھی موجود ہیں خطبات کا مجموعہ باسم "بیچ البدعت" اور "دیوان علی" شاعری کا مجموعہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ نے عربی زبان کی گرامر مدون کر کے میں ابوالاسود دہلی کی مدد کی تھی۔

شہادت منجملہ مطاق ۶۲ھ میں بفر ۶۳ سال مقام کو فربہ تھی۔ نجف اشرف میں پڑاوار مقبرو ہے۔ غسل جنازہ میں امام حسن علیہ السلام حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر شریک ہوئے۔ حضرت علیؑ نے سرکار مدینہ کی تجہیز و تکفین سے کچھ عطر عقیدہ قندی سے اپنے لئے بچا رکھا تھا، اسی سے جسم اطہر معطر کیا گیا۔ کفن تین کپڑوں پر مشتمل تھا۔ دستار اور پران بن عفا۔ فی زینارہ امام حسن علیہ السلام نے پڑھائی۔ آپ کے روضہ پاک کو گنبد سہری ہے اور دروازے سونے کے بنے ہیں۔

اے خدا کیا یاد مند آیا ہے مولا نے مجھے
آج میرا دل کھینچا جاتا ہے کیوں سونے علیؑ

نوٹ: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی بزرگوار درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ یہ کتاب الامین کے حالات زندگی سے زمینت پاسکے۔

در اصل سلسلہ حلیت و ربہ میں امیر المؤمنین سیدنا حضرت علیؑ کو کم اللہ وجہ سے روحانی خلافت حضرت خواجہ حسن بدایہؒ کو ملتی تھی جن سے آگے فیوض و برکات کے چشمے پھوٹے۔

اٹھایا۔ وہ اٹھا لیا تو آپ نے اعرابی کے حوالے کر کے فرمایا کہ اس وقت اس کے سوا گھر میں اور کچھ نہیں۔ ورنہ میں تجھ سے دریغ کرتا۔ اعرابی یہ سن کر بے اختیار پکار اٹھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ میں تو یہاں آپ کے صبر و حلم کو آزماتے آیا تھا۔ وفات کی گزیر کب جو سے ۵۰ ریح الاولیاء منہ مطہر ۳۰ ستمبر ۱۰۰۰ء میں ہوئی۔ عمر پاک ۵۰ سال ۴ ماہ ۱۰۰۰ نئی۔

حضرت امام حسین رضی

آپ سلمہ مطہر ۲۵۰ء میں بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ لقب سید الشہداء اور نام نامی حسین بن علیؑ ہے۔ والدہ مکرمہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہ الزہراءؑ ہے۔ کئی کتابوں میں تحریر ہے کہ آپ بطن مادر میں چھ ماہ رہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بن حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کے علاوہ چھ ماہ کا کوئی بچہ جانبر نہیں ہو سکا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا تھا۔ آپ اس قدر حسین جمیل تھے کہ تاریکی میں آپ چاند کی طرح چمکتے۔ اندھیرے میں جب چلتے تو چمکتے چہرے اور دمکتی پیشانی سے لوگوں کو راستہ نظر آجاتا۔ چھ سال کی عمر تک آنحضرتؐ کی پرورش میں رہے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تربیت میں آئے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونوں میرے لڑکے ہیں۔ دونوں بھائی ہمیشہ رات دن ساری رات پناہ میں موجود رہتے تھے۔ اگر کبھی والدہ مکرمہ کے پاس ہوتے تو فوراً پکار رہوتی۔ فرماتے: فاطمہ! میرے بچوں کو میرے پاس بھیج دو۔ اور جب یہ شہزادگان عالی تبار آئے تو پیار فرماتے چومتے اور پہلو میں جگر دیتے، اور فرماتے: یہ دونوں دنیا میں میرے عطر ہیں۔ بھرا شاد فرمایا کہ میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہے جو حسین کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھے گا۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ فرمایا: میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب اور

حضرت امام حسن رضی

آپ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے سے حضرت علی الرضی کرم اللہ وجہہ کے فرزند بلند اور حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی آنکھ کی مندرجہ ہیں۔ سلمہ مطہر ۲۵۰ء میں ولادت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام پاک حسن رکھا۔ آپ سر سے ناف تک اپنے نانا کے ہم شکل تھے۔ آپ نے ۵۰ سال پایادہ رکھے۔ بہت سخی اور خداترس تھے۔ پوشیدہ طور پر غبار کی ادا فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو مختار بادشاہوں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ نو مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے۔ فتنہ و فساد کا اندیشہ تھا چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لئے صرف چھ ماہ خلافت کے فرائض انجام دے کر امیر معاویہؓ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اپنے بعد کسی کو بادشاہ نہ بنائیں گے اور خلافت کو مسلمانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیں گے۔ جن پر امیر معاویہؓ اپنے آپکے ایک لاکھ دینار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا جو آپ محتاجوں، یتیموں اور بے کسوں میں تقسیم فرمادیتے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید باوجود کہ بن گیا تو اس نے آپ کو زہر دلا دیا۔

آپ کے حسن اخلاق کی ایک اونی مثال ملاحظہ فرمادیں کہ ایک دفع جب کہ آپ اپنے کوڑے کے مکان کی دھڑ پر بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دیں شروع کر دیں۔ آپ نے اللہ کو فرمایا کہ اسے اعرابی معلوم ہوتا ہے کہ تو شاہد ہو گا ہے یا تجھے کوئی مصیبت پہنچی ہے۔ مجھے بتاتا کہ میں تیری کوئی ادا کر سکوں۔ لیکن وہ برابر وہی تب ہی بکارتا رہا۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گھر سے درجوں کی قلیل

پیارے آپ کے نزدیک کون ہیں۔ ارشاد فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ (علیہما السلام)
حضرت عمرؓ خطابت سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ حضور رسالت مآبؐ نے حضرت امام
حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر بٹھا کر ایک رشتہ اپنے دین مبارک میں بچا ہوا ہے۔ اور
اس کے دونوں سرے حضرت امامؑ نے تھامے ہوئے ہیں۔ اور وہ آنحضرتؐ کو چلا رہے
ہیں اور خود آنحضرتؐ اپنے گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے میں! آپ
کا وقت بہت اچھا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے عہدِ باسوار بھی
تو بہت اچھا ہے۔ اس سے آپ ان کی عظمت و شان کا اندازہ فرماویں۔

آپؐ نے پچیس حج پیادہ کے علاوہ عہدِ قسم کے گھوڑے کو لے لیا ہوا ہے۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی علامات و عادات آپؐ میں موجود تھیں۔ آپؐ سے
احادیث کتب صحاح میں مروی ہیں۔ محدثین آپؐ کی علمی زندگی کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام حسین
علیہ السلام صاحبِ علم و فضل تھے۔ نماز روزے صدقات اور افعالِ خیر میں بہت زیادہ
شغول رہا کرتے تھے۔ سلاسلِ اربعہ کے تمام مشجرہ جات آپؐ کے ہی واسطے سے نکلتے
کائنات اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں۔

الطبقات الخیر فی میں لکھا ہے کہ آپؐ نے چھپن سال کی عمر میں شہادت پائی۔ روایت
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آئی کہ میں نے بھی بن کر یا کے بدلے بچاؤ سے
ہزار نفوس کو مار ڈالا تھا مگر امام حسین بن علیؑ کے بدلے اس کے دو گنے کو ہلاک کروں گا۔
شہادت کر جانے نماز جمعہ کے وقت ہوئی تھی۔ شہادت سلسلہ مطابق سلسلہ میں ہوئی
آپؐ کے روضہ مبارک کا گنبد سنہری ہے۔ دروازے سونے کے اور بے شمار
بیرے جواہرات نذر کر رہے یہاں محفوظ ہیں۔

امام زین العابدینؑ

ابو بکر۔ ابو الحسن اور ابو محمد کنیت۔ سجاد اور زین العابدین لقب۔ اسم گرامی علی بن حسینؑ
بن حبیب زکریا علی المرتضیٰ ہے۔ ولادت بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی بنی ہاشم
شہزادہ بنی ہاشم بن عبد بن نوشر وان عادل تھا۔ سال ولادت سلسلہ مطابق سلسلہ ہے۔
مگر احمد صالح کے مطابق آپؑ کی پیدائش سلسلہ مطابق سلسلہ ہے۔

آنحضرتؐ صحابہ کرام کے بعد تمام اہل زمانہ میں عابد ترین اور دنیا سے تقویٰ و معرفت کے
آفتاب تھے۔ آپؑ نے عظیم ترین صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مثلاً حضرت امام حسینؑ رضی
حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت مسطورؓ۔ حضرت ابو رافعؓ۔ سعید بن مسیبؓ اور ازواجِ مطہرات
میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ حضرت صفیہؓ وغیرہ سے خاص بی و باطنی
علوم حاصل کئے۔ طبقہ تابعین کے سب بزرگ آپؑ کی عظمت کے قائل ہیں۔ آپؑ کم سن سے
ہی فصیح البیان تھے۔ واقعہ گردان کے بعد حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا کے لڑکوں میں سے سب سے
آپؑ تنہا باقی رہ گئے تھے۔ آپؑ کے اچھے فرزند تھے اور کوئی دھڑ تو لہ نہ ہوئی۔ ان آٹھ فرزندان
کی نسل میں رب الفعیمین نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ آج کل دنیا میں سادات کا گھرانہ قائم و قائم ہے
دنیا سے اسلام میں کل حبشی سادات آپؑ کی اولاد سے ہیں۔ علامہ افشاری لکھتے ہیں:
کہ آپؑ تیرہ سال کے تھے جب گردان کا واقعہ پیش آیا۔ آپؑ کو اس نے شہید کر دیا کہ آہ
بیہر تھے۔ آپؑ نہایت کریم اور عبادت گزار تھے۔ روایت ہے کہ شام بن عبد المطلب
مروان حج کے لئے ایک وفد مکہ معظمہ آیا۔ جب بیت اللہ کا طواف کر کے حجر اسود کو بوسہ
دینے کے لئے چڑھا تو غفلت کے هجوم کی وجہ سے اسکو راس نہ مل سکا۔ تب منبر پر چڑھ
کر اس نے خطبہ دیا۔ اس دوران حضرت زین العابدین بن حسین بن علی تشریف لے آئے تو سارا
عینے کافی کی طرف پھٹ گیا جب حجر اسود کے نزدیک تشریف لے گئے تو مخلوق نے آپؑ کی تعظیم کیلئے
حجر اسود کو خالی کر دیا اور آپؑ نے بوسہ دیا۔ اس بات سے خاندان رسالت مآبؐ کی عظمت

صاف عیاں ہوئی ہے۔ فرزدق مشہور شاعر نے اس موقع پر فی البدیہہ شعر کہے۔ جس میں آپ کی اور آپ کے خاندان کی بے انتہا تعریف و توثیق کی گئی تھی جس پر شام نے اس کو بمقام مسلمان جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے، قید کر دیا۔ جب حضرت زین العابدین کو پستہ چلا تو آپ نے بارہ ہزار درہم اس کو بھیجے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور آخر آپ کے فرزند کی تعمیل میں پستہ لے لے۔ فرزدق نے جو اشعار پڑھے وہ یہ ہیں:-
علامہ مسند الوہاب نے آپ کی تاریخ وفات ۹۹ھ مطابق ۶۱۸ء تحریر کی ہے اور سن شریف اشکان سال تحریر کیا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ قادری نے ۹۵ھ مطابق ۱۷۱۳ء لکھی ہے۔ مزار پر انوار حیات البقیع میں حضرت امام حسنؑ کے وصعہ اظہر کے پہلو میں ہے۔
آپ سے صحاح ستہ میں حدیث مروی ہے۔

امام محمد باقرؑ

اسم گرامی محمد بن علی بن امام حسینؑ لقب باقر اور کنیت ابو جعفر ہے۔ آپ امام خامس ہیں۔ ۸۵ھ مطابق ۶۰۶ء میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت حسن بن علی امرتضیٰ تھا۔ ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرہ کو فرمایا تھا کہ اس نام کا میری آل میں ایک فرزند تولد ہوگا۔ اور تم اس وقت زندہ ہو گے تو تم اس سے میرا سلام کہہ دینا۔ آپ نے حضرت جابرہؓ اور حضرت انسؓ کا زمانہ پایا ہے۔ آپ تابعین میں شامل ہیں۔ صحاح ستہ میں حدیث بھی آپ سے مروی ہے۔ علوم ظاہری و باطنی آپ نے اپنے والد گرامی حضرت امام زین العابدینؑ، ابن مسیبؓ اور ابن حنفیہؓ سے حاصل کئے۔

آپ باقرؑ اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ نے علم کو شوق کیا اور اس کی جڑ کو پہچانا۔ اہل عرفان کے ایک گروہ کی نسبت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمر فاروقؓ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اہل بیت کا دوست سمجھتا ہے۔ آپ نے ان کو تحریر کیا کہ جو شخص صدیق اکبرؓ اور عمرؓ کو دشمن کہتا ہے مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں، اور اگر میں حاکم ہوں تو جو لوگ ان دونوں کو برا سمجھتے ہیں ان کے خون کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔

لکھا ہے کہ جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا، اور در و دروازے سے خارج ہو جاتے تو باواز بند اپنی مناجات پڑھتے کہ اے بار الہا! رات آگئی، شہنشاہوں کی حکومت ختم ہو گئی۔ آسمان پر ستارے نکل آئے اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے اور ہوا میں آرام پا گئے اور انہوں نے اپنی دنیاوی خواہشات کو چھپا دیا، اور اپنے دروازے بند کر دیے اور ان پر پہرے دار متعین کر دیئے۔ اے پاک پروردگار! لیکن تو زندہ ہے۔ ہمیشہ رہتے و لا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ تیری ذات پاک پر نیند اور آلودگی کا کوئی اثر نہیں۔ تیری ذات اقدس کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کرتی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہ نے آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے دربار میں بلوایا۔ مگر جب کئے تو بادشاہ فوراً تعظیم کے لئے اٹھا اور نذرانہ پیش کر کے معذرت کی کہ آپ کو خواہ مخواہ رحمت دی۔

آپ کے چار فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

مرتبہ ہر جب تہتر سال کی ہوں، تو بطلانِ عامہ و شرانی سلسلہ مطابقی سلسلہ وفات پائی۔ مراد اقدس جنت البقیع میں حضرت امام زین العابدینؑ کے روضہ اقدس کے متصل ہے۔ ائمہ نے آپ کی تاریخ وفات سلسلہ یحییٰ بن عیینہ نے سلسلہ اور امام محمد بن اسماعیل نے جعفر صادقؑ کے قول کے مطابق سلسلہ تخریری کے ہے جو کہ ہشام اموی کا جہد تھا۔ حافظ ابن حجر محدث نے سلسلہ مطابقی سلسلہ تخریری کے ہے۔

امام جعفر صادقؑ

لقب صادق، کنیت ابو عبد اللہ، اسم امیر گرامی جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی المرتضیٰ ہے، اور امام سادس ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام فروہ بنت النعمان بن محمد بن ابی جعفر صادق ہے۔ چچا سہیل بن عبد الرحمن بن صدیق اکبرؑ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کو طریقت میں اپنے والد بزرگوار امام خامنہ بقرہؑ کی جانب سے توسط حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے توسط حضرت قاسم بن محمد بن ابی جعفر صادقؑ کے ہوا۔ آپ کے ہاتھ دو اسطے تھے۔ حضرت قاسم بن محمدؑ نے حضرت سہیل فارسیؑ سے اور انہوں نے حضرت ابی جعفر صادقؑ سے فیض حاصل کیا۔

سلسلہ ارومیا کے مطابق آپ سلسلہ مدیریہ منورہ میں عبد اللہ بن ابی ہریرہؓ میں تولد ہوئے۔ آپ اہل بیت سے تھے، اس لئے طریقت کے پاسے میں آپ کے بہت سے ارشادات ہیں اور بہت سی روایات مروی ہیں۔ اس گہنہ کار انسان کی مجال و محبت کہیں کہ وہ آپ کے فضائل و محاسن بیان کر سکے اور نہ ہی زبان و عبارت

میں یہ طاقت کہ تعریف و تودین کر سکے کیونکہ آنجناب سلطانِ مہرِ مصطفویٰ تھے۔ طریقت کے موضوع پر آپ کی کئی ایک تصانیف ہیں۔ حضرت داؤد طائیؑ آپ کی خدمت اقدس میں اکثر آیا کرتے تھے۔ آپ مقتدرائے مطلق تھے۔ مشائخ کے سردار اور جگر گوشہ و انبیاء تھے۔ آپ نے اپنے والد اکرم حضرت امام محمد باقرؑ سے بہت سی باتیں راایت کی ہیں۔

ایک وفدِ غلیفہ بغداد منسور عباسی نے اپنے وزیر سے کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کو لاؤ تا کہ اسکو قتل کیا جائے۔ چپے تو وزیر نے لیت و اعلیٰ سے کام لیا، مگر آخر مجبور ہو کر آپ کو بلوایا۔ جب آپ غلیفہ کے سامنے آئے تو منسور تخت سے نیچے اتر آیا اور نہایت غمزہ و کساری سے آپ کا استقبال کیا۔ تخت پر بٹھایا اور خود مؤدبانہ طریق سے آپ کی خدمت عالیہ میں بیٹھا۔ اس پر وزیر اور غلام نہایت متعجب ہوئے۔ منسور نے پوچھا جناب کیا حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی کہ تو دوبارہ مجھے دہائے ناکر میں عبادت الہی میں مشغول رہوں۔ میں غلیفہ نے آپ کو نہایت عزت و احترام سے خدمتِ فاخرہ و مکرر خدمت کیا اور خود بے ہوش ہو گیا۔ تین دن تک یہی کیفیت رہی۔ جب ہوش آیا تو وزیر سے کہا کہ حضرت امام جب دروازے میں داخل ہوئے تو میں نے ایک آئینہ ان کے ساتھ دیکھا خواجہ زید الدین عطار اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اہل بیت میں بلکہ امام شافعیؒ تو اہل بیت سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ لوگوں نے آپ کے رافضی ہونے پر گمان کیا، اور اسی وجہ سے آپ کو قید میں ڈالا گیا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ (رضی اللہ عنہ) سے سوال پوچھا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقہ داروں میں سے کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: بولہوں میں جناب صدیق اکبرؑ، جناب فاروق اعظمؓ، جو انوں میں حضرت عثمان غنیؓ اور اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰؓ۔ موردنوں میں ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، ام کلثومؓ میں حضرت فاطمہ الزہراءؓ۔ مزید فرمایا: کہ اہل بیت کو بھی سب مرتبت پہچانی چاہیے کیونکہ اس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔ علامہ عبد الوہاب الشمرانی لکھتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ

سے آپ کی اکثر ملاقات رہتی تھی۔ ان کے علاوہ بایزید بطنیؒ، امام مالکؒ، سفیان بن عیینہؒ ابن جریجؒ اور امام شعبہؒ کے بھی آپ استاد تھے۔

اقوال

قرآن: پانچ قسم کے لوگوں سے پڑھ کر لو! ایک جھوٹے آدمی سے کیونکہ ہمیشہ اس کے ساتھ عزور میں رہو گے۔ دوسرے بے وقوف سے کہ وہ ہر چند نیرافادہ چاہے گا لیکن تیرا نقصان کریگا۔ تیسرے بخل سے کیونکہ وہ تیرا نہایت قیمتی وقت ضائع کرے گا۔ چوتھے بزدل آدمی سے کہ وہ بوقت ضرورت تجھ سے علیحدہ ہو جائے گا۔ پانچویں فاسق سے کہ وہ تجھ کو ایک لقمہ کے عوض فروخت کر دیگا اور بقرے سے کم کا لالچ کرے گا۔

وفات مدینہ منورہ میں ۱۳۸ھ مطابق ۷۶۵ء میں ہوئی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ حضرت امام حسنؒ، حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت امام محمد باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادقؒ ایک ہی قبۃ میں دفن ہیں۔ منصور عباسی کا دور حکومت تھا۔ وصال بروز دوشنبہ پندرہ وجب کو فرمایا۔ عمر شریف آپ کی ایک روایت کے مطابق ۶۵ سال اور دوسری روایت کے مطابق ۶۸ سال ہوئی۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے: (۱) حضرت امام موسیٰ کاظمؒ (۲) حضرت عبداللہ اقطعؒ (۳) حضرت اسماعیلؒ

سنہری زمانہ

حضرت امام صاحبؒ کا زمانہ امامت تاریخ اسلام میں سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے ہی عہد حیات میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت علیؒ کو اللہ جیسے پرست و شتم کئے جانے کا سلسلہ بند کر دیا۔ اسلام کا چہرہ سرزمین اندلس

77906

پر پھرایا گیا۔ تدوین حدیث کرائی گئی۔

فناح سندھ، پاکستان، محمد بن قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس پاک سرزمین میں اسلام کا جھنڈا گاڑا۔ اور آپ کی بڑا برکت سے دنیا کے مشرق اور مغرب میں نور اسلام لہرایا گیا۔ سلطان العباسی حضرت بایزید بطنیؒ جو آپ کے خلفائے عظام میں سے تھے فرماتے ہیں کہ میں سرزمین عرب و عجم میں چار سو بیویوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اگر آپ کی خدمت تک نہ پہنچتا، تو مسلمان نہ ہوتا۔

امام موسیٰ کاظمؒ

بقول علامہ الشعرانیؒ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸ھ مطابق ۷۴۵ء میں ہوئی۔ اسم گرامی موسیٰ بن جعفر صادقؒ، لقب کاظم اور کنیت ابو ابراہیم و ابو الحسن ہے۔ ولادت باسعادت بمقام البوار ہوئی جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک قصبہ ہے جہاں حضرت اکبرؒ والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ والدہ ماجدہ حمیدہ بربر یہ ام ولد تھیں جن کو حضرت امام محمد باقرؒ نے خرید کر امام محمد جعفر صادقؒ کے سپرد کیا تھا۔ ان جناب انہیں کے بطن سے تولد ہوئے۔ آپ سیاح فام تھے۔

نہایت پاکباز اور متقی بزرگ تھے۔ ساری عمر دین مصطفویٰ کی خدمت میں گزاری حالانکہ آپ دنیاوی محاذ سے نہایت متمول تھے اور صاحب و مہابت تھے۔ مگر یہ دولت ہمیشہ غریب اور مساکین کے کام آتی تھی۔ کثرت مغفود و رگزہ کرنے کے سبب "کاظم" لقب مشہور ہوا۔ آپ کے مناقب محیطہ تحریر سے باہر ہیں۔ طریقت اور شریعت کے مشکل مسائل کا حل تمام علمائے عصر آپ سے ہی کر لیا کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے تمام علماء، صوفیاء، عرفاء اور فقہاء سے افضل ترین تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں کوئی ایسی آپ کے ہم پل نہ تھا تمام اہل عرب و عجم آپ کی قیادت اور امامت باعث سعادت خیالی کرتے تھے۔

آپ کو مہدی عباسی خلیفہ نے طلاق دیا اور پھر دسینہ طیبہ واپس بھیج دیا۔ چنانچہ آپ

ہارون الرشید کے زمانہ تک یہیں رہے اور بہب رشید مدینہ منورہ میں آیا تو آپ کو ساکنہ نصیب کیا اور بعد ازاں مقبرہ رکھا۔ یہاں تک کہ آپ نے جان شیریں جان آفریں کے سپرد فرما دیا۔
 لکھا ہے کہ اس سے قبل خلیفہ اول نے کچھ لوگوں کو شمشیر و سناں دے کر آپ کے قتل کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے آپ پر بار بار حملے کئے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر کچھ لوگوں کے مشورہ پر قلعی گدھ کر آپ کے حلق میں ڈالی گئی مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

آپ کی متعدد ازواج تھیں جن سے ۲۵ بیٹے اور ۲۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری جگہ تحریر ہے کہ ۳۱ صاحبزادے اور ۲۸ صاحبزادیاں تو پیدا ہوئیں۔
 مزار پر نواز بھٹو اور شریف ہیں مقبرہ قریش میں ہے۔ ششہ مطابق سنہ ۳۰۰
 میں نہر کی وجہ سے شہید ہوئے۔ مزار پر ۵۴ سال یا ۵۵ سال ہوئی۔ لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو قید خانہ میں ڈالوا دیا تھا۔

سید ابوالحسن علی بن امام موسیٰ رضا

اسم گرامی علی بن موسیٰ بن جعفر۔ لقب رضا اور کنیت ابوالحسن تھی۔ ولادت ۲۵۵ھ مطابق سنہ ۸۶۹ء عہد مہدی عباسی میں ہوئی۔ والد ماجد نجمہ شہزادہ ام ولد تھیں، جو کہ امام موسیٰ کاظم کی والدہ محترمہ حضرت حمیدہ کی کنیز تھیں۔ حضرت امام موسیٰ علی رضی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے اپنی کنیت مجھے عطا کر دی تھی۔ مگر آنجناب رضا کے نسب سے ہی دیں و دنیا میں ممتاز و مشرف ہیں۔

آپ آٹھویں امام ہیں اور اپنے جد ماجد حضرت امام جعفر صادق کے وصال سے پچاس سال بعد متولد ہوئے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کے لب جنش میں تھے۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ آپ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک است حضرت حمیدہ والدہ حضرت امام موسیٰ کاظم کو حضرت رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ تجھے گویا اپنے فرزند موسیٰ نے رضا کو سوپ دو اور مقرب اس جوڑے سے ایک آفتاب طلوع ہوگا جس کی شعاعیں رقی و شب تک جگمگاتی رہیں گی۔ وہ لوگ اوروں کی تمام مخلوق سے افضل ہوگا۔ اور واقعی یہ ایک حقیقت تھی۔ ۲۵ سال کی عمر میں آپ منصب امامت پر فائز ہوئے۔

لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو بل بھیجا۔ جب آپ تشریف لے گئے تو خلیفہ نے آپ کو انگوٹھا تناول فرمانے کے لئے پیش کئے۔ آپ نے اس میں سے خلیفہ کی بند کی وجہ سے تناول فرمائے اور انگوٹھا کھڑے ہوئے۔ ہارون نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: جہاں جانے کا ارادہ ہے۔ آپ سر پر کچا دھند کر چلے اور ایک سرائے میں قیام پذیر ہوئے اس سرائے میں آپ کے صاحبزادے امام تقیؑ راہبیت منورہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے معاف فرمایا اور دونوں باپ اور فرزند ایک ہی بستر پر دھند ہو گئے، اور کچھ راز و نیاز کی باتیں کیں۔ اسی عام میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت خواجہ مدوٹ کرخی جو تمام اکناف عالم کے مقتدی ہیں، آپ کے جی تربیت یافتہ اور پروردہ ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت بایزید بسطامی، ابو عارفوں کے سر قاف ہیں۔ آپ کی فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے تھے۔

حضرت امام محمد تقیؑ و ابوالجواد آپ کے صاحبزادے تھے جو ۱۹۵ھ مطابق سنہ ۸۱۰ء میں بمقام مدینہ منورہ خیر دان یا رحیم نام ولد سے متولد ہوئے۔ سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے اپنی دختر ام الفضل کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ خلیفہ معتصم بہ عباسی کے دور میں ۲۳۵ھ مطابق سنہ ۸۵۰ء میں بمقام بغداد شریف وصال فرمایا اور اپنے جد ماجد حضرت امام موسیٰ کاظم کے جوار میں مدفون ہوئے۔

وفات ۳۲۰ھ مطابق سنہ ۹۳۲ء میں عہد معتصم اللہ عباسی طوس کے قصبہ شہر آباد میں ہوئی۔ مزار اقدس ہارون الرشید کے قبر میں ہے جس کا محل وقوع سرائے مذکور تھا۔ آج کل اسے شہد مقدس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بعض جگہس وفات ۳۲۵ھ مطابق

۱۱۷۷ھ تحریر ہے۔ ۹۴ سال کی عمر پائی۔ ابن حنکلی نے سال وصال ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۱۷۷ھ لکھا ہے۔ فرزند ان میں امام محمد تقیؑ جعفر حسین۔ علی۔ حسن ہوئے ہیں۔

روضہ اقدس

حضرت امام کا روضہ مشہد مقدس دایران میں واقع ہے۔ تاریخ کے مطابق آپ کا روضہ اقدس تین دفعہ تہدم اور چار دفعہ از سر نو تعمیر کیا گیا۔ سب سے پہلی عمارت وہ تھی جو عباسی خلیفہ ہامون الرشید کے حکم کے مطابق حضرت امام کی حیثیت میں ہی قبہ ہارونی کے نام سے معروف ہوئی۔

دوسری دفعہ سلطان سلجوقی کے فرزند سلطان محمود غزنوی کے حکم سے تعمیر ہوئی، اور تیسری دفعہ سمرقانی کے عہد حکومت میں قم کے حاکم شرف الدین طاہر نے عربی خاص سے تعمیر کرایا۔ مزید برآں عہد صفویہ میں شدید زلزلہ کے باعث جب دیواروں اور میناروں کو نقصان پہنچا تو شاہ سیمان صفوی نے اسکی مرمت کرائی۔ اس شہر میں کوئی مکان یا دوکان کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا ہر باشندہ حضرت امام موسیٰ رضا کا کرایہ دار ہے جس کے لئے ایک وقت بورڈ قائم ہے۔ جبکہ اس شہر پر شاہنشاد ایران ہوتا ہے۔ یہ مقبرہ دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ اور ادب پارو پوری کا سونا اس پر لگا ہوا ہے۔ نیز روضہ عباسیہ کا گنبد نہری ہے۔

شیخ حسن بصریؒ

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چچ جلیل القدر خلفائے میں سے ایک تھے کہایت ابو سعید خدریؓ۔ پیشہ جوہر فروش و شمس خفا۔ اس وجہ سے آپ کو حسن مولائی بھی کہا جاتا تھا۔ جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت عرفان رقیؓ کے علاوہ ایک سو تیس صحابہ کرام سے حقائق کی تحقیق لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ

کی کنیزوں میں سے تھیں۔ ولادت آپ کی مسیح میں ہوئی۔ ان کے والد بصرہ اور واسط کے درمیان ایک قصبہ عیدان کے رہنے والے تھے جو قید ہو کر انصار کے غلام بنے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی بیعت حضرت امام حسن علیہ السلام سے تھی۔ ہمیشہ ریاضت شاکر اور مجاہدہ سخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ عموماً ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس کے بعد افطار کیا کرتے تھے۔ تمام عمر سوائے عذر شرعی کے کبھی بے وضو نہ رہے۔ صاحب کشف و کرامات مستجاب الدعوات۔ امام الوقت۔ علوم ظاہری و باطنی میں یتنا تھے۔ کئی حکمران اور انقلابات زمانہ دیکھے مگر اپنی طریقہ نہ بدلا۔

حضرت تابع بصریؒ آپ کے زمانہ میں ہوئی ہیں جو کہ اپنے زمانہ کے صحابہ میں سے تھیں ۸۹ سال عمر پاک ہوئی اور دسبرہ میں مدفون ہوئے۔ یہ خلافت ہشام بن عبد الملک بن مروان کا زمانہ تھا۔ مزار اقدس شہر بصرہ سے تین میل دور، حداد شہر سے باہر واقع ہے۔

فرماتے تھے کہ کوئی شخص گھوڑا تیرے نفس سے زیادہ سخت لگام دیتے کے قابل نہیں۔ آپ کے مریدین میں شیخ حبیب عجمی۔ خواجہ عبدالواحد بن زید اور عتبہ بن علام بہت ممتاز تھے۔

شیخ حبیب عجمی

تمام پاک حبیب تھا۔ پیدائش فارس میں ہوئی۔ کمیت ابو محمد تھی۔ آپ نے حضرت حسن بصریؒ سے بیعت کی تھی۔ بیشمار شیخ سے آپ کی ملاقاتیں ثابت ہیں اسرار میں آپ لاکھوں روپے کا سودی کاروبار کرتے تھے اور کوئی بھی غریب آدمی آپ کے علم و اعتدلی سے محفوظ نہ تھا۔ مگر جب طبیعت میں تغیر پیدا ہوا تو ایک معمولی واقعہ نے ہی ان کی کاپیٹ وی اور خود بخود حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے وعظ میں شامل ہوئے۔ دل پہ ایک چوٹ لگی اور آپس آکر تمام تر فسادوں کے قرض معاف کر دیئے۔ حضرت خواجہ صاحب اکثر و بیشتر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔

آپ کے ملنے والوں میں آپ کے مرنے کے علاوہ حضرت امام احمد بن حنبل حضرت امام شافعیؒ و طبرہ شامل تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کا بھی یہی زور تھا۔
 سلاطین میں وصال فرمایا، اور مصر میں دفن ہوئے۔ بعض کے نزدیک آپ کا سال وفات ۲۵۷ھ وصال سلطنت روز شنبہ۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہے۔

شیخ داؤد طائی

آپ کا شمار حضرت حبیب علیؒ کے جلیل القدر خلفاء میں ہوتا ہے۔ ابوسلیمان کہتے ہیں کہ آپ کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہونے پر فخر تھا۔
 مشائخ متقدمین میں سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں باکمال تھے۔ علم فقہ میں آپ کو امام الفقہاء کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے بشرح عانی سفیان ثوریؒ۔ سلطان ابراہیم ابومحم کی آپ سے اکثر و بیشتر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ اہل تصوف کے سرداروں میں سے تھے۔ اہل درجہ کے عالم تھے۔

حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت داؤد طائی نے بیس سال تک حضرت امام اعظم کے درس میں رہے۔ سراج الملکین حضرت امام اعظمؒ اکثر آپ کے مکان پر آپ سے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔

آخری عمر میں گوتہ نشینی اختیار کی اور زہد و ورع کا طریق اختیار کیا۔ آپ کا وصال ۳۲۷ھ میں بغداد شریف میں ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے ایک دوسری روایت میں آپ کی تاریخ وفات ۳۲۷ھ بیان کی جاتی ہے جو کہ خلیفہ العباسی بن منصور عباسی کا زمانہ تھا۔
 ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید عالم شہزادگی میں حضرت امام ابو یوسفؒ کے ہمراہ آپ کے مکان پر آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ مگر آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ بالآخر آپ کی والدہ ماجدہ کی سفارش پر دونوں حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے ارشاد سے مستفید ہوئے۔

فرمایا کرتے تھے: جس میں مروت نہیں اس کا دین مکمل نہیں۔ نیز خلق سے بھاگنا ہی بہتر ہے۔

شیخ معروف کرخی

اسم گرامی معروف اور کنیت ابوخلط یعنی۔ والد ماجد کا نام قیصران تھا۔ پہلے اپنے آدمی دین تلاش پر تھے پھر قائم تھے۔ متقدمین مشائخ میں سے تھے اور حضرت شیخ سری سقطی کے استاد۔ کچھ مؤرخین نے کہا ہے کہ آپ کے والد موثق تھے۔ حضرت مولانا نور الدین عسکری عبدالرحمان جامی نقشبندی الاحقری نے آپ کو اپنی کتاب نفحات الانس میں بہترین الفاظ سے یاد کیا ہے۔

کرخی کی حکومت آپ کے ابا کے زیر نگین تھی۔ جو انش پرست تھے۔ آپ نے حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے دست راست پر اسلام قبول فرمایا، اور پھر اپنے والدین کو بھی اسلام سے مشرف فرمایا۔ علامہ عبدالوہابؒ لکھتے ہیں کہ آپ حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے آزاد کے ہوئے تھے۔ آپ حضرت داؤد طائی کی بھی صحبت میں رہے۔ آپ سنجاب اندوالت تھے اور عوام الناس آپ کا واسطہ دیکر باران رحمت طلب کرتے تھے۔ پر سب زگاری اور فقرات میں مشہور تھے۔

آپ کو امام علی بن موسیٰ رضاؑ کے یہاں درباری کی خدمات سپرد تھیں۔ آپ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت داؤد طائی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ جو دنیا کو استقدر حقیر اور بے قدر جانتا ہو۔ ابو اسحاق ابراہیم الصبی و البغدادی نے آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے علوم وینیہ کی تفصیل تکمیل حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ کوئی کے۔ بیعت ظاہری حضرت سیدنا حبیبؒ بھی سے بھی کی۔ جن کو شرف بیعت و خرف ملاقات حضرت سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ سے حاصل تھا۔ اس طرح آپ بیچ ماہدین کی مقرب صفت میں شامل تھے۔ مدارج تنزیہ و تجرید میں آپ کی کتابیں مصر تھیں۔

حضرت فرید الدین عطار کہتے ہیں کہ شیعوں نے آپ کی اکیس روز تک حضرت امام رضاؑ کے دروازہ پر مزاحمت کی اور آپ کے پہنچنے کو ٹوڑ ڈالا جس سے آپ بہرہ ہو گئے۔ آپ نے سوائے خدمت حضرت علی بن موسیٰ رضاؑ کے باقی تمام اشغال سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جو مزدی کی تین علامات ہیں:

- ۱۔ خلافِ روزی کے بغیر وعدہ الیت کرنا۔
- ۲۔ خواہشِ انعام اور لالچ کے بغیر مستحق کی تعریف کرنا۔
- ۳۔ کسی محتاج کی مانگے بغیر مدد کرنا۔

آپ کا فرمان ہے کہ مولیٰ اس دنیا میں بھلاں ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دُستے رہو کہ وہ تم کو سوائے مسکینی کے اور کسی لباس میں نہ دیکھے۔ آپ عبادات و ریاضات اور مجاہدات میں ثانی نہیں رکھتے تھے نیز کثیف و کراوات و خوارقِ عادت آپ کی بے حد وجہ پائی ہیں۔

وفاتِ بغداد شریف میں سترہ یا ستائیس میں پالی سحر کو معتصم عباسی کا زمانہ تھا۔ مزارِ پُرانا تو بغداد شریف میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ لکھا ہے کہ جب وفات کا زمانہ قریب آیا تو ایک روز آپ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہِ فلک پناہ پر حاضر ہوئے۔ اندر جانا چاہا تو دربانوں نے ٹوکا۔ اور جب آپ نے اصرار فرمایا تو دربانوں نے آپ کو اس قدر شدید ضربات پہنچائیں کہ آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ جس کی وجہ سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ چونکہ یہودی و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ کو اپنا مقتدا اور رہنما تسلیم کرتے تھے اس لئے سب نے دعویٰ کیا کہ جب وہ ان کو مٹا چاہیے۔ اس موقع پر شیخ کے خدام تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا کہ شیخ موصوف ہونے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ پر نماز نہ ہوگا۔ اس لئے جو جماعت میرے جنازہ کو اٹھا لے گی۔ اس طریق پر تدفین ہو۔ چنانچہ یہودی و نصاریٰ اپنے مشن میں ناکام رہے اور مسلمانوں نے اٹھا لیا۔ چنانچہ آپ کی تدفین اسلامی طریق پر ہوئی۔

شیخ سقظمی

کنیت ابو الحسن مثنیٰ۔ تاج تابعین میں سے تھے۔ تمام بغداد اور بالخصوص حضرت جنید بغدادی کے استاد تھے۔

حضرت فرید الدین عطار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ اور حضرت معروف کرخی کے مریدان باصفائیں سے تھے۔ عارف باللہ اور تعلقاتِ دنیا سے متنفر تھے۔ بغداد شریف میں دکان کیا کرتے تھے اور دکان میں ہی بزار رکعت نفل ادا فرمایا کرتے تھے۔ رہنمائی نازل ہوئی اور صاحبِ معرفت شیخ تھے۔

مشائخ عراق میں سے بے شمار بزرگ آپ کے مرید تھے۔ آپ نے حضرت حبیب راعی کو دیکھا اور ان کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ بغداد میں کباڑی کی دکان کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس بازار میں آگ لگ گئی۔ تو آپ کی دکان بھی جل گئی لوگوں نے آپ سے یہ صورت حال بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا: ”چلو دکان کی فکر سے آزاد ہوا۔ مگر جب لوگوں نے دوبارہ جاکر دیکھا تو دکان صحیح سلامت تھی اور گروہ و نواح کی تمام دوکانیں جل کر خاک سیاہ ہو گئی تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور سب کچھ حاجت مندوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔“

حارث محاسبی۔ بشر حافی۔ ابو ہریرہ بغدادی اور احمد بن عاصم انطاکی آپ کے ہم عصر رہے۔ حضرت علی بن عبد الحمید غضائری بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور یہی حالت شیخ ابو جعفر حرہ ساک کی تھی۔ ابو سعید فرادابی ان کی صحبت سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ ابو الحسن نویری نے بھی آپ سے کتاب فیض کیا ہے۔ حضرت خیر نسا نے آپ سے کئی سوالات کئے تھے۔ ابو نصر سراج مصنف کتاب المصنف نے آپ کی زیارت کی ہے۔ آپ اہل تصوف کے امام تھے اور علم و حیا کے پہاڑ اور مروت و شفقت کے خزانہ تھے آپ اپنے شخص میں جنہوں نے بغداد شریف میں توحید پر سب سے پہلے گفتگو کی۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے سقظمی سے زیادہ کسی کو عابد نہیں دیکھا

جب آپ زمانے عالم میں تھے تو آپ نے حضرت جنیدؒ سے فرمایا کہ بُروں کی صحبت سے بچو اور نیکوں کی صحبت میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ پھر آپ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے گھر گیا تو کب دیکھتا ہوں کہ گھر میں جہاں دوست رہے ہیں اور یہ شخص میرے پاس ہے جس کا دل مجھ میں چسپاں ہے اور نہ ہی رات کو، مگر اب مجھے کوئی پروا نہیں چاہتے راتیں لمبی ہوں یا چھوٹی۔

اقوال :

آپ کا زمان ہے کوئی بول کا ترک کرنا نین و موت سے ہے، ایک روز کے خوف سے دوسرے بہشت کی رغبت سے اور تیسرے اٹھ پاک سے شرم کی وجہ سے۔ پھر فرمایا : کوئی بندہ کامل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ دین اسلام کو اپنی نفسانی خواہشات پر ترجیح نہ دے۔
فرمایا : زہد کا پیش چھپا نہیں دیکھو لو وہ اپنے میں مشغول ہوتا ہے، اور عارف کا پیش چھپا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا : جو لوگوں سے زیادہ دل لاناٹ رکھتا ہے، وہ صدق و صفا سے دور رہتا ہے۔

آپ کا وفات حضرت اہل سنت و جماعت میں بعد از شریف میں ہوئی۔ اور علامہ الشیرازیؒ کے مطابق مزار اقدس شہر شیراز میں مرجع خلافت ہے اور بیعت بڑی زیارت گاہ ہے۔ مہدی عباسی ان دونوں خلیفہ بعد از علما، وفات کے وقت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کو دے دیں جنہوں نے آپ سے وصیت کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا : خلافت کی صحبت کا جو سے حق تعالیٰ سے خلعت اختیار نہ کرنا، اور اسی وقت وفات پا گئے :

ابوالقاسم شیخ جنید بغدادیؒ

کنیت ابوالقاسم القاب سید الطائفہ، علماؤں العلماء، زہاج، تماریری اور فزارقی۔ آپ کے والد گرامی شیشہ بیٹے تھے، اس سے فارسی کہاں تے تھے۔ اصل میں نہاد کے رہنے والے تھے مگر مولد عراقی ہیں بہت مہذب و سواد ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ حضرت سفیان ثوریؒ کا مذہب رکھتے تھے، صوفیوں کے امام و سرور تھے۔ والد ماجد کا نام محمد بن جنید تھا۔ حضرت سہری سقہ کے رشتہ میں چھانچے تھے اور اپنے دور کے سید السادات تھے۔ حضرت جنیدؒ جو کہ تمام مال کے سوداگر تھے، اس نے فزار کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

خواجہ فرید الدین عطار فرماتے ہیں کہ آپ کو سلطان الحقیقین، علماؤں العلماء، مہاشیہ سان القوم، امام المذہب، شیخ الشیوخ عالم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اکابر و مشائخ کا نظرمیں آپ حقائق و اسرار کا بحر ہے کراں تھے۔ ایک دن لوگوں نے آپ کے قریب عریقت حضرت سہری سقہ سے پوچھا کہ کیا کسی مرید کا پیرت بند مرتب ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا : ہاں ! جنید بغدادیؒ کا :

علامہ الشیرازیؒ کہتے ہیں کہ اپنے حضرت سہری سقہؒ عمارت عباسیؒ اور محمد بن علی قصابؒ کی جمعیتیں بائیں۔ حضرت وہیمؒ، ابو الحسن شہلیؒ، فزارؒ اور شہلیؒ وغیرہم اولیاء و صوفیہ کے سلسلے آپ کی ذات سے منسوب تھے۔ جن مشائخ کی نسبت آپ سے ملتی، ان کو جنید یہ کہا جاتا ہے۔ ابو یعقوب اقطعؒ آپ کے کاتب اور شیخی تھے۔ جن کے نومر خط و کتابت تھی۔ آپ اس قدر عبادت گزار تھے کہ پورے تیس سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ذکر حق میں مشغول رہتے یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت آجاتا، اور عشاء کے بعد نماز سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔

آپ کے بھروسہ مشائخ میں حضرت ابو حمزہ خراسانیؒ، ابو حمزہ بغدادیؒ، بشر حافیؒ، حمادؒ

قرشی بغدادی - خیلان مرقندی - ابو احمد قلاؤس - ابو یعقوب زیار - ثابت خباز - ابو الحسن لوری - محمد بن علی تصاب - ابو جعفر بن الکربتی - زیاد کبیر ہمدانی - معشاد علوی بخاری - رویم بن احمد علی بن سہل بن الاظهر اصفہانی - ابو یعقوب نرجوری - ابو یعقوب مزالی بغدادی - حضرت خیر السان بغدادی - ابراہیم خواص - ابراہیم بن ثابت - ابو محمد جری - ابو عبد اللہ شریک - ابو جعفر صدیقی و غیرہ بہت ممتاز تھے۔

خلیفہ بغداد نے ایک وفد حضرت رویم بن احمد بن زید بن رویم سے کہا کہ اے اب انہوں نے فرمایا کہ میں کس طرح ہے اب ہوں حالانکہ میں نے آدھارون حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں گزارا ہے۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کر۔ چنانچہ میں نے پھر جس میں وعظ و کنہ شروع کیا۔ ابو بکر کسان و بخاری سے آپ کی بہت خط و کتابت تھی۔ انھوں نے آپ سے ایک ہزار شد در پست کیا جس کا آپ نے تحریری طور پر جواب دیا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع و وجد سے محترمتے اور ظاہر و باطن میں کبھی خلاف شریعت فعل آپ سے ظہور میں نہیں آیا۔

اقوال

فرمایا: میں دو سو پیروں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں سے صرف ساٹھ اقتدار کے قابل تھے۔ پھر فرمایا: اس راستہ میں وہ شخص قدم رکھے جو کتاب اللہ کو سیدھے ہاتھ سے لٹائے اور سنت مصطفویٰ کو دوسرے ہاتھ سے اور ان دونوں باتوں کی روشنی میں چلے تاکہ کہیں شکوک و شبہات کے عمیق غار میں نہ جا گرے اور نہ ہی بدعت کی تاریکی میں گم ہو جائے۔ پھر فرمایا: فروع و اصول و بلاغت میں ہمارے پیر و مرشد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ خدا نے اپنے امتداد نے انہیں علم و حکمت سے انتہا عنایت فرمائی تھی۔

فرمایا: صدیقی وہ ہے جس کا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند دنیا کی محبت سے پاک ہو۔ نسیم حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی عورت جو احمد و مہم حضرت واد علیہ السلام اور

حسب الوہب علیہ السلام کی طرح اور مناجات و اخلاص رسالتہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہو۔

سلفہ میں بغداد شریف میں وفات پائی، اور مقبرہ عوام و خواص کے لئے زیارت گاہ ہے۔ قابر باللہ عباسی ان دنوں خلیفہ بغداد تھا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک کھوڑا عقید رنگ کا آیا، اور جب آؤ کے ایک کوزہ میں بیٹھا گیا۔ لوگوں نے اسکو اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھا، اور کہا کہ مجھے اور اپنے آپ کو رنج نہ دو کیونکہ میرے عشق کی چڑیاں کالی مضبوط ہیں۔

وصال کے وقت زبان مبارک پر بیخ و تحلیل جاری تھی۔ چار انگلیاں بندھی ہوئی تھیں، اور آگشت شہادت کھلی تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔ انکھیں بند کیں اور مولائے حقیقی سے جا ملے۔ قتال نے غسل دیتے وقت کوشش کی کہ انکھوں کے اندر پانی نہ جائے، آواز آئی کہ ہمارے رفیق کی انکھوں سے اپنے ہاتھ علیحدہ رکھو، جو انکھ جب رانام سے کر بند ہو وہ صوف ہمارے لئے ہی کھل سکتی ہے۔ پھر چاہا کہ انگلیاں کھول کر سیدھی کی جائیں دوبارہ آواز آئی کہ جو انگلیاں ہمارا نام لے کر بند ہوں وہ ہمارے حکم سے ہی کھل سکتی ہیں۔

بغداد شریف میں موجودہ ربوے شیش اور ہوائی اڈے کے قرب و جوار میں ایک وسیع و عریض قبرستان ہے۔ جس میں لاکھوں غوث - قطب - ابدال اور ائمہ مدفون ہیں۔ ایک روایت ہے کہ اس قبرستان میں تقریباً دو لاکھ اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ اس عقلمندان قبرستان میں حضرت جنید بغدادی کا مقبرہ مقدس ہے۔

آپ کے مزار کے علاوہ اس قبرستان میں حضرت ابراہیم خواص - حضرت مدون قرشی - حضرت سری شافعی - حضرت بہلول دانا - حضور علاج اور مشہور و معروف عباسی مگر زبیدہ جزیہ علیہم اجمعین کے مقابر و مزارات واقع ہیں۔

شیخ ابو بکر شبلی

کنیت ابو بکر اور نام نامی جعفر بن یونس تھا۔ اور سلسلہ عالمیہ میں بیعت حضرت جنیدؒ بغدادی سے تھے۔ مصنف تذکرۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ مہمل میں آپ خراسان کے تھے۔ مگر بغداد میں ولادت ہوئی اور وہاں ہی فتوے دے پائی۔ ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ آپ کی پیدائش سامراء میں ہوئی۔ صاحب نعمات الانس نے لکھا ہے کہ آپ مصر کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد خلیفہ کے دربار میں تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی اصل سریشین ہے جو فرغانہ کے مضافات سے ہے۔ چوتھی آپ نے شہر میں پرورش پائی اس لئے مشہور کہائے۔ یہ گاؤں عراق سے آگے شہر مرو شہر کے قریب واقع ہے۔ کئی مؤرخین نے آپ کو مصری لکھا ہے اور بعض نے ترکی النسل بتایا ہے۔

تیس سال تک آپ فقر و صیغہ پر تھے رہے۔ ریاضات و مجاہدات میں بے مثال تھے۔ ابتدا میں آپ خلیفہ کے دربار میں کے سردار تھے۔ حضرت خیر ساج بغدادی کی مجلس میں آپ نے توبہ کی تھی۔ انہوں نے آپ کو حضرت جنیدؒ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ جن کے شاگرد بنے۔

بہترین فقیہ، عالم اور داعی تھے۔ مذہب مالکی پر عمل کرتے تھے۔ مولانا امام مالکؒ محفوظ تھے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ابو بکر شبلیؒ کو اس آنکھ سے مت دیکھو کہ جس سے تم ایک دوسرے کو دیکھتے ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک امام ہوتا ہے اور اس قوم کا تاج ابو بکر شبلیؒ ہے۔ آپ بائیس مرتبہ شفا خانے میں رہے۔ آپ علوم طریقت میں یرگاہ و کیتا تھے۔ بظاہر آپ بہت گرم مزاج اور پرجوش انسان تھے۔

دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے شاہی عازمت اختیار کی اور آپ کو اہواز کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں طب کی خلیفہ المعتمد باللہ کے جتن میں شرکت کی مرض سے بغداد گئے۔ جتن کی تقریبات نہایت جوش و خروش سے شروع

تھیں کہ ایک گورنر کو چھبیک آگئی اور ناک سے رطوبت بہنے لگی۔ اتفاقاً اس کے پاس کوئی رومال نہ تھا۔ چنانچہ گورنر نے دمختہ سے ناک صاف کر لی۔ غلیظ نے یہ حرکت دیکھ لی۔ اور اس کو گورنر کے عہدہ سے عزل کر دیا، اور بے آبرو کر کے دربار سے نکال دیا۔ شبلیؒ نے اس سے سبق حاصل کیا اور سوچا کہ اس شخص نے شاہی آداب کو ملحوظ رکھا اس لئے اس کی گورنری عین گئی تو جو شخص اپنے آپ کو اہم کیوں کا ہستہ اہم دیکھے۔ اس کا انجام کیا ہو گا چنانچہ آپ نے گورنری کو لات مار کر فیری اختیار کر لی۔

حضرت خیر ساجؒ اور جنید بغدادیؒ سے آپ کی صحبتیں تھیں اور حضرت سید الطائفؒ سے بیعت تھی اور شریعت میں حاصل کیا تھا۔ بے شمار بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کئے جن میں ابو بکر حبیب لانی، ابو بکر بن طاہر الاہری، محمد بن احمد بن حمدون، فرید بن شامل ہیں۔

ابو عبد اللہ عبادانی نے بھی آپ سے کسب فیض کیا۔ حسین بن منصور حلاج بھی آپ کے ملنے والوں میں سے تھے۔ ابو الحسن صوفی سے آپ کی مسائل میں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ایک صوفی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک دفعہ شیخ ابو بکر شبلیؒ کے حلقہ میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک سوالیہ آیا جو کہنا تھا: اے اللہ! اسے سخی شبلیؒ نے ایک آگے اور کہا کہ کیونکہ جو کہتا ہے کہ میں اللہ کی تصدیق بخشدیش کے ساتھ کروں اچانکہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کی توصیف کرتی ہے۔

ایک دفعہ بھیگی ہوئی مکڑیاں آپ کے سامنے جلائی جا رہی تھیں جو ایک طرف سے جل رہی تھیں اور دوسری طرف سے پانی نکل رہا تھا۔ آپ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ تمہارے قلوب میں شوق کی آگ جل رہی ہے تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نہ اٹھیں ہوتے؟

عمر مبارک ۸۸ سال کی ہوئی۔ الطبقات الکبریٰ کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہے۔ ۷۷۷ھ میں بغداد شریف میں وفات پائی اور مقبرہ خیر ران میں دفن ہوئے۔ یہ زمانہ طالع شب سی کا تھا۔ عمر ۸۸ سال ہوئی۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو دونوں آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ آپ نے خاکِ ملب کی اور اپنے سرِ اقدس پر ڈالنے لگے اور اس قدر بے قراری پیدا ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ حاضرین نے پوچھا کہ یہ منظر اب کیسا فرمایا، مجھے ایسی لعین پر رشک آتا ہے اور عزت کی آگ مجھے جلا رہی ہے۔ پھر فرمایا: مجھے وضو کرو اور چنانچہ وضو کیا اور جانِ جاں آفرین کے سر پر رکھی۔

ابوالفضل عبد الواحد التیمی

اسم گرامی عبد الواحد کنیت ابو الفضل تیمی۔ والد ماجد کا اسم گرامی عبد العزیز بن حرث بن اسد تھا۔ حضرت شیخ ابو بکر شبلی سے خلافت حاصل فرمائی اور انہی کے مرید باصفاء تھے۔ حنفی المذہب تھے۔ نسباً عرب کے مشہور و معروف قبیلہ بنو عتیم سے تھے۔ آپ کے والد گرامی اور پیر حضرت شیخ ابو القاسم ابراہیم نصر آبادی حضرت ابو بکر شبلی کے صحبت یافتہ تھے۔ پہلے شیخ خراسان حضرت شیخ ابو القاسم سے اکتسابِ فیض کیا، بعد ازاں حضرت شبلی سے منسلک ہو گئے اور سرِ فرائض و فرائض کی مسند ارشاد کی زینت بنے۔

حضرت عبد الواحد تیمی کا مذہب السنہ والجماعت تھا، مسلک جعیدیہ تھا۔ پیر و مرشد حضرت ابو بکر شبلی کے وصال پر سندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور اپنے مرشد کے نام کو بلند و بالا کرنے کے لئے شریعت و طریقت کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ عیشا و خلعت نے رُوِ وایت پائی، حرمین اشرفین کے کئی سفر کیے اور بیشتر بلادِ عرب و عجم کا سیاحت کی۔ سالکِ طریقت اور خادمِ شریعت تھے۔ عمر کا زیادہ عرصہ بغداد و شریعت میں ہی بسر کیا۔

وفات ۷۸۶ھ میں بنی سنانہ عبد مقتدی عباسی خلیفہ بغداد میں ہوئی۔ مزار پر انوارِ حضرت امام احمد بن حنبل کے قبو میں واقع ہے۔

شیخ الفرح طرطوسی

آپ طرطوس کے باشندے تھے اور خلافت حضرت شیخ عبد الواحد تیمی سے حاصل فرمائی تھی۔ اسم گرامی یوسف۔ ابو الفرح کنیت تھی۔

اپنے عہد کے قطبِ وقت اور جامع الکملات شیخ گزے ہیں۔ مثلاً اس قدر تھے کہ دنیا کی طرف رغبت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مقامات آپ کے بلند اور کرامات بے شمار تھیں۔ تجرید و تفرید میں بیگانہ روزگار تھے۔ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں کافی عرصہ گزارا۔ آپ سلطان العارضین، سرگڑہ صوفیہ، محرم اسرار شفی و جلی، جامع العلوم اور شیخ طریقت تھے۔ وفات ۸۱۶ھ مطابق ۱۴۱۳ھ عہد مقتدی عباسی میں بمقام طرطوس ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

ابو الحسن علی بن محمد قرشی ہنکاری

اسم گرامی علی بن محمد بن جعفر قرشی ہنکاری ہے اور لقب ابو الحسن اور بیعت آپ نے حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی کے دستِ اقدس پر کی۔ آپ حضرت ابوسفیان بن عمارت بن عبد اللہ کی اولاد سے تھے۔ پیدائش آپ کی شاندار کی ہے، بلادِ موصل کے قرب میں اقامت تھی جو کہ کردوں کا علاقہ ہے، اور اطفال میں اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد بن شیخ محمد و شیخ جعفر، بن شیخ عمر بن عبد الوہاب بن ابی سفیان بن عمارت سے علوم متداولہ حاصل کئے اور بعد ازاں خرقہ خلافت شیخ ابو الفرح طرطوسی سے پہنا۔ تاریخ ابن خلدان میں تحریر ہے کہ آپ غلبہ بن ابوسفیان صحز بن حرب بن امیہ کی اولاد سے ہیں۔ ہنکار کا قصبہ موصل کے قرب و جوار میں واقع ہے۔

نہایت صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔ صائم الدبر اور قائم السیل تھے اور تین روزہ کے بعد کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور دو قرآن مجید ہر روز ختم فرمایا کرتے تھے۔ آپ رات دن عبادت کرتے تھے۔ مجاہدات و ریاضات شاقہ کی عادت تھی۔ بے شمار جادو کا سفر

کی۔ دوم و تہام اور حرمین اشرافین نام پہنچے اور مشہار علماء و مشائخ اور محدثین سے ملاقاتیں
کیں اور ان سے احادیث حوالہ کیں اور ایک دوسرے کے بعد اپنے وطن مامون کو آپ جوئے چنانچہ
البرز آپ کو اب معاہدہ کر کے رکھنے اس لیے آپ نے بہت شہرت و ناموری پائی۔ بعض
اکابر نے تو آپ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں شیخ الاسلام ہوں۔
آپ کی اولاد بہت نامور ہوئی۔ ان میں اکثر سے شہان زمانہ نے اقرب حاصل کیا۔ اور بہت
مراقب نے ان کو امیر گیر مقرر کیا۔ بشیارت اہل بیت نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے
آپ عالم و عالم اور عارف و عارف بزرگ تھے۔
آپ کی اولاد میں سے شیخ ابوطاہر بہت معروف ہیں۔

وفات ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۳ء بعد مستطعم عباسی ہوئی۔ مزار پر نور بغداد شریف
میں ہے۔

ابوسعید مبارک مخزومیؒ

اسم گرامی مبارک بن علی بن حسین المخزومی ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن بنکاری سے بیعت تھے
محبوب بانی قطب بانی شیرازی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی نے آپ سے خرقہ خلافت
حاصل فرمایا تھا۔ آپ سلطان الاولیاء اور برہان الامنیہ تھے۔ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں یرگاہ روزگار
تھے۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی جو طوط صمدانی قطب ربانی محبوب بانی محی الدین شیخ
عبدالقادر جیلانی کے پیر طریقت تھے۔ اٹھارہ برس حضرت شیخ ابوسعید بنکاری علی ہاشمی ہرگز
کی خدمت میں مجاہدات و عبادات میں مصروف رہے اور مرشد کے ساتھ ہر وقت رہے۔
اور خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی بلکہ سیر و سیاحت مقامات مقدسہ میں فرقت گوارا نہ فرماتے
تھے۔ آپ اپنے دور کے قطب وقت اور کاملین میں سے تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں آپ
کی کنیت ابو یوسف تھی مگر دوسری تمام کتب میں ابوسعید ہی تحریر ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی اکثر ملاقاتیں رہا کرتی تھیں۔ مذہب آپ کا حضرت
اسامہ بن سہل کا تھا اور مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوالحسن قرشی بنکاری کے تھے۔ جن

دنوں سید عبدالقادر جیلانی اپنے وطن سے بغداد شریف پہنچے تو آپ سے ملاقات ہوئی۔
آپ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت شاہ جیلانی نے فرمایا کہ نفس میں اضطراب
برپا ہے۔ مگر رُوح مشاہدہ حق میں مشغول ہے۔ شیخ موصوف نے آپ کو اپنے مگر جانے
کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ بعض جگہ تحریر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام
نے حضرت عزت الاعظم کو باسلام آپ کے مگر پہنچایا۔ شیخ مذکور نے آنجناب کو اپنے دست
حق پرست سے لقمہ کچھ کھلایا اور آپ کو اپنا خرقہ پہنایا اور اپنا مدرسہ آپ کے سر در
دیا۔ یہ مدرسہ باب الازج میں واقع ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت شاہ جیلانی کا
روضہ پُر انوار ہے۔ آپ ایک عرصہ تک نہایت خاموشی سے حضرت مبارک مخزومی کے
مدرسہ میں تعلیم و تربیت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اسی جگہ حضرت عزت الاعظم
کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تواب میں آئے۔
جنہوں نے فرمایا کہ آپ و عطف بھی فرمایا کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔

آپ کے پیر طریقت حضرت ابوسعید مبارک مخزومی آپ سے نہایت محبت و
شفقت سے پیش کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

”اے عبدالقادر! وہ زمانہ بہت قریب ہے جب کہ تیرا آستانہ مرجع عوام و
خواص ہوگا اور تو زمین مستعدی کا زہہ کرنے والا اور لوگوں کا فیض دہان
ہوگا۔“

قلادہ مجاہدین لکھا ہے کہ شیخ مبارک مخزومی فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے سے ہرگز
حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور انہوں نے مجھ سے خرقہ
پہنایا تھا۔

وفات ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۳ء بعد راشد باعہد عباسی میں ہوئی جہاں پر آپ کا
مقبرہ ہے۔ پچھلے یہاں آپ کا مدرسہ قائم تھا۔ مدرسہ باب الازج کی عمارت جو نوٹ و شائقین
کے دربار عالی وقار میں ہے آپ کی ہی تعمیر کرائی ہوئی ہے۔

محبوب سبحانی غوث سہدائی حضرت سید عبدالقادر جیلانی قادری بغدادی

مقدس خاندان

آج سے تقریباً ساڑھے نو سو سال قبل کچھ حسنی سادات ملک ایران کے ایک قصبہ گیلان میں آئے اور بقول مصنفت معجم البلدان اس کے نواح کی ایک آبادی بشیر میں قیام فرما ہوئے۔ اس خاندان کے سربراہ حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھے جو حضرت امام حسنؑ کی گیارھویں پشت میں سے تھے اور حضرت عبداللہ محض کی اولاد سے تھے۔ ان کو محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد بزرگوار حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ سیدہ فاطمہ الزہراؑ کے پوتے اور ان کی والدہ خاتون بنت امام حسینؑ سیدہ فاطمہ الزہراؑ کی پوتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ یہ سید عبداللہ محض اپنے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے فاطمی محض تھے۔

آپ کے والد بزرگوار نہایت نیک نفس بزرگ تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں خاص شہرت کے مالک تھے۔ نام نامی ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ ان کو چہاد سے بہت العنت تھی۔ اس لئے جنگی دوست کہلاتے تھے۔ غازیوں اور مجاہدین کی امداد ان کا شعار تھا و طاعت اللہ مطاع و مطاع اللہ عین ہوتی اور حیان میں دفن ہوئے۔ آپ علم و عرفان اور رشد و ہدایت کے نیز اعظم تھے۔ حضرت سید عبدالقادرؒ نے بھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا

آپ کے نامائید عبداللہ موسیٰ جیلان کے شیخ اور رئیس تھے۔ نہایت متکبر المزاج اور صاحب کرامت والی تھے جیلان میں ان کے بغاوت بھی تھے۔ ان کا گھر ان اپنے وقت کا سراج میز تھا آپ کا کوئی اولاد و نرینہ نہ تھی۔ اس لئے انھوں نے اپنی دست شفقت قیمتی نرست کے لئے وقت کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن جانی کہتے ہیں کہ اگر کسی پندار من ہو جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کی لوت سے بہت جلد انتقام سے لیتا۔

آپ کی پوری کھچ کا اسم گرامی سیدہ عائشہ تھا اور اسم محمد کنیت تھی۔ نہایت پارسا اور عابدہ خاتون تھیں۔ جیلان میں ہی وفات پائی رجب شریف میں بارش و برفی کا قحط سالی آجباتی تو لوگ آپ کی ہی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ ام الخیر امیرہ المحبہ بار فاطمہ بنت سید عبداللہ موسیٰ تھا۔ نہایت پارسا عبادت گزار اور زاہدہ تھیں۔ آپ کا شمار عارفانہ ربانی میں ہوتا تھا۔

آپ کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام نامی سید ابو احمد عبداللہ تھا۔ عمر میں آپ سے چھوٹے تھے۔ علم و تقویٰ کے اعتبار سے اور عین عنفوان شباب میں رحلت فرما گئے تھے۔

نام و نسب

آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ابو صالح موسیٰ جنگی دوست تھا۔ مشہور مؤرخ اور سیرت نگار رشید الدین القاسمی نے ابو صالح عبداللہ جنگی دوست لکھا ہے۔ المانی مستشرق بڑا گھانا نے علی بن موسیٰ بن جنگی دوست تحریر کیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں مولانا نے ابن جنگی دوست لکھا ہے اور آپ کو ایرانی النسل ظاہر کیا ہے۔

اسم گرامی عبدالقادر لقب محی الدین، کنیت ابو محمد اور لقب غوث اعظم ہے اور حسنی حسینی سید ہیں۔ انساب کا کتابوں میں والد بزرگوار کی طرف سے شجر و نسب اس طرح لکھا ہے: سیدنا عبد القادر جیلانی بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید ابی عبداللہ بن سید یحییٰ الزاہری بن سید محمد بن سعید واد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام بن سیدنا امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ -

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے:

ام الخیر امیرہ ماجدہ عائشہ بنت سید عبداللہ موسیٰ الزاہری بن سید ابو جلال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو اخط عبداللہ بن سید کمال الدین علیہ بن سید ابو علی الدین محمد بن ابو جلال بن سید علی الرضا بن سید موسیٰ کاظم بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام

زین العابدین بن سیدنا امیر المؤمنین امام حسین رضی اللہ عنہ کے ملازمین سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ لہ

ولادت

سیدنا عبدالقادر جیلانی کی ولادت پندرہ سال بعد از ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سلطانہ علیہ السلام ہوئی۔ یہ فلسفہ عجیب و غریب و کسب میں اس کے خوب میں گہان کے قریب واقع تھا۔ گیلان کا قصبہ ہزارائی ملک تھانہ سے طبرستان کے شہروں میں مشہور ہوتا تھا۔ جو وقت آپ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کی والدہ کی عمر نصف سال تھی۔ اور یہ بھی ایک گرامت ہے کیونکہ اہلک کے نزدیک اس امر میں اولاد کا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ مناقب مؤرخین میں لکھا ہے کہ ولادت کی رات آپ کے والد ماجد کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور دیکھا کہ آنحضرت اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں: اے ابوصالح! پروردگار عالم نے تجھے نیک بچہ فرمایا ہے جو میرے بچہ کی مانند ہے۔ وہ میرا بیٹا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا اور اولیاء اللہ میں اس کا مرتبہ بہت اعلیٰ و ارفع ہوگا۔

ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی اکرم کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کے دن سرزمین گیلان میں تمام لوگ ہی تولد ہوئے۔ روکی کوئی پیدا نہ ہوئی اور اس روز پیدا ہونے والے لوگوں کی تک اور گیارہ سو بتائی جاتی ہے جو سب کے سب علاج مرد ہوئے۔ آپ صرف رات کو ہی دودھ پیتے تھے اور لاہور فور سے غروب آفتاب تک دودھ کے نزدیک تک نہ جاتے تھے۔

حضرت ام المومنین فاطمہ فرماتی ہیں:

”نصف شب گزر چکی تھی اور میں نے نماز تہجد ادا کی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ زمین سے آسمان تک نورانی نور ہے کس لے کہا، فاطمہ! یہ وقت ایک آفتاب ولایت کی ولادت کا ہے۔ کچھ دیر کے بعد درمختوس ہوا اور عبدالقادر

پیدا ہوئے اور میں یہ دیکھ کر شہر رو گیا کہ نور مولود نے اپنا سر زمین پر سجود کے لئے رکھ دیا اور سبحان ربی لعلی کہی۔ اس وقت ہر طرف انوار کی بارشیں ہوتی تھیں اور روحانی برکات کا نزول تھا۔“

تمام گیلان میں رات مشہور ہو گئی تھی کہ سیدوں کے گھر میں ایک صاحبزادہ تولد ہو اسے چراغِ حق صوم میں دودھ نہیں پیتا۔ بلکہ ایامِ رخصت میں بھی دن کو دودھ نوش نہیں کرتا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ۲۹ رمضان کو قطع ابراہیم تھا۔ لوگ چاند زوکیہ کے آنگوشت کے لوگ آپ کی والدہ کے پاس آئے کہ کیا بچے نے دودھ پیا ہے یا نہیں تاکہ وہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کا اندازہ لگائیں

ابتدائی تعلیم و تربیت

جیسا کہ قبل از یہ بیان ہو چکا ہے کہ ولادت سے حضور اقدس بعد آپ کے والد بزرگوار اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے اس لئے آپ اپنے نانا سید عبداللہ صومہ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائے گئے اور ابتدائی تعلیم انہیں کے زیرِ اشراف حاصل کی اور فقارہ برس تک بلا وجہی میں ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا۔ اور ابتدائی تعلیم آپ نے اسی مکتب سے حاصل کی اور اٹھارہ برس تک بلا وجہی میں ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو گیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا، اور ابتدائی تعلیم حاصل کی اسی مکتب سے حاصل کی۔ اس مکتب میں آپ نے کن خوش نصیب اور بابرکت استاد سے تعلیم حاصل کی اس کے متعلق تاریخ کے اوراق خاموش ہیں۔ مگر حقیقت سے کہ دس برس کی عمر تک آپ نے ابتدائی تعلیم پُر کمال و سترس حاصل کر لی تھی۔ دورانِ تعلیم آپ کو ایک عجیب مشاہدہ ہوا۔ جب آپ مکتب میں جاتے تو اپنے پیچھے عجیب نورانی صورتوں کو چلتا دیکھتے اور جب آپ مدرسہ پہنچتے تو ان صورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ ”اللہ کے ولی کو جگہ دو۔“ اللہ کے ولی کو

آپ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا کب علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور مقامی مدرسہ میں زیر تعلیم تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اوراد و گزشتے دیکھتا تھا اور جب مدرسہ پہنچ جاتا تو وہ بار بار کہتے کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو اس سے میرے ولی میں احساس پیدا ہوا کہ پروردگار کا علم نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کر دیا ہے۔

اسی مدرسہ میں آپ زیر تعلیم تھے کہ آپ کے نانا سید عبداللہ صومی بھی اپنے خالق حقیقی سے جانے عالم فانی سے عالم جودانی کو سہار گئے جس سے تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ آنجناب کی والدہ ماجدہ پر آچرا جنہوں نے نہایت صبر و استقامت سے آپ کی سرپرستی قائم رکھی اور کبھی قسم کی کوتاہی یا کمی واقع نہ ہونے دی۔ غرض یک سو سال کی عمر تک قائم رہا۔

قرآن عید آپ نے اپنے وطن گیلان میں ہی حفظ کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ آپ سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

ورود بغداد

جب آپ اپنے وطن گیلان میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکے تو آپ نے تکمیل علم کے لئے بغداد شریف جانے کا قصد کیا اور والدہ ماجدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ کی والدہ کی عمر اسیڑ برس کے قریب تھی اور آپ ضعیف العمری کے عالم میں تھیں چونکہ آپ بڑے تھے اور آپ کے برادر سید ابوالاحمد عبداللہ خرد و سال تھے اور آپ اپنی والدہ کی امیدوں کا مرکز تھے۔ مگر آپ نے ان تمام امور کے باوجود بغداد جانے کی عثالی اور آپ کی والدہ نے بھی آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور کہا کہ تیرے والدہ بزرگوار کے ترکہ سے اتنی دینار میرے پاس ہیں۔ چالیس دینار تمہارے مصافی کے لئے رکھتی ہوں اور چالیس دینار زادہ راہ کے لئے تم سے لور گمراہ دیکھنا کہ پست نہیں پر دیں میں کیسے نامہ درمالت ہوں مگر

پچ کو کبھی بھی ائمہ سے نہ دینا۔ اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ چھٹکنا۔ اتنا کہ کر آپ کی والدہ نے چالیس دینار آپ کی بخل کے نیچے آپ کی گدڑی میں ہی دیتے اور آپ کے حق میں دعا مانے غری کی اور آپ ایک قافلہ کے ہمراہ جو بغداد جا رہا تھا روانہ ہوئے۔ بغداد کا شہر آپ کے انقبض سے چار سو میل سے زائد تھا اور یہ طویل راستہ بیابان صحرا اور پہاڑوں میں سے ہو کر جاتا تھا اور انتہائی خطرناک تھا۔ اس لئے لوگ قافلوں کی صورت میں سفر کرتے تھے ابھی آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے تر تک کے سنان کو ہستی علاقہ میں پہنچا تھا کہ سامنے قزاقوں کے ایک منصوبہ جتھے نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے آپ سے پوچھا کہ لڑکے تمہارے پاس کیا ہے۔ آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا مچالیں دینار۔ وہ مذاق جان کر آگے بڑھ گیا۔ پھر دوسرا قزاق اور پھر تیسرا قزاق بھی اسی طرح گزر گئے اور انہوں نے اپنے سردار سے یہ ماجرا بیان کیا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ ڈاکو بھاگے بھاگے آئے اور آپ کو پکڑ کر سردار کے پاس لے گئے۔ اس نے پوچھا۔ اسے لڑکے تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ چالیس دینار۔ سردار نے کہا۔ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ میری بخل کے نیچے گدڑی میں سے ہونے ہیں۔ چنانچہ حسینہ واقعی وہاں سے برآمد ہوئے۔ سردار نے کہا۔ اے لڑکے! تو نے رہزنیوں کے سامنے کیوں سچ بولا۔ جب میں وطن سے روانہ ہوا تھا تو میری ضعیف العمر والدہ نے مجھے سچ بولنے کی تلقین کی تھی۔ پھر میں جھوٹ کیوں بولوں۔ یہ الفاظ سردار کے دل میں اس طرح لگے جیسے طرح ترکش سے نکلا ہوا تیر، وہ آپ کے قدموں میں گر گئی۔ قرآنی کے پیشہ سے توبہ کی اور اس کے بعد اس کے تمام ساتھی بھی اس پیشہ سے تائب ہوئے۔

آپ رحمہ اللہ مطابق ۹۹۰ھ میں بغداد پہنچے، زادہ راہ خرچ ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ واپس اسلام کے اس سب سے بڑے شہر میں بنے اور قندگار داخل ہوئے۔ جو علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز تھا اور وہاں بہترین اور نامور اساتذہ اور ائمہ مہتمم تھے۔ چنانچہ آپ دن رات نہایت ذوق و شوق سے تحصیل علم میں مشغول ہو گئے بلکہ در سے کے اوقات سے بعد آپ دوسرے علم اور فضیلت سے بھی استفادہ کرنے لگے۔ آپ کی اساتذہ ہیں ابوالوفاء

تک بغیر کھانے پئے گزر جاتے تھے۔ ایوان کسریٰ میں بھی آپ ریاضت کرتے رہے۔

حضرت خضر سے ملاقات :

فرشتے ہیں۔ شروع میں جب میں نے وراق کی عزت میں پر قدم رکھا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرا ساتھ دیا۔ پھر کچھ عرصہ میں انہیں پوچھا جہاں سے آئے ہیں انہوں نے میرے ساتھ وہ دیکھا کہ میں بھی آپ کی محافت نہ کروں گا۔ پھر ایک دن جب وہ ہلے تھے۔ تو کہنے لگے کہ میرے آئے تک یہاں صبر سے رہنا، اور میں نے اس امر کا وعدہ کر لیا۔ وہ چلے گئے اور میں اپنے عہد کے مطابق ان کے انتظار میں ملوث اس حال میں تین سال تک قیام فرمایا۔ اسی اثنا میں وراق اور اس کی خواہشات مختلف اشکال میں مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کرتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی طرف راغب ہونے سے بچایا۔ بعض اوقات شبیا تک اور تارونی شکل کے شیاطین و جنات بھی میرے پاس آیا کرتے تھے۔ وہ مجھ سے زانیہ ہو کر گیا کرتے تھے۔ مگر پروردگار عالم نے ہمیشہ ان پر میرا غلبہ رکھا۔ فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک صبح کی نماز مشارکے وضو سے پڑھتا رہا۔ پندرہ سال تک مشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کرتا رہا۔ آپ فرماتے ہیں ان تین سالوں میں لوگوں کی گری مولیٰ چیزیں کھانا تھا۔

حملہ کرخ میں قیام

خود حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں کئی برس تک بغداد کے حملہ کرخ کے ویران اور غیر آباد مکانوں میں رہائش پذیر رہا۔ اس دوران میں کوندلوں کے سوا میں کچھ دکھانا تھا۔ ہر سال کے اوائل میں کوئی خدا کا فرستادہ مجھے صوف کا ایک ٹبہ لاویتا، اور میں اسے سین کر سارا سال ریاضت میں گزار دیتا۔ اس زمانہ میں اپنے نفس کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالتا رہا لوگ مجھے دوجاز کہتے اور میں کہہ دیتی کہ صبر کو نکل جاتا۔

برج عجی میں مجاہدات :

بغداد کے قریب ویرانے میں ایک قدیم برج تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس برج میں کامل گیا رہ میں تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے۔ اور میرے اس طویل قیام کی وجہ سے بغداد والے اسے برج عجی کہنے لگے۔ اس برج میں ہر وقت یاد الہی میں مصروف رہتا۔ اس برج میں میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک کوئی مجھے منہ میں نغمہ و نچر نہ کھائے گا میں تب تک کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا۔ جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائے گا پھر ایک وفد میں سے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور وہ میرے سامنے روٹی اور پانی رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرے نفس نے چاکر فوراً کھا لیا۔ مگر ضمیر نے آواز دی کہ ہمدرد توڑنا۔ اسی اثنا میں میرے شیخ ابو سعید مبارک غزالی کا اوجھڑ سے گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرے گھر باب الازج چلو۔ میں نے دل میں سوچا۔ میں یہاں سے نہ جاؤں گا کہ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام کا برج عجی میں نزول اجلال ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ اٹھو اور حضرت ابو سعید کے گھر جاؤ۔ چنانچہ میں اٹھ کر گھر ہوا اور شیخ کے گھر پہنچا۔ وہاں انہوں نے اپنے ہاتھ سے مجھے کھا لکھلایا اور پانی پلایا۔

ان آیات میں مجھ پر وہ جادہ کیفیت طاری ہوئی اور اکثر ہمیشہ نچر اور خراب وقت مقام پر شیاطین سے جنگ ہوتی جو مختلف اشکال میں ہیبت تک اور بولنگ صورت بنا کر صوف برصع میرے اشغال میں مغل ہوتے تھے۔ مجھ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے غم و استقلال۔ پامردی۔ ثابت قدمی اور اولوالعزمی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا، اور میں ان سے محفوظ رہا۔

بغداد شریف

قلعہ سے قلعہ تک کے زمانہ میں اگرچہ بغداد میں بڑے بڑے محدث اور معتبر ائمہ علامہ خلیل بغدادی، علامہ ابن جوزی اور حضرت امام طرزی اپنے اپنے علمی

کارناموں سے دنیا کو روشناس کر چکے تھے۔ مگر اس کے باوجود چونکہ یہ زمانہ سیاسی لحاظ سے نہایت پر آشوب تھا۔ اس لئے ان کی مساعی بھی اس ماحول کو مددگار نہیں۔

حضرت عیسیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ولادت سے تین سال قبل عباسی خلیفہ قائم ہوا۔ اس نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان ملک شاہ سلجوقی تھا جس کا نام وزیر خواجہ حسن نظام الدینک طوسی تھا، عرب میں مشہور فارسی شاعر بھی اس عہد سے تعلق رکھتا تھا۔ حالانکہ یہ زمانہ نامور علمائے بغداد اور شہرہ آفاق علما کی وجہ سے مسلمانوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ مگر حدیث نبوی قطعاً ثابت ہوئی اور امام کا اسلام تھا۔ اس زمانہ میں شیخ القاضی ابو علی ہمدانی مصنف رسالہ کشمیریہ نے وفات پائی اور حسن بن صباح عالمی خلیفہ المستظهر باللہ کے فرزند نزار کا داعی تھا۔ ان کا مقصد اہل سنت و جماعت سے استقلال اور باطنی حکومت کو شہر کرنا تھا۔

سن ۳۱۷ میں جبکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دس گیارہ سال کے تھے۔ اس نے قلعہ الموت پر قبضہ کر لیا، اور اگلے سال ہی اس کے ایک فدائی نے نظام الملک طوسی کو شہید کر دیا۔ بغداد میں کسی عالم کی مجال نہ تھی کہ وہ باطنی فرقہ کے خلاف ایک نفاذ بھی زبان سے نکالے جو ایسا کرتا وہ فوراً قتل کر دیا جاتا۔ بلکہ شیعہ زمین تو حجت الاسلام امام محمد علی بن ابی طالب و تدریس کا کام چھوڑ کر ملک شام کی طرف چلے گئے اور تصوف اختیار کر لیا۔

اسی سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے وطن الموت سے بغداد تشریف لائے، اور اس وقت جب کہ بڑے بڑے علماء فقہاء محدثین اور واعظین بغداد چھوڑ کر جا رہے تھے آپ اس شہر میں تشریف لائے۔

سن ۳۱۷ میں جب صلیبی افواج نے بیت المقدس فتح کر لیا تو شام و فلسطین سے مسلمان مہاجرین ہزاروں کا تعداد میں بغداد میں آ گئے۔ اور اہل بغداد کو ان لوگوں کو سنبھالنا پڑا۔ سن ۳۱۷ میں منتر شہد باللہ عباسی نے عماد الدین زنگی کو حاکم بصرہ مقرر کیا۔ جس نے نور الدین زنگی کے تعاون سے صلیبی جنگیں لڑیں اور ان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ مین اس زمانہ میں جب کہ ابوبکر خاندان شام و فلسطین میں عیسائی افواج سے برسہا برس پکارت تھے۔ حسن بن صباح کے ایک فدائی نے خلیفہ مستظهر کو بغداد میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد راشد باللہ خلیفہ ہوا۔

آخری خلیفہ بغداد مستظهر باللہ جو سن ۳۱۷ میں خلافت پر بیٹھا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا معتقد تھا۔ اس نے اپنی عظمت اور وقار حاصل کرنے کے لئے آپ کا دامن پکڑا، بلکہ امور ملکی میں مشورہ بھی لیا کرتا تھا۔

یہ زمانہ ان کے عباسی خلیفہ پر امتیاز حاصل کر لیا تھا کہ وہ برسہا برس عیسائی مسلک کی ترویج کرتے تھے۔ بلکہ بغداد میں ان کے شاگردوں نے حکم دیا تھا کہ بغداد کے کسی محلہ میں کوئی دماغ عیسائی پر کرام یا خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب علی الاعلان بیان نہ کرے اور اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کر کے سزا دی جائے گی۔

ان تمام چیزوں پر مستزاد یہ کہ خلق قرآن اور اعتزال و اہل بیت کی تحریکیں مسلمانوں کے لئے خطرہ الیاف بنی ہوئی تھیں۔ نام نہاد صوفی اور علمائے سنیوں پر ڈاک ڈال رہے تھے مرکز اسلام بغداد فتنی و فحش و بدکاری اور منافقت کا اڈا بن جوا تھا۔

درس واقعات

جب آپ علوم ظاہری و باطنی اور مجاہدات و ریاضات سے فارغ ہوئے تو آپ مسند ارشاد اسلام پر متمکن ہوئے۔ چنانچہ پہلا وعظ آپ نے سن ۳۱۷ سے شروع کیا وہ اس طرح کہ ۱۶ شوال ۳۱۷ء مطابق سن ۳۱۷ء سر شنب کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا: اے عبدالقادر! تم لوگوں کو فسق و فجور اور کراہت سے بچانے کے لئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی ہوں اور شاید عرب فصحاء میرے کلام پر زور دیں۔ حضور نے فرمایا: اپنا منہ کھولو! جب آپ نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی تو ستر روئین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب و تین سات بار آپ کے منہ میں ڈالا۔ اور حکم کیا کہ جاؤ، مسلمان قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو پروردگار عالم کے راستے پر بلاؤ تاکہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے احکام پر چل سکیں۔

پہلا وعظ

خواب سے بیداری کے بعد آپ نے نماز ظہر ادا کی اور منبر پر بیٹھ کر وعظ فرمایا

لگے۔ بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ یکایک آپ کچھ بھیجے کہ اسی وقت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے ساتھ موجود پایا۔ جو فرما رہے تھے کہ وعظ کیوں شروع نہیں کرتے مرفض کی! اباجان! میں گھبرا گیا ہوں۔ شیر خدا نے فرمایا: اپنا منہ کھولا۔ اپنا بچہ جب آپ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں چھ بار ڈالا۔ آپ نے مرفض کی۔ یہ حضرت! آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے سات مرتبہ کیوں شرف نہیں فرمایا! شیر خدا نے فرمایا کہ نبی اکرم کا پاس ادب ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضاعی ہو گئے اور اس طرح آپ نے وعظ کا آغاز کر دیا اور متواتر مسلسل اس طریقے سے کہ بڑے بڑے فصحاء اور بیخ علماء کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ آپ کی آواز قدرے گونگ دار تھی اور وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے، کیونکہ الہامات الہی کی بے پناہ آمد اور مبر باد تھی۔ عوام امت کی کے علاوہ اس دور کے نامور مشائخ مجلس و موعظ میں بالتمام شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات وعظ میں تیزی اور تندگی بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے۔ جب تک اسے دوسرے دگڑا نہ جاسے گا یہ دودھ نہ ہوگا۔

درسہ مخزومیؒ

سب سے پہلے آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ اپنے روحانی پروردگار حضرت ابوسعید مبارکؓ مخزومیؒ کی خانقاہ میں واقع مسجد میں کیا۔ آپ کے معجز بیان کلام کی شہرت تمام ہندو میں پھیل گئی اور ہزار ہا لوگ نماز جمعہ میں حاضر ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے مدرسہ کی جگہ متخل نہ ہو سکی چنانچہ ۳۳ برس میں آپ نے باروگرہ کے تمام مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے اور اس طرح ایک وسیع و عریض عمارت بن گئی۔ گریہاں میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ اس لئے شہر سے باہر عرب گاہ کے وسیع میدان میں اس کا انتظام کیا گیا۔ حاضرین مجلس کی تعداد مہسا اوقات لاکھ سے زائد ہو جاتی تھی۔ لوگ دور دراز مقامات سے گھروں، پھروں، گھوڑوں اور اونٹوں پر آیا کرتے تھے اور صبح سے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو جاتی تھی۔ تاکہ ان کو اگلی صفوں میں جگہ ملے، اور وہ آپ کے کلام معجز بیان سے کا حق مستفید ہو سکیں۔

آپ کے خطبات اور مواظظ حسنہ کو گھسنے کے لئے ہر مجلس میں چار سو دوا تین استعمال ہو کر تھیں۔ پہلے دو قاری نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کی کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے۔ جمعہ المبارک۔ سرشتہ کی شام کو اور ہر یک شنبہ کی صبح کو۔ آپ کا وعظ حکمت و دانش کا ایک نیا عالم بنا دیتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگوں پر حسب کی کیفیت طاری رہتا تھی۔ مجلس میں اکابر و مشائخ عراقی علماء کرام، اور مفتیان عظام کے علاوہ لاکھ چہات اور رجال غیب بھی بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔ دو تین شخص آپ کی مجلس میں مرجایا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ مجلس میں لوگوں کے بڑوں پر کئی قدم برآمد ہوتے اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف واپس آتے۔ بعض لوگ چوٹیں میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے اور کئی بے ہوش ہو جاتے تھے۔

۱۔ یہ سلسلہ ۱۱۷۰ھ سے ۱۱۷۱ھ تک اپنی مکمل پامیں پس جاری رہا۔ جب آپ شہر تہ شریف رکھتے تو آپ کی سیبیت کی وجہ سے کوئی شخص نہ کھانستا۔ نہ ناک دھات کرتا۔ نہ ایک دوسرے کی طرک دیکھتا، نہ لعاب دہن بھیجتا اور نہ ہی ایک کراپ کی وعظ کے درمیان کہیں جاتا۔ بلکہ مکمل طور پر مہتر گوش رہتا۔ پھر آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے خواہ دور بیٹھے ہوں یا نزدیک آپ کی آواز کیساں سنتے تھے۔ شیخ ابوسعید صدیقی المتوفی ۱۱۷۱ھ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کئی دفعہ آپ کی مجلس میں دیکھا ہے۔ عورتوں کو آپ کی حضرت عورت اعظم کا کتنا بڑا اعزاز ہے۔

آپ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں ہزاروں یہود و نصاریٰ حاضر نہ ہوں اور ان میں سے کوئی دگونی اسلام میں داخل نہ ہو۔ آپ کے متنازعہ شاگرد شیخ عبد اللہ حبائی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مواظظ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا تھے انہوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور ہزار ہا یہودی و نصرانی اسلام سے سب قرار ہوئے۔

ایک مجلس میں حضرت پیران پیر نے اثنائے وعظ میں فرمایا: کہ میرا قدم ہرول کی گردن پر ہے۔ یہ سنا شیخ علی بن ابی نصیر اہلبتی آئے اور منبر پر چڑھ کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضرت کے راجن کے نیچے ہو گئے اور اس کی اقتدا میں تمام حاضرین نے اپنی اپنی گردنیں کے

بڑھائیں۔ نکھائے کر دوسرے زمین کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے مختلف مقامات میں آپ کے ارشاد کے مطابق اپنی اپنی گزشتہ جگہوں میں

ازواج و اولاد :

ازواج :

سیدنا محبوب جانی نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں جن کی تفصیل کسی تذکرہ میں نہیں ملتی اور وہ بھی ان کے اساتذہ گرامی کی تصریح کی گئی ہے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عائلی زندگی کا آغاز چھپاس سال کی عمر کے بعد کیا ہے۔ جب کہ آپ مجاہدات و ریاضات کی منزل سے گزر چکے تھے۔ یہ ازواج بھی آپ کے فیوض و برکات سے مکمل طور پر فیضیاب تھیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبد الجبار سے روایت ہے کہ میری والدہ کسی مذہب کو گھڑی میں داخل ہوئیں تو وہاں شیخ کی طرح روشنی ہو جاتی۔ یہ سب کی سب اخلاق حسنہ کی سیکر تھیں اور ان کو ریاضت و عبادت سے کمال ملتا تھا۔ ان ازواج سے آپ کے ہاں ہمیں دو لڑکے اور انتیس لڑکیاں پیدا ہوئیں جو سب کے سب "ابن خازنہ ہر کتاب است" کے مصداق تھے۔

ایک کتاب میں آپ کی ازواج کے اساتذہ گرامی اس طرح دیئے گئے ہیں :

(۱) سیدہ بی بی مدینہ بنت سید میر محمد

(۲) سیدہ بی بی صدقہ بنت سید محمد شفیع

(۳) سیدہ بی بی مومنہ

(۴) سیدہ بی بی محبوبہ

اولاد :

آپ کے صاحبزادوں میں سے دو حق فی حق کے حالات بزرگوار درج کئے جاتے ہیں :

۱۔ شیخ سیف الدین عبد الوہاب : آپ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر شیخ بخارا اور عجم کے دور دراز مقامات

سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ بیس سال کی عمر میں فارغ ہوئے۔ پھر اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی درس ہیں درس دینا شروع کیا۔ حضور کے وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا کام آپ نے سنبھال لیا اور مدرسہ کے متولی بنے۔ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں وفات پائی۔ مزار بقعہ ادرشریف میں ہے۔ نہایت خوش گفتار اور سخی تھے۔ سال کو کبھی گھر سے غائب نہ جانے دیتے تھے۔ مسلک مشنئی نفا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد منہ خلافت پر متمکن رہے۔

۲۔ شیخ تاج الدین عبد الرزاق : ولادت ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۳۰ء میں ہوئی۔ زبردست فقیہ اور محدث ہونے کی وجہ سے تاج الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ فقہ کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی اور حدیث کی تعلیم حضور کے علاوہ دیگر نامور محدثین سے حاصل کی۔ وفات ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔ مزار پر انوار بغداد شریف میں ہے۔ نہایت پاکیزہ اخلاق۔ منکسر المزاج اور متواضع بزرگ تھے۔ مدرسہ میں طالب علموں پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ شیخ شرف الدین عیسیٰ : والد ماجد سے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

نہایت بلند پایہ و اعلا اور مفتی تھے۔ کافی عرصہ مدرسہ میں درس دیا۔ پھر پاکستان آئے اور آخر عمر میں مصر چلے گئے۔ طائفہ انوار اور جوار الاسرار آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں مصر میں وفات پائی۔ فصاحت و بلاغت۔ شعر گوئی اور ادبی مذاق کے باعث ایک منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ نیز اعلیٰ درجے کے انشا پرداز تھے۔

۴۔ شیخ ابوالحسن ابراہیم : علوم ہی ہری کے ابتدائی مراحل اپنے والد بزرگوار کی زیر نگرانی طے کئے۔ کثرت سے عبادت کرتے تھے۔ اسی لئے خلوت پسند وقتے تھے۔ بغداد مصر و کراچی جاکر تعلیم ہو گئے۔ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں وفات پائی۔ تنہائی میں گریہ و زاری کیا کرتے تھے۔ نہایت مسکین و یتیم پر مہربان تھے۔

۵۔ شیخ ابو بکر عبد العزیز

ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں ہوئی۔ فقہ وحدیث کی تعلیم حضرت عزت معظم کے علاوہ ابو منصور و سید عمر بن محمد القزازی سے حاصل کی۔ کافی عرصہ تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مسئلہ میں بیان پے غصے اور دین و فرائض پائی۔ کئی تذکروں میں ہے کہ بخاری عمر میں بخارا کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور باقی ہائے زندگی وہاں ہی گزاری۔

۶۔ شیخ ابو زکریا یحییٰ

ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں بغداد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سیدنا الخواص معظم اور شیخ محمد عبد الباقی سے حاصل کی۔ اوان عمر میں ہی مسر جھٹ گئے اور کربلا پہنچا بغداد آ گئے۔ اپنے سب بھائیوں سے پھوٹے فقہ بہترین عادات کے مالک اور فرشتہ خلعت انسان تھے۔ درس و تدریس اور یقین و ارشاد میں ساری عمر زبردستی۔

۷۔ شیخ عبد المجبار۔ فقہ کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ درجہ کے نوشت نویس تھے انبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے مثال تھے۔ آپ کی ولادہ ماجدہ ایک مینار نور میں جن کی صحبت نے آپ کو بہت فائدہ پہنچایا۔ مسئلہ میں بغداد شریف میں وفات پائی اور والد بزرگوار کے ماضی میں مدون ہوئے۔ مجاہدات و ریاضات میں مشغور زمانہ تھے، نیز مشرق کے کئی سے پابند تھے۔

۸۔ شیخ ابو نسر موسیٰ

آپ کی ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں ہوئی۔ فقہ وحدیث کی تعلیم حضرت شاو جیلان سے حاصل کی۔ پیر بناد سے مشق چلے گئے۔ جلی مسلک پر سختی سے قائم تھے۔ مسئلہ مطابق ۱۲۵۵ء میں دمشق میں اپنے سب بھائیوں سے آخر میں وفات پائی اور جیل تاسیران میں مدون ہوئے۔ ساری عمر شد و ہدایت میں مصروف رہے۔

۹۔ شیخ ابو الفضل محمد

فقہ کی تعلیم والد گرامی قدر سے حاصل کی اور حدیث نامور شایخ سے پڑھی۔ درس و تدریس اور حفظ و نصیحت میں عمر کا بیشتر حصہ صرف کیا۔ مسئلہ مطابق ۱۲۵۵ء میں وفات پائی اور بغداد کے مقبرہ ملیہ میں مدفون ہوئے۔

۱۰۔ شیخ عبد اللہ

ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں ہوئی اور وفات ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ء میں مقام بغداد ہوئی۔

پوتے :

۱۔ شیخ عبد السلام بن سید عبد الوہاب : آپ اپنے ولدا اور والد ماجد دونوں سے منیاب تھے۔ مدون ابن داوید و تدریس اور افتاء کا کام سر انجام دیتے تھے۔ ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں اور وفات ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ء میں ہوئی۔

۲۔ شیخ محمد بن شیخ ابو بکر عبد العزیز :

نہایت جید عالم تھے۔ مزار ابی ابراہیم آپ سے روحانی برکات حاصل کیں۔

۳۔ سید سلیمان بن سید عبد العزیز :

زبردست محدث تھے اور کئی سال تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء اور وفات ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ء رہے۔ آپ تطلب زائل تھے۔

۴۔ سید عبد الرحیم بن سید تاج الدین عبد الرزاق :

وفات ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ء میں پائی اور امام محمد بن حنفیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ بہت زبردست عالم تھے۔ ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء ہے۔

۵۔ سید ابو الحسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبد الرزاق :

فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور حدیث اپنے والد اور چچا سید عبد الوہاب سے حاصل کی۔ بغداد میں ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ء میں تفریق کے بھائیوں شہید ہوئے۔

۴۔ سید اسماعیل بن سید تاج الدین عبدالرزاقؒ

فقہ اور حدیث میں کمال حاصل تھا۔ زہد و تقویٰ اور فقر و فقرت میں مشہور زمانہ تھے۔ مقبرہ امام احمد بن حنبل میں دفن ہوئے۔

۵۔ سید محمد بن عبد العزیزؒ

علم حدیث و فقہ کے نامور شایخ سے حاصل کیا۔

۶۔ سید محمد الدین ابو صالح تصوف سید تاج الدین عبدالرزاقؒ

ولادت ۳۹۰ھ میں ہوئی۔ خلیفہ ظہیر الدین نے آپ کو بغداد کا قاضی القضاۃ مقرر کیا تھا۔ اور اس کے زمانہ خلافت میں اس عہد پر مامور رہے۔ لیکن جب خلیفہ مستنصر باللہ کا زمانہ خلافت آیا تو اس نے آپ کو اس عہد سے معزول کر دیا۔ زبردست محدث۔ فقیہ اور بے مثال داعی و خطیب تھے۔

نواسے :

۱۔ شیخ عقیق الدین مبارکؒ :

سب نواسوں سے زیادہ آپ نے شہرت حاصل کی۔ انہوں نے ہی حضور کے مواعظ حسنہ کو المفتح السبانی کی صورت میں مرتب کیا۔ اس کتاب میں تریسٹھ خطبات ہیں۔

اخلاق عالیہ :

آپ کے اخلاق حسنہ اور فضائل حمیدہ کی تعریف و توصیف میں کل اولیاء اللہ کے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ میرت و کردار کے لحاظ سے کوئی ولی اللہ آپ کا ہم پیر نہ تھا۔ قدرت نے آپ کو ایسے اعلیٰ اخلاق و اعمال سے منصف فرمایا تھا کہ آپ کے معاصرین آپ کو خلیفہ کے بغیر کھتے نہ تھے۔ اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی آپ کے حسن سلوک کے گردیدہ تھے۔ آپ اسلامی اخلاق اور انسانی اوصاف کے پیکر تھے۔ شیخ سراوہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں آپ سے بڑھ کر کوئی کریم بنفس مرتبہ القلب، فراخ دل اور خوش خلق نہیں دیکھا۔ آپ اپنی عظمت اور علم و تربیت کے باوجود

ہر چھوٹے بڑے کا لحاظ رکھتے۔ السلام علیکم کہنے میں ہمیشہ سبقت فرماتے۔ کھڑوں اور کھینچوں کے ساتھ تواضع و انکساری کے ساتھ پیش آتے۔ لیکن اگر کوئی حاکم یا بادشاہ آجاتا تو آپ مطلقاً تعظیم نہ فرماتے، اور نہ ہی ساری عمر کسی بادشاہ، وزیر یا امیر کے دروازے پر گھٹنے نہ نہ عطیات قبول کئے۔ مفلوک الحال لوگوں کے ساتھ مروت سے پیش آتے۔

ایک دفعہ آپ بغداد سے مکہ معظمہ کی طرف بغرض حج روانہ ہوئے تو بغداد سے باہر موضع عکر میں قیام فرمایا۔ قصبہ کے اکابر اور رؤسا حاضر خدمت آئے کہ ہمارے گھر میں قیام فرماؤں۔ غریب نے خادمین کو حکم دیا کہ اسے گھر کا پتہ دکھایا جائے۔ ہونا داری اور بے کسی و گناہی میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔ تاکہ میں وہاں اقامت کر میں جو جاؤں۔ کافی جستجو کے بعد ایک گھر کا پتہ ملا۔ جس میں ایک بوڑھا، ایک بڑھیا اور ایک ان کی بیٹی رہتی تھی۔ حضور نے وہاں قیام فرمایا۔ چنانچہ نذر و نیاز اور قسم نقدی، اجناس اور حیوانات کے بوجے شمار پڑے۔ اور نذر نے پیش خدمت ہوئے، سب آپ نے اس بوڑھے کو عطا فرمائے۔ اس طرح خدائے ایزد متعال نے آپ کے قدوم سعید کی برکت سے اس گھر کو دولت و ثروت سے مالا مال کر دیا۔

عادت شریفہ تھی کہ خود بازار جا کر گھر کا سودا سلف خریدتے۔ گھر میں بیوی ہوتی تو خود ہی انا پس بیٹے اور انا گوندہ کر دینی ٹمک پکا بیٹے۔ بچوں کو کھلانے اور کنوین سے پانی کا گھڑا بھر کے اپنے دوش مبارک پر رکھ کر لے آتے۔ اگر سفر میں ہوتے تو خود ہی کھانا پکانے کا اہتمام کرتے اور رفت و ریں تقسیم فرماتے۔ خدام عرض کرتے کہ یہ کام آپ کے شاہین مشاں نہیں ہے مگر حضور نے اسے اور خود ہی تمام کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے۔

سچائی اور حق گوئی کا دامن کبھی نہ چھوڑا۔ خواہ کتنے ہی خطرات کیوں نہ درپیش ہوں۔ اگر کچھ کہنے سے بھی کبھی نہ چوکتے تھے۔ بلکہ حاکموں کے سامنے بھی حق بات ہی کہتے تھے۔ اور کسی کی تادیب بھی کو خیر میں نہ لاتے تھے بلکہ مصلحت یا خوف کو پس ٹمک نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ آپ معروف کا حکم دیتے اور شکر سے روکتے تھے۔ آپ کے اعلائے کلمۃ الحق نے سادہ لوگوں اور امرا کے محلات میں زلزلہ و آل دیا تھا۔

حضرت عزت العظم محمد امینؐ و سخاوت تھے۔ دریا دلی کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا۔

سب فریبوں اور بہت مندوں میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ کا حکم تھا کہ رات کو وسیع دسترخوان بچھے اور خود مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ اپنی مزدورت پر ہمیشہ دوسروں کی مزدورت کو ترجیح دیتے تھے۔ سائل کا سوال کہیں وہ نہیں کرتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے آپ نے یہ معمول بنایا تھا کہ روزانہ لباس تبدیل فرماتے اور رجب کو نیا جو تاج تبدیل فرماتے۔ لباس اور جو تاج عزا میں خیرات کر دیتے۔

عفو و کرم کے پیکر تھے۔ کسی پر ظلم بر داشت نہ فرماتے اور فوراً مظلوم کی امداد پر کمر بستہ ہو جانے کو خود اپنے معاملہ میں کبھی بھی قہر نہ لیتا۔ لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے۔ نہایت رفیق القلب تھے۔ کلام پاک کی تلاوت کرتے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک فرماتے وقت آپ کی آنکھوں میں بے اختیار آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا۔ توکل اور استغنا کا یہ عالم تھا کہ اپنے اہل و عیال اور عزیزوں کے متعلق کبھی زیادہ غمت سے رجوع نہ فرماتے تھے اور محبت و شفقت کو حد سے آگے بڑھنے نہیں دیتے تھے۔ غریب پر کسی امیر کو ترجیح نہ دیتے تھے اور خلافت شرع کام کرنے والوں سے بڑا ہی فرمایا کرتے تھے اور شریعت کے معاملہ میں کبھی نرمی نہیں برتتے تھے۔

تصنیفات

مجاہدات و ریاضات کے بعد جب آپ نے مسند ارشاد بغداد شریف میں بچپائی تو آپ نے مولانا غلام حسن کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ شروع کر دیا جو زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ متعدد تالیفات آپ کی یادگار ہیں۔ اس سے درج ذیل بہت مشہور و معروف ہیں:

۱۔

۱۔ غنیۃ الطالبین :

سیدنا غوث اعظم کی یہ عظیم الشان کتاب نہایت مشہور اور منہج ہے۔ اس میں شریعت اور طریقت کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف فرقوں کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں ان کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے اور اہل سنت و الجماعت کو صحیح العقیدہ فرقہ

تعلیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اسلامی اخلاق و آداب، اذکار و اشغال اور ارباب و اعمال، مجاہدات و ریاضات، غرضیکہ تمام دنیوی و دنیوی ضروریات کا کوئی ایسا موضوع باقی نہیں چھوڑا گیا جس کا اس میں مکمل توازن اور تجزیہ نہ کیا گیا ہو۔

اس کتاب کے فارسی میں بھی کئی تراجم ہوئے جن میں علامہ عبدالحکیم قادری سیالکوٹی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے اردو میں بھی بے شمار تراجم ہو چکے ہیں۔ شریعت، الامنیہ اور کھاسبہ کے علاوہ سیالکوٹی نے قطب دوزان حضرت شاہ بلاول قادری لاہوری کے ارشاد کی تفصیل میں اور حضرت پیران پیر کی روحانی اجازت سے اس کتاب کا ترجمہ کیا، اور شہنشاہ جہانگیر و شاہ جہان کے درباروں میں اسی ترجمہ کی وجہ سے بہت عزت ناموری پائی۔

بعض لوگ اس کتاب کو حضرت غوث اعظم کی تصنیف ٹھننے میں تامل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی مباحثات میں نمایاں فرق موجود ہے۔ مزید برآں ایک شخص ابوحنیفہ کے متعلق جو فرقہ مرجع سے تعلق رکھتا تھا، ذکر کیا گیا ہے۔ اہل سنت و الجماعت، وائے سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق ہے۔ جو کہ نئی تحقیق کے مطابق بالکل غلط ہے۔ اصل میں یہ شخص ابوحنیفہ جو فرقہ مرجع سے تعلق رکھتا تھا، بے نام و نشان ہو چکا ہے۔ اسی لئے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ کہ حضرت سیدنا غوث اعظم امام ابوحنیفہ کی مخالفت فرماتے تھے۔ یہ تو درست ہے کہ آپ امام احمد بن حنبل کے مسلک کے مطابق فتوے دیا کرتے تھے، لیکن حضرت امام اعظم کو بھی بہت اچھا سمجھتے تھے۔ آپ کے مشرف اصحاب میں سے ایک شیخ بازا فرماتے ہیں :

”بشارت ابو کسانے را کہ پیر ایشان عبد القادر و امام ایشان ابوحنیفہ و تنبیہ پر

ایشان محمد رسول اللہ است۔“

۲۔ فتوح الغیب

یہ علم تصوف اور معرفت میں بڑے معرکہ کی کتاب ہے۔ اس کے مضامین معارف و فرائی اور اسرار و طریقت سے معمور ہیں۔ یہ کتاب کئی مقالات پر مشتمل ہے۔ ہر مقالہ معرفت اور حقیقت

کاؤنٹر دار ہے۔ اس کتاب میں ان حضوروں کے اٹھتر وعظ ہیں جو آپ نے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے تھے۔ ان مقالات کا مطالعہ ایمان میں حرارت پیدا کرتا ہے اور صحیح اعمال و عقائد کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ کتاب دراصل حضرت غوث اعظم نے اپنے صاحبزادے سید محمد عیسیٰ کی تعلیم کے لئے تصنیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں تجزیہ و ترک فساد و بگاڑ اور نفس و دہل کے مراض اور ان کا علاج بخوبی کی گئی ہے۔

عربی سے اس کتاب کے بے شمار تراجم فارسی میں ہوئے۔ جن میں سید عبدالحق قادری محدث دہلوی کا ترجمہ بہت مشہور ہے۔ اردو تراجم میں مولانا ابوالحسن سیالکوٹیؒ، نواب صدیقی حسن خان بھونالی اور مولانا محمد قائم کاکردی کے تراجم بہت مشہور ہیں۔ یورپ کے مشہور مصنف مستشرق پروفیسر وگرومخت نے ان تراجم کو نہایت پختہ شکر لکھا ہے۔ مولانا کاکردی خود مختار تھے۔ پروفیسر وگرومخت نے ان تراجم کو نہایت پختہ شکر لکھا ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق نے جمع کئے تھے۔

۳ فتح ربانی

کتاب کا مکمل نام فتح ربانی و فیض الرحمانی ہے۔ یہ حضرت غوث اعظم کے تیسرے خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ کے نواسے شیخ مصطفیٰ الدین مبارک نے ترتیب دیئے۔ مرتب نے نہایت کاوش سے اصلی کلمات و الفاظ کو اسی حسن و خوبی سے تحریر کیا ہے کہ پڑھ کر دل بہت متاثر ہوتا ہے اور ضرور کیف حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے دو سال کے مواعظ حد و ارشادات و اقوال پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں مسئلہ اور مسئلہ کے مواعظ اکٹھے کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے بھی فارسی میں بے شمار تراجم ہوئے اور اردو میں بھی ان کی کمی نہیں ہے۔ مصر میں بھی اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ جن میں شیخ رشید رضا مصری کا ترجمہ بہت معروف ہے۔ پروفیسر ڈیوڈ براؤن فری یونیورسٹی برلن نے بھی اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس کا سیدھا سا دھانڈا زبان سامعین پر بڑا گہرا اثر چھوڑتا تھا۔

۴ مکتوبات قطب مہدائی

یہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی فارسی مکتوبات کا ترجمہ ہے۔ جو حضور نے مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو تحریر فرمائے۔ ان میں بھی معرفت و طریقت کے اسرار و رموز اس لطیف طریقے سے سمجھائے گئے ہیں کہ انسان بے اختیار جو آپ کی فراست کی داد دیتا ہے۔

۵ دیوان پیران پسر

یہ دیوان فارسی میں ہے اور عشق و معرفت کا دفتر ہے۔ ایک ایک شعر وجد آور اور کیف انگیز ہے۔ کہتے ہیں کہ فی الحقیقت یہ دیوان سیدنا غوث اعظم کی تالیف نہیں ہے بلکہ شیخ الدین ہروی کی تصنیف ہے اور غلط طور پر آپ سے منسوب کیا گیا ہے۔ آپ کی ایک فارسی رباعی بہت مشہور ہے جو آپ نے سلطان سبج کو اس وقت لکھی تھی۔ جب اس نے مال و دولت کا لالچ دے کر ملک یروز میں بلایا تھا۔

۶ قصیدہ غوثیہ

چودہ قصائد آپ کی یادگار ہیں۔ جن میں قصیدہ غوثیہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ قصائد فصاحت و بلاغت کی کان ہیں۔ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث پاکؒ نے اپنے متعلق لکھا۔ اس کے قیس اشعار عربی زبان میں ہیں جو کہ عذہ کی حالت میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ اس کی بے شمار فارسی اور اردو و شریں بھی گئی ہیں۔

دیگر تصانیف :

ان تصانیف کے علاوہ چہل کات۔ حبلہ انعام فی الہی و العبادہ۔ یاقوت و الحکم۔ الیسوع شریف۔ و رد و کبریت۔ احمر علی آپ کی گراں پایہ تصانیف میں شامل ہیں۔ چہل کات ایک قطع کی صورت میں تین اشعار ہیں۔

وفات

وفات آنجناب کی جمادی الاول ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں بغداد و شریفین میں ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

منقبہ

آپ کا مقبرہ بہت زود شریفین میں ہے اور کل دنیا کے مقابر اولیاء میں ایک ممتاز اور ارفع مقام رکھتا ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد حجاز سی کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی قادری

حضور غوث پاک کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ پیدائش ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں ہمدان شہر میں ہوئی تھیں۔ پانچ سال کی عمر میں تمام دینی علوم میں یکیت ہو گئے۔

علوم نبوی بری و باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ تمام علوم میں خاصی دسترس حاصل تھی۔ حضرت غوث الغمین کے وصال کے بعد ہمدان و شریفین میں آپ ہی کے فہم تھی۔ بے شمار عفت خدا آپ کے فضل و کمال سے استفادہ کرتی تھی۔ ایک دن آپ دعا فرمائی تھی اور شیخ علی ہجوٹی آپ کے برابر بیٹھ گئے۔ ان کو فہم آگئی۔ شیخ نے اہل مجلس سے کہا کہ خاموش رہو اور غور و فکر سے آواز نہ اٹھاؤ اور شیخ علی ہجوٹی کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے جب شیخ خواب گئے تو آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خواب میں دیکھا تو آپ نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔ شیخ علی نے فرمایا کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کا حکم دیا تھا۔

آپ تحصیل علوم و فنون کے لئے بہت سے بڑے بڑے اسلامی مراکز میں تشریف لے

گئے۔ سینکڑوں علماء نے عصر و فضا میں زمانہ کے سب فیض فرمایا۔ وعظ میں غراقت و اظہار کی چاشنی بھی ہوا کرتی تھی۔ کلام بے حد شیریں تھا۔ نہایت پاکیزہ اخلاق اور عمدہ عادات و اطوار کے مالک تھے۔

خوش گفتار اور سخیل بھی تھے۔ سخاوت میں حاتم ثانی تھے۔ کسی سائل کو اپنے دروازے سے غالی نہ جانے دیتے تھے۔ عزبا اور مساکین آپ کی ادا سے چلتے تھے۔ فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔ مدرسہ کے متولی بھی تھے۔ اپنے عہد کے بیگانہ روزگار و فاضل تصدیق کے جہات تھے۔

سفینۃ الاولیاء کے مطابق وفات ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں ہمدان شہر میں ہوئی۔ بغداد و شریفین میں ہوئی اور اپنے والد محترم کے جوار میں دفن ہوئے۔ بعض کتب کے مطابق آپ کی وفات ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں بغداد و شریفین میں ہوئی۔

اولاد میں شیخ ابو منصور عبد السلام اور شیخ ابو الفتح سیوان بہت معروف ہوئے ہیں۔

سید صفی الدین گیلانی قادری الشہر سید صفی قادری

آپ سید سیف الدین عبدالوہاب قادری کے فرزند اچھے تھے۔

مراکز اقدس بغداد و شریفین میں ہے۔ وصال ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں ہوا۔

سید ابوالعباس احمد گیلانی قادری

آپ سید صفی الدین المعروف سید صفی قادری کے فرزند اچھے تھے۔

بغداد سے حلب میں آنا۔

ہلاکو خاں کے عہد بغداد کے بعد آپ ترک وطن کر کے حلب (شام) میں مقیم ہوئے۔ شہر روم پہنچے۔ پھر ولایت شام میں حلب کے مقام پر آئے۔ اس وار و گیر کے زمانہ میں آپ کیساتھ آپ کے بھائی سید سید احمد بھی بغداد و حمص و روم آگئے تھے اور جب امن ہوا تو ہر سب لوگ حلب چلے گئے۔

وفات ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء میں ہوئی۔ مزار پر الوار حطب میں ہے۔

سید مسعود گیلانی حلبي قادري

آپ کو سید مسعود نازی بھی کہا جاتا ہے اور حضرت ابو الجہانس المدنی کے صاحبزادے تھے۔ مزار اقل حطب میں ہے اور وصال ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں ہوا۔

سید ابوالحسن علی گیلانی حلبي قادري

آپ سید مسعود نازی گیلانی قادری کے فرزند رشید تھے۔

وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں بمقام حطب ہوئی اور وہاں ہی بزرگان کے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

سید شاہ میر گیلانی حلبي قادري

آپ سید علی گیلانی قادری حلبي کے فرزند اجنبند تھے۔

وفات ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء بمقام حطب ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

شاہ شمس الدین قادري گیلانی

آپ حضرت شاہ میر گیلانی قادری کے فرزند اجنبند تھے۔

آپ کے صاحبزادے سید مخدوم محمد گیلانی نے آپ کی حیات میں بلادِ محرم و عرب کی بہت سی وسعت کی۔ ہندوستان، پاکستان، سندھ، خراسان، ترکستان، ایران اور بلخ بخارا کے تمام مقامات دیکھے مگر آپ کی زندگی میں حطب ہی رہے۔ بعد ازاں وہ ان کے وصال کے بعد پاکستان میں مستقر آج شریف میں اقامت کریں ہو گئے۔

وفات بمقام حطب دشام میں ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

قادري صوفیائے کرام

جو

لاہور شریف لائے مگر یہاں دفن نہ ہو سکے

اور

اپنی سیادت یہاں کے لوگوں پر چھوڑ گئے۔

حضرت سید جمال حیات المیر قادری

سید جمال اللہ حضرت سید نصر کے بھائی اور حضرت غوث الاعظم کے چوتھے ہیں۔ مفتی غلام سرور لاہوری مصنف غزنیۃ المصنفین نے حضرت شاہ ابوالفتح ال قادری کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ صاحبزادہ موسوی تھکڑی صاحبزادہ حضرت غوث الاعظم کے شاہ تھے اور انتہائی خوبصورت تھے، اور اخلاص کو ان سے بہت محبت تھی۔

مزید تحریر ہے کہ حضرت غوث پاک نے ان کے حق میں پروردگار عالم سے حیات جاودا کی لئے دعا فرمائی تھی۔ جو اللہ کریم نے منظور فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت سید جمال اللہ المعروف حیات المیر اب تک حیات ہیں۔ صاحب مجازن صفات الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حیات المیر سے کسی نے عمر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیٹھے حضرت غوث اعظم کہیں کبھی گود میں لے کر دوبر محبت سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کی ملاقات حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی۔ اور فرمایا کہ ان سے میرا سلام کہنا۔

لاہور میں آمد

آپ لاہور شریف لائے تھے اور میانی کے قبرستان کے احاطہ میں ہی قیام فرمایا ہوئے تھے۔ اسی جگہ حضرت محکم الدین شاہ منیر قادری جو وی بھی ان سے بیعت ہوئے۔ نیز کئی دوسرے لوگ آپ سے بیعت ہوئے اور بے شمار لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہاں تک کہ لاہور میں آپ کا معین عام ہو گیا۔

تحقیقات حشری کے مطالعہ سے جلتا ہے کہ آپ کی ولادت ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں ہوئی تھی۔ مصنف کتاب اذکار الانبیاء کے حوالہ سے مزید لکھتا ہے کہ عند الوفاات حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے ان کو طلب فرما کر فرمایا کہ اگر آپ کی دراز ہوگی۔ چنانچہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش قدم خود دکھائیں گے۔ جب یہ موقع آئے تو ان کو ہمارا سلام کہنا۔

حضرت شاہ عبداللطیف بری امام قادری آپ کے حلیف تھے۔ حلیفۃ الاولیاء مصنفہ

مفتی غلام سرور لاہوری مطہر نو کشتور لکھنؤ۔ پادری سید السبیلان مصنف صوفی اہم ان شریعین میں لکھا ہے کہ آپ حضرت حیات المیر سے بیعت تھے۔

شیخ محمد بن احمد الدینی قادری

حضرت امام سید الفقاہر گیلانی بعد اسی کے ہمیشہ زاد تھے۔ ہندوستان شریف لائے مراد آباد میں ہے۔ وفات ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں ہوئی۔

شیخ شمس الدین براتی

آپ کا شجر و نسب اس طرح ہے:

شیخ شمس الدین براتی بن شیخ علی ادقاقی بن خواجہ حسن ادقاقی بن شیخ حسین بن امام عاقل فقیہ حنفی ادقاقی بن قاضی سید اکبر بن امام قاضی بن ابی حنیفہ ادقاقی۔

آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۵ء ہے۔ آپ کے آبا و اجداد بغداد شریف سے ادقاقی ایک از مشافعات بخارا، آئے تھے۔ آپ نے ادقاقی سے برات میں نقل مکانی کر لی تھی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہونے کے علاوہ صاحب کشف و کرامات بھی تھے۔ اپنے وقت کے فاضل اور مقتدرائے زمانہ تھے۔

آپ امیر تعمیر گورکان کے فقیر برات میں ۱۲۸۰ھ سے ایک سال بعد وفات پا گئے۔ انجناب نے حضرت خواجہ عارف ریوگری مدظلہ حضرت خواجہ عبدالخالق غیلانی کی زیارت کی ہے۔ اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔

آپ بھی اپنے آبا و اجداد کی رسم کے مطابق سیر و سیاحت کرتے رہے اور ایک دفعہ یہ سلسلہ تجارت لاہور بھی تشریف لائے۔ مگر جلد ہی واپس چلے گئے۔ شروع سے آپ کی طبیعت مجاہدہ اور دیانت کی طرف مائل تھی۔ اسی لئے آپ جنگوں۔ بیباکانوں اور دیرانوں میں ذکر الہی کرتے تھے۔ شریعت کے نہایت پابند تھے۔ رزق حلالی کما لے اور کھاتے تھے۔ اعزاز اور سادہ پن کے حضور مانا معیوب خیال کرتے تھے۔ آپ محب اللہ کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کی وفات ۱۳۸۲ء مطابق سنہ ۱۰۰۰ھ ہرات میں ہوئی اور خٹک دروازہ ہرات اور غیر و زیادہ کے وسط میں دفن ہوئے۔ آج بھی آپ کی قبر مرجع خلعت ہے اور ہر آن ہزار ہا لوگ یہاں سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

سید محمد ثوث قادری اویچی ملبی

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :

محمد دوم شیخ محمد ثوث بن سید شمس الدین بن سید شاہ میر بن سید علی بن سید سعد بن میر احمد بن سید صفی الدین بن سید سیف الدین بن سید ابوباب بن سید عبدالقادر جیلانی بغدادی۔
اوپر شریف میں آمد :

آجانب اوپر شریف میں مسکن و مطابق سنہ ۱۰۰۰ھ میں تشریف لائے۔ آپ کے ابا و اجداد میں سید ابوالعباس احمد بن سید صفی الدین ہاکوٹا کے جہیز بغداد میں ترک وطن کر کے صلب دشام میں مقیم ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ صلبی کہلاتے ہیں۔ آپ کی پیدائش بھی صلب کا ہے۔
سیر و سیاحت :

آپ نے کافی عرصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔ جوانی کے عالم میں خراسان، ترکستان، عرب و عجم کی سیر و سیاحت کرتے رہے اور اس کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور لاہور سے جوگہ ربی دہ گور پہنچے اور پھر واپس اپنے وطن چلے گئے اور اپنے والد گرامی سے دوبارہ ہندوستان میں مقیم ہونے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا: میری زندگی تک میرے پاس رہو۔ بعد میں اجازت سے کہ جہاں چاہو سکونت اختیار کرو۔ چنانچہ آپ اپنے والد کے وصال تک وہاں ہی رہے وصال کے بعد ہندوستان آئے اور اوپر شریف میں مستقل اقامت گزینی فرمائی۔
ورود لاہور :

جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو کچھ عرصہ لاہور میں بھی مقیم رہے۔ غرضیتہ الامضیا میں لکھا ہے کہ حضرت محمد دوم کچھ زمانے لاہور میں محکمہ کو فت گراں اور کچھ عرصہ ناگہر میں سکونت پذیر رہے۔ وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی اور پھر صلب واپس تشریف لے گئے۔

شہان وقت کی بیعت و ارادت

سلسلہ عالمیہ قادریہ کو غیر تحریر پاک و ہند میں آپ کی وجہ سے بہت عروج ہوا۔ ہزار ہا انسانوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ سلطان حسین مرزا حاکم سندھ اور سلطان سکندر لودھی بھی آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم صاحب غفلت و کرامت اور علوم معقول و منقول کے جامع تھے۔ اس کے علاوہ قدرت نے آپ کو دنیاوی جا و جہاں سے بھی نوازا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک دنیا آپ کے قدوم میں منت از دم کو چڑھتے کھڑے جانشین ہونے لگی۔

آپ علوم ہیبری و بلخی میں بکثرت شراکت تھے۔ شعر و سخن کا ذوق بھی قدرت کی طرف سے آپ کو دو بیعت ہوا تھا۔ آپ کا دیوان بھی ہے۔ قادری تخلص فرماتے تھے۔
نمونہ کلام :

| | |
|--------------------------|----------------------------|
| رندیم و قندیم و چالاک | ستیم و مریدیم و بے پاک |
| حامیم و مریم و باج | در و صفیم و بحر و خاشاک |
| دانی و لایت شش و پنج | حاکم و جود فہم و ادراک |
| عجب و راز عالم کون | منصور و کشت سے سرور و لاک |
| بگڑ شستہ ز خویش بے کدورت | نمزد شستہ ز عشق جو ہر خاک |
| آئینہ صاف بے غل و غش | صدائی دل و پاک رانی و شکاک |
| گر صاف ثوی و پاک و نام | میگوئی چو قادری تو ناپاک |

نمیل بوستان قدوسیم

شہب ز سفید دست انیم

ازدواج :

شجرۃ الاولیاء میں تحریر ہے کہ آپ نے پہلی شادی سلطان قطب الدین لاٹکاک کی دختر بی بی ولس کسائیں سے کی تھی جو مستان اور اوچ کا حاکم تھا۔ لیکن ان کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی پھر آپ نے دوسری شادی سید ابوالفتح حسینی کی ایک جزادی بی بی فاطمہ سے کی۔ ان سید ابوالفتح حسینی

کا سلسلہ آبائی چار واسطوں سے سید صفی الدین گاہر دینی سے جا ملتا ہے۔

اولاد :

آپ کے چار صاحبزادے تھے جن کے اسما سے گزری یہ ہیں :

۱۔ سید عبدالقادر ثانی :- آپ علم و عمل کے جامع اور کمالات خاصہ کی واپسٹی کے حامل تھے

آپ کی والدہ سیدہ خواجہ بخش کی مناجازت و یقین پر سید صفی الدین گاہر دینی کی اولاد سے تھیں

آپ پر عبادت و ریاضت اور مراقبہ کا غلبہ تھا۔ ۸۷ سال کی عمر میں ۱۱۵۳ھ میں

وفات پا کر اوج شریف میں دفن ہوئے۔

۲۔ سید عبدالقدیر ثانی :- آپ نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت کی

عام طور پر مستغرق کی حالت میں رہتے تھے۔ ۷۵ سالہ میں وفات پا کر اپنے والد کے پاس دفن

ہوئے۔ توکل میں آپ بڑا اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

۳۔ سید مبارک حقانی :- آپ مجدد و ریاضت کے شے جنگل میں چلے گئے تھے۔ جہاں

حضرت خواجہ معروف چشتی جو بابا فرید گنج شکر کی اولاد سے تھے۔ آپ کے خلیفہ بنے۔ ۱۱۵۴ھ

میں وفات پا کر اوج میں دفن ہوئے۔

۴۔ سید محمد نورانی :- آپ کی اولاد نہ تھی اور نہ ہی پایہ کے بزرگ تھے۔

وفات ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۷ء میں اور سکندر لودھی کا مہم تھا۔ تاریخ وفات اس

طرح ہے :

| | |
|-----------------------|-------------------------|
| بروز دس بری چوں کردیت | محمد نواز پیر سید دین |
| بھرت میراں قلب تھا | بھارتیچ او باغ و زنگینے |
| ۸۹۲۳ھ | |

مزار اقدس اوج شریف میں واقع ہے :

شیخ غیب اللہ قادری چشتی

آپ امام ربانی حضرت مجدد و اعلیٰ ثانی سرسہند کی والدہ بزرگوار ہیں۔

زبدۃ المقامات ص ۱۱ پر لکھا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے

تکسیر سوانے مجذوبوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت والد ماجد لاہور

شریف سے گئے۔ اس سفر میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔

زبدۃ المقامات کے صفحہ ۹۶ پر تو ہے :

شیخ ابن الدین حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ نے شیخ عبدالواحد کو حدیث سے

قادریہ و چشتیہ کا فرقہ خلافت پہنایا۔ اور شیخ و شیخ عبارت میں تحریری حواشی نامہ میں

عنایت فرمایا :

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال قادری کی چشتی سے شرف بیعت تھے اور آپ کو

خلافت بھی مل گئی۔

مزار اقدس سرسہند شریف میں ہے۔ وفات ۱۱۵۵ھ میں ہوئی۔

میر میراں سید مبارک حقانی اوجی

فرزند حضرت سید محمد نواز صبی اوجی کے تھے۔ خلافت بھی انہیں سے حاصل کی تھی طبیعت

پر جذب و سستی کا غلبہ تھا۔ اور وقت استغراق کی حالت میں رہتے تھے۔ جب طبیعت قابض باہر

ہو گئی تو اوج شریف سے نکل کر کھی جنگل میں چلے گئے اور عبادت و مجاہدہ کرنے لگے۔ جنگل میں قیام

کے دوران حضرت زبیر الدین گنج شکر کی اولاد سے ایک بزرگ خواجہ معروف چشتی نے آپ سے

مذہب خلافت حاصل کیا۔ آپ نے حضرت خواجہ سے فرمایا تھا کہ تم سے تصوف کا ایک جدید خانوادہ

پیدا ہوگا۔ چنانچہ قادریہ نواز میر سلسلہ حضرت خواجہ معروف چشتی کی طرف منسوب ہے۔

جب آپ ۵۰ برس شریف لائے تو کافی عمر یہاں مقیم رہے۔

وفات ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۵۴۹ء میں بمقام لاہور ہوئی۔ یہ شیخ شاہ سوری کے فرزند

اسلام شاہ سوری کا مجدد و خدمت تھا۔ اوج شریف میں دفن ہوئے۔

مخدوم حضرت شاہ فیصل قادری

مرث و حضرت شاہ کمال قادری کھٹیلی لاہور تھے۔

حضرت شاہ فیصل کوئی کمال اور نام نہ مل گزرتے ہیں اور نہ پیر کے نام سے مشہور ہیں آپ رشتہ کے کمال تھے حضرت شاہ کمال قادری کے چچا بھی تھے۔ تاریخ انیس سو تھوٹ میں لکھا ہے کہ آپ ہم عصر سید محمد مطابق رحمہ اللہ کوچہ ہار شنبہ کے روز مغرب کے وقت بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ سو سال تک مسلسل عبادت و ریاضت کے بعد ۱۴۱۱ھ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳۸۵ھ کو عمر کے وقت شنبہ کے روز حضرت شاہ گدا رحمان ثانی قادری سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ورود ہندوستان :

حالات سے بہت چنتا ہے کہ آپ ہندوستان میں بھی تشریف لائے اور حقہ مسند میں کچھ عرصہ قیام فرما رہے۔ شمس کے قریب حضرت کا چہ گاہ آج بھی مربع خلائق ہے۔ سجادہ نشینان گدی حضرت شاہ کمال قادری کھٹیلی کا فرمان ہے کہ آپ لاہور میں تشریف لائے تھے اور یہاں سے آگے ہندوستان روانہ ہوئے تھے۔

آپ کے خلفائے ممتاز و بہت مشہور و معروف ہیں جن میں سے حضرت شاہ کمال قادری کا خاص مقام ہے۔

آپ کی ایک کتاب بنام منیر المسدود ہے۔ دوسری خریفۃ الام ہے جو تصوف کے موضوع پر ایک دلچسپ رسالہ ہے جس کے آخر میں مرتب نے حضرت شاہ فیصل کے مریدین اور خلفاء کا بھی ذکر کیا ہے۔

آپ کا وصال ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳۸۵ھ میں شمس شریف میں ہوا اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

آپ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

سید محمد غوث بالا پیر قادری

آپ سید زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث علی اویچی کے فرزند تھے آپ کے والد بزرگوار سید زین العابدین بنگال میں کفار سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ آپ اپنے عزیز عزم سید عبدالقادر ثانی کے زیر تربیت رہے اور اپنی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سید عبدالقادر ثانی کے وصال کے بعد جب سید عابد گنج بخش گیلانی سجادہ نشین بنے تو آپ اویچی سے نقل مکان کر کے ست گھرہ میں تنقل طور پر مقیم ہو گئے۔

لاہور میں آمد

جب آپ ست گھرہ سے لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے محلہ سنگر خاں کے پاس ایک نیا محلہ بنام رسول پورہ آباد کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اب ابلی گورٹ کے دفاتر ہیں۔

سید عبدالقادر ثالث المشہور سید جویاں آپ کے صاحبزادے تھے جن کی ادلاوت سید عبدالرزاق گیلانی المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری بہت مشہور و معروف بزرگ گزرتے ہیں۔

وفات آپ کی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳۸۵ھ میں ہوئی اور ست گھرہ میں ہی دفن ہوئے۔

بہتر بنا کا کہہ ہیں

شاہ بری الطیف قادری

آپ کی ولادت موضع جوسیاں کر سال ضلع جہلم میں ہوئی طبیعت بچپن سے ہی عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھی۔ والد صاحب کا نام شاہ محمود تھا جنہوں نے آپ کو بھنیسیں چرانے کا کام دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ ریاضت و عبادت میں لگے رہے۔ بعض مخالفتوں کی بنا پر محمود شاہ ترک وطن کر کے علاقہ گولڑہ منسلع راولپنڈی میں اقامت گزیں ہو گئے۔ یہاں آپ کے والد نے آپ کو تعلیم کے لئے کیمپور کے ایک موضع غوثی میں بھیج دیا۔

ورود لاہور

آپ نے حضرت حیات امیر قادری جو حضرت غوث علی اعظم کے پوتوں میں سے زائد جاوید

ہیں ان کے دست حق پرست پرستی فرمائی۔ حضرت حیات المیر کی زندگی کا بیشتر حصہ لاہور ہی میں گزرا، اور آپ کے نامور خلفا میں سے شیخ بہلول دیہاتی تھے اور یہی اکثر و بیشتر لاہور تشریف لاتے تھے۔ اس سے ممکن ہے کہ مرشد اور مرید صادق سے ملاقات کی خاطر لاہور بھی تشریف لاتے ہوں۔ حضرت شاہ فقیم جردی نے بھی یہاں لاہور اگر قریب دیہاتی ہیں ان سے سعیت کی تھی۔ علوم عامہ کی تعلیم کے بعد آپ جو عین کشت طین بزم صوفیہ کی مجلس کچھ گئے اور سچ دریافت روضہ نبویہ سے اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوئے کے بعد وطن مالوٹ واپس آئے اور حکومت پاکستان کے موجودہ دارالحکومت اسلام آباد میں مقیم ہوئے اور یہاں رشد و ہدایت کی شمع روشن کی۔

صاحب حدیث الاولیاء لکھتا ہے :

شاہ طیف بری قادری بزرگ تھیں پنجاب سے تھے۔ حضرت کے خوارق و کمالات ہزاروں مشہور ہیں۔ آپ بڑے عابد و زاہد، گوشہ نشین، مست و عابد تھے ہزاروں مرید مدارج تکمیل کو پہنچے۔ آپ نے قسمت باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر سے پائی جو حضرت عوث الاعظم کے پوتوں سے نژدہ جاویں ہیں۔

آپ کے ایک نامور خلیفہ شاہ بہلول قادری سے سلسلہ بہلولی سنی ہی چلا۔ اس کے علاوہ آپ کے خلفا میں شاہ حسین بہت مشہور ہیں جن کی بیشک شاہ بری طیف کے مزار کے بالمقابل ہے آپ کا برہمن فرس ہوتا ہے۔ جو اب مید کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ یہ مید پکتان بھرنی بہت مشہور ہے اور یہاں اندرون ملک سے لاکھوں انسان شرکت کرتے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۵۰ء میں ہوئی۔

حضرت شاہ کمال قادری کشتی

امام الدارقین، سلطان الاولیاء، قدوة السالکین، حجتہ العالیین حضرت شاہ کمال کشتی قادری ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۵۰ء میں بغداد میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی آپسٹ سے حضور عوث الاعظم سے ملے میں راجع حضور کے ہم ۴۴ سال بعد بغداد میں تشریف لائے، والد گرامی کا نام سید حاجی مرعش، آپ کی ولادت سے چھ سال بعد حضرت شاہ فاضل قادری بغداد سے تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار سے فرمایا کہ یہ ماوراء النہر میں، ان کی تربیت پر غامض توجہ فرمائیں۔

تعلیم و تربیت :

آپ نے ماہری و باطنی علوم میں کس زمانہ کے جید علماء سے استفادہ کیا، اور تفسیر، حدیث اور فقہ پر کمال عبور حاصل کر لیا، اس کے بعد آپ محاسنات اور ریاضات کی طرقت متوجہ ہوئے، اور آپ گھر بار مان باپ اور اہل و عیال کو چھوڑ کر جنگوں اور صحرائوں میں چلے گئے، عرق، بخارا، روم و ایران، مصر و فلسطین، عراق و عجم کے بیابانوں اور تنہا ہونے صحرائوں میں اُسی و سسلی۔ الجوار و اقصیٰ قریب کی سنگلاخ چٹانوں میں مدتوں پھرا گئے۔

بقا پر مجبور رہیں مرقوم ہے کہ حضور عوث الاعظم نے اپنا خرقہ خاص اپنے ذاتی کمالات کے لئے اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق قدس سرہ کو سونپا تھا۔ پھر یہ خرقہ سلسلہ پر سلسلہ اس نامزدین میں حضرت شاہ کمال کشتی تک پہنچا۔ پھر آپ کے فیروہ خلیفہ حضرت شاہ سکندر کشتی کو ملا۔ جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کو اس سے سرفراز فرمایا :

شجرہ طریقت :

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ فاضل قادری عوث زندہ پیر سے سعیت کی اور انہیں سے شرف خلافت حاصل کیا۔ شجرہ طریقت اس طرح ہے :

حضرت شاہ کمال کشتی مرید حضرت شاہ فاضل قادری مرید شاہ محمد احمد احمدی ثانی مرید شاہ شمس الدین مرید شاہ محمد احمدی اول مرید شاہ شمس الدین مرید شاہ عقیل مرید شاہ بہلول الدین مرید حضرت عبدالباق مرید حضرت عوث الاعظمین علیہ السلام و آلہ و صحبہ کیانی۔

سیر و سیاحت :

علوم و نظائر و باطنی کی تربیت کے بعد آپ اپنے مرشد کامل حضرت شاہ فیضی قادری کے ہمراہ سیر و سیاحت دنیا کے سنے نکلے۔ اسی اثنا میں آپ دونوں حضرات نے ایک دفعہ حج بھی کیا اور پھر ہندوستان کفرستان بھی پہنچے اور اس طرح دنیا جہاں کی سیر کرتے رہے۔ بعد ازاں مرشد کے حکم سے آپ ہندوستان تشریف لائے۔ مگر یہاں کسی مقام پر بھی قیام نہ فرمایا۔ عتقان لاہور میں رہے۔ دہلی، آگرہ اور احمد آباد تشریف لے گئے۔ آخر میں پانچویں تشریف لائے اور یہاں چند سے قیام کیا۔ ان ایام میں شیر شاہ سوری بادشاہ وقت تھا اور جسے غلام حاکم عتقان جو آپ کے بے انتہا عقیدت رکھتا تھا۔ اسی قصبہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے والد محترم حضرت عبدالاحد کا بھی قیام فرماتے تھے جو آپ سے بیعت تھے۔ اس سیر و سیاحت میں مرشد کامل حضرت شاہ فیضی قادری کے ساتھ کئی بار آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ اس دور میں مختلف ممالک میں آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ اس مہم راہروی اور دشت پیمائی میں بیشمار واقعات آپ سے ایسے سرزد ہوئے جن سے غفلت خدا کی بہتری مقلد و مقلدین۔

ہندوستان میں آمد

آپ سرزمین عراق سے ملک ایران کے راستے مشہد، نجف اشرف، تبریز اور اصفہان سے ہوتے ہوئے ہندوستان میں درہ گول کے راستے وارد ہوئے۔ غالباً آپ شہنشاہ ہار کے آخری ایام میں آئے۔ اور اول اوس مشہد میں قیام فرمایا جو کہ مہم وادب، تہذیب و تمدن اور فطرت لطیفہ کا مرکز تھا۔

اس زمانہ میں یہاں مہتممین و فقیہ کا بہت زور تھا اور سادات عظام کے بے شمار غلامان یہاں مقیم تھے۔ یہاں آپ نے تقریباً دو سال تک قیام فرمایا۔ متعدد بار جدگشی کی۔ بے شمار آدمیوں نے یہاں سے خرقہ و عمامت حاصل کیا۔ ہشتادہ سے آپ ملتان تشریف لائے۔ یہاں شیر شاہ سوری کے نائب ملتان حمید خاں نے آپ کا استقبال کیا اور ہر قسم کی مراعات مہیا کیں لیکن آپ نے ان کو قبول نہیں فرمایا۔ یہاں سے آپ براستہ لاہور لے جایا پہنچے۔ پھر یہاں سے پانچول (سرحد شریف) کا سفر کیا۔ یہاں حضرت امام ربانی کے والد بزرگوار اقامت گزیرے تھے۔

ہندوستان آپ سے بیعت ہوئے پھر یہاں سے کونٹیل تشریف پہنچے، اور یہاں پر مستقل طور پر مقیم ہو گئے۔

ہندوستان میں آپ کی آمد کا زمانہ ۹۲۷ھ مطابق ۱۵۲۰ء ہے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت شکر اللہ شیرازی، حضرت سید شاہ عبداللہ اور حضرت شاہ حسین تھے۔ حضرت شاہ عبداللہ اور حضرت شاہ حسین حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے۔ ان تینوں حضرات کے مزارات شہر حیدر آباد میں ملکی پھاڑی کے قبرستان میں ہیں اور آج تک مرجع خلائق ہیں۔

کرامات

جس طرح آسمان کے ستاروں کا گنا محال ہے۔ اس طرح حضرت شاہ کمال کی کرامات کا شمار بھی محال ہے مگر یہاں چند ایک پرکھنا کیا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ "جب ہم کو خانہ قادریہ کا کشف ہوا تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا بزرگ نظر نہیں آتا۔"

"دربار قادری میں لکھا ہے کہ کسی رات تین رجال غیب آسمان سے اترے اور حضرت شاہ کمال قادری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں کو تو ال شہر آگیا۔ اُس نے دیکھا کہ چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ انہیں گرفت کر لیا جائے جب وہ سپاہی نزدیک آئے تو انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ کیونکہ وہ تین رجال غیب تو ہوا میں آئے گئے اور حضرت اقدس ان کو باوصف موجود کی نظر نہ آئے۔ جب سپاہی چلے گئے تو وہ رجال غیب پھر آگئے اور کہنے لگے۔ "آپ کیوں نہ چھپے؟" آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے فقرہ کو وہ حالت دے رکھی ہے جس سے وہ تمام عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ پھر ان تینوں رجال غیب نے آپ سے استدعا کی کہ چھٹے، لاہور کی سیر کریں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ ہی جانتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں۔" وہ تینوں رجال غیب ہوا میں پرواز کرتے ہوئے لاہور آ گئے۔ مگر دیکھتے کیا میں کہ آپ پہلے سے لاہور پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے آپ کے پہنچنے کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا: فقرہ کو اندر رفت کی ضرورت نہیں۔ فقیر تو خود دنیا کو گھر سے ہوتے ہیں اور خود اس دنیا سے باہر ہے۔ وہ یہاں چاہے چلا جائے۔"

ایک دوسری جگہ تحریر ہے :

حضرت شیخ ابراہیم نے جو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کو خود بخوبی کے بیروں تھے۔ ایک شخص سے ناراض ہو کر سوہرہ دل سے سارے لاہور میں آگ لگا دی۔ حضرت کبیرؒ ایک عاشق ان دونوں صحرائے روم میں مصروف مباحث تھے چار اہل اللہ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے اوپر سے گزرے۔ باہمی قوت سے آپ کو پہچان کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ "حلاء لاہور میں"۔ آپ اسے دیکھنے جا رہے ہیں۔ آپ بھی تشریف لے چکے ہیں۔ آپ نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ وہ اہل اللہ لاہور آئے اور زمین پر کھڑے ہو کر جس دروازے پر کھڑے تھے دیکھتے ہیں کہ حضرت کبیرؒ ایک عاشق بھی موجود ہیں۔

پھر تحریر ہے :

ایک مرتبہ ایک باغ میں چند اہل اللہ آپ سے ملے وہ حضرت اقدس کے صحیح ہند مقام سے واقف نہ تھے۔ باغ میں یہ سب ایک باریک مشہد نقیون پر بحث کر رہے تھے۔ کو تو ال شہر گشت پر م تھا۔ وہ گشت کو کا شور سن کر باغ کے اندر آیا۔ مگر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ باہر چلا گیا۔ پھر گشت کو کا شور سنا۔ وہ پھر باغ میں آیا۔ مگر اسے کوئی متعین نظر نہ آیا۔ وہ یہ خیال کر کے کہ کوئی نوالہ بیاہتی ہے، واپس چلا گیا۔ یہ اہل اللہ حضرت اقدس سے رخصت ہونے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا : "کہاں کا ارادہ ہے ؟" عرض کی۔ "لاہور کا"۔ اور پھر وہ لاہور کی طرف ہوا میں پرواز کر گئے۔ جب وہ اہل اللہ لاہور پہنچے تو حضرت اقدس کو معہ اہل و عیال لاہور میں ایک مکان کے آگے کھڑے دیکھا۔ حضرت اقدس نے انہیں اس مکان میں مقیم فرمایا۔

الکمال میں آپ کی ایک کرامت اس طرح تحریر ہے :

ایک مجذوب شیخ موٹو تھوٹے۔ لاہور کے مقام پر بازار کے قریب ایک مسجد میں بگولت پذیر تھے۔ ان کے ہاتھ میں ہمیشہ دو انٹیشیں ہوا کرتی تھیں۔ کوئی سوار چوہا پیادہ کسی میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہاں سے صبح سالم گزر جائے۔ ایک روز حضرت بہ حالت سواری وہاں سے گزرے۔ شیخ موٹو حسب دستور اٹھے اور دونوں انٹیشیں زمین پر پھینک دیں۔ سلام کر کے بے ساختہ حضرت کے قدموں پر گر پڑے۔

اس کتاب میں ایک اور واقعہ اس طرح تحریر ہے :

"منقول ہے کہ آپ ایک رات لاہور کی گلیوں اور بازاروں میں گھوم رہے تھے۔ عین اور اہل اللہ گشت کر رہے تھے۔ کو تو ال شہر نگہانی کی غرض سے اس طرف آ نکلا۔ ان اہل اللہ میں سے ایک پانی کے مشکے میں داخل ہو کر پانی میں تبدیل ہو گیا۔ دوسرا تنور کے اندر جا گھسا اور لگ کی طرح روشن دکھائی دینے لگا۔ تیسرا ہوا میں تبدیل ہو کر پرواز کرنے لگا۔ حضرت اقدس جہاں تھے وہیں مقیم رہے۔ ان کے پیچھے پیچھے کو تو ال شہر گشت کرتا ہوا آ رہا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھا کہ اس وقت یہاں کون لوگ ہیں۔ منگے ہیں دیکھا تو پانی نظر آیا۔ تنور میں آگ ہی لگ دکھائی دی۔ تیسرے صاحب جو ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ان پر بھی حیرت ہی تھی۔ حضرت بھی وہیں موجود تھے لیکن انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ان حالات نے کو تو ال شہر پر چڑھنے کی کسی کیفیت پیدا کر دی اور وہاں سے چلتا ہوا ہر اہل اللہ حضرت کی خدمت میں پھر آکھٹے ہو گئے

خلفاء

سیر و سیاحت اور قیام کبیرؒ شریف میں لائق وادانوں نے آپ سے شرف بیعت کیا اور خلافت حاصل کی۔ چند ایک کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں :

- ۱۔ حضرت شاہ سکندر قادری کبیرؒ
- ۲۔ شیخ عبدالاحد سرحدی کابلی
- ۳۔ مخدوم محمد حسن سندھی (مٹھڑا)
- ۴۔ قطب عالم شاہ ٹٹولی اہل مدینہ
- ۵۔ حضرت جلال الدین کبیرؒ ملتانی
- ۶۔ حضرت شاہ ہاشم قادری بٹوکی
- ۷۔ حضرت خواجہ امان اللہ حسینی کبیرؒ
- ۸۔ حضرت شیخ مودود قادری ساہیوالی
- ۹۔ خواجہ فتح علی خاں لاہوری علی خاں خاں مہاراجہ علی خاں وزیر اعظم پاکستان
- ۱۰۔ خواجہ عین الدین کلاوڑی

(۱۱) حضرت شیخ رحمن

(۱۲) حضرت شیخ نور محمد

(۱۳) قاضی عبد الرحمن دیوبند پوری

(۱۴) دارالستیل پوری

(۱۵) شاہ یوسف انوش بکری

(۱۶) شیخ اولاد زہدستان

(۱۷) سید غلام الدین قادری لاہوری

(۱۸) شیخ بلال سندھی

(۱۹) سید علی شہیدی

(۲۰) شیخ سالم بران پوری

(۲۱) شیخ طیب کیتلی

متعلق بہترین آراء موجود ہیں۔

مکتوبات

آپ نے بہت سے مکتوبات اپنے صاحب زادوں اور مریدین و متوسلین کو تحریر فرمائے ہیں خطوط فارسی زبان میں ہیں۔ ان خطوط کا خلاصہ کتاب "در بارہ قادری" میں دیا گیا ہے۔ یہ خطوط اپنی سلاست، فصاحت اور چاشنی زبان میں بے مثال ہیں۔ ان مکتوبات کو کتاب "در بارہ قادری" میں ملاحظہ فرمایا جائیگا۔

ملفوظات :

- (۱) کمال وہ ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات کا کمال ہے۔
- (۲) فقری فقرہ کے لئے نعمت عظیم ہے۔
- (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں فقر سے بڑھ کر کوئی متابعت نہیں۔
- (۴) درویش راضی رضائے الہی ہوتا ہے۔
- (۵) انسان کہل نے کاستحق وہ ہے جو اپنے آپ سے آزاد اور ہر حال سے محفوظ ہے۔
- (۶) اللہ تعالیٰ کے عاشقوں پر توقف حرام ہے۔
- (۷) خدا کے دوستوں کو کوئی پابند نہیں کر سکتا۔
- (۸) پیر پرست مرید خدا پرست سے بہتر ہے۔
- (۹) عاشق میل و اطفال کے پابند نہیں۔ جس طرح عوام ہوتے ہیں۔
- اولاد : آپ کے تین فرزند تھے :

- (۱) شاہ محمد الدین قادری
- (۲) شاہ موسیٰ ابوالکارم : آپ کو مقبولہ شریف کی ولایت اپنے والد گرامی سے ملتی وفات بھی وہیں ہوئی۔ سن وفات ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء ہے۔
- (۳) نور الدین قادری : آپ کا مزار پرائی کیتلی میں حضرت شاہ کمال کے مرقد منور کے پاس ہے۔

(۱) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :

"جب مجھے بزرگوں کا مروج حاصل ہوا ہے تو مجھے سلسلہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری ایسی کوئی عظیم المرتبت بستی کم ہی نظر آتی ہے"

(۲) شیخ عبداللہ کابل سرہندی والدہ امام ربانی فرماتے ہیں :

"مجھے نسبت فرودیت حضرت شاہ کمال قادری کیتلی نے عطا فرمائی جو جہت قوی اور خواہی عظیم والے تھے"

(۳) خواجہ محمد دیلمی مصنفہ خواجہ اسماعیل خاں نقشبندی قادری مجددی حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مصنفہ خلیفہ محمد حسن نقشبندی۔ سیرت امام ربانی مولانا ابوبکر محمد داؤد سہروردی حمۃ المقامات مصنفہ خواجہ حاجی محمد فضل اللہ۔ زبدۃ المقامات مصنفہ محمد شمس الدین پوری نقشبندی مجددی حضرت القدس مصنفہ علامہ عبداللہ نقشبندی سرہندی۔ روضۃ القیومیہ مصنفہ خواجہ ابو الفضل کمال الدین محمد احسان نقشبندی ہیں حضرت شاہ کمال قادری اور حضرت شاہ سکندر قادری کیتلی کے

آپ کی وفات ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۱ء میں شہر کیشیل مشرقی پنجاب کے ضلع کرنال کی ایک تحصیل ہے۔ یہ نہایت قدیم شہر ہے۔ دہلی سے ۱۲۴ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس کے قریب ہی عثمانی سردار کیشیتر اور پٹی پت واقع ہیں یہاں تین شہر عام جنگیں لڑی گئیں۔

حضرت شیخ داؤد شیرازی قادریؒ

آپ کا اسم گرامی داؤد اور والد ماجد کا نام سید فتح اللہ خاں۔ آپ گمان کے سادات کرام سے تھے۔

آپ کی نسبت چند واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی طرح پہنچتی ہے :
سید داؤد کوئی بن سید فتح اللہ کوئی بن سید مبارک بن سید فیض اللہ باقی بن سید صفی الدین آدم گمانی بن سید تقی الدین احمد بن سید عبد الحمید بن سید عبد الحفیظ بن سید عبد الرشید بن سید ابوالفتح بن سید ابوالکلام بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفضل بن سید ابوالفضل بن سید مبارک بن ابوالحسن بن سید ابوالواہب بن سید ابوبحیث بن سید محمد بن سید شاد بن سید شاد بن سید میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالقاسم بن سید داؤد بن سید ابوالاباسیم اسماعیل بن سید محمد بن سید موسیٰ برقی بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ کے بزرگ عرب سے پاکستان آئے تھے اور ملتان کے قریب کسی جگہ اقامت گزری ہوئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سید فتح اللہ ملتان کے قریب سیبیت پور میں مقیم ہوئے۔ پھر وہاں سے چوٹی والی میں منتقل ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اسی قصبہ میں حاصل کی۔

فرورولاہور :

ابتدائی تعلیم ماہور میں حاصل کی اور یہاں کے مشہور شاعر اور عالم مولانا جامی کے ایک شاگرد مولانا اسماعیل سے علوم اخلاقیہ میں تکمیل کی اور پھر جدید علوم باطنی کی طوط داخل ہوئے اور حضرت عوث اعظمؓ سے اویسی طریقہ میں فیض حاصل کیا۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے مسند عالمیہ قادریہ میں شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کی

کے پوتے سید جامیؒ کی پیش فادری اپنی سے بیعت کی۔ بے انتہا عبادت گزار تھے۔ بیعت کے بعد آپ نے بڑی بڑی ریاضتیں اور عبادتیں کیں۔ تین تہائی ننگے سر اور ننگے پاؤں چلنے میں نکل جاتے اور کافی کافی عرصہ اس طرح عبادت میں گزارتے۔ لکھا ہے کہ تمام تمام رات نماز میں گزارتے۔ کبھی ساری ساری رات قیام میں رہتے۔ کبھی تمام رات رکوع میں گزارتے۔ کبھی تمام شب سجدت میں پڑے رہتے۔ چند سال آپ نے صرا اور دیالوں میں بھی گزارے۔ ان عبادت کے بعد نسبت اویسی آپ نے حضرت عوث اعظمؓ سے حاصل کی۔

عبادت کی تکمیل کے بعد آپ نے مستقل طور پر شیر گڑھ ضلع ساہیوال میں اقامت اختیار کی۔ اس زمانہ میں محرم الحکام عبداللہ سلطان پوری نے نسیم شاہ سوری کے پاس آپ کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ کو دربار میں بلایا گیا۔ مگر آپ کی راست بازی کے باعث آپ پر کوئی کالہ وائی نہ ہو سکی شیخ قطب عالم بن شیخ عبدالعزیز چشتی جب آپ کی خدمت اقدس میں شیر گڑھ حاضر ہوئے تو آپ کے دھند دور سے بے حد متاثر ہوئے۔

پاس شریعت :

آپ کو شریعت محمدیہ کا اس قدر احساس و احترام تھا کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی کام نہ کرتے تھے۔ آپ کی روحانیت اور تقدس کی شہرت تمام اطراف نام میں پھیل چکی تھی۔ چند موفقت اور ایشاد و ہدایت میں آپ کا تمام وقت گزارا تھا۔ آپ کے خلفاء میں مولانا جہان الدین معروف بہ شیخ ہلالی و طوی۔ شاہ ابوالعالی لاہوری۔ شاہ ابوالصافی قادری لاہوری بہت مشہور ہیں۔

ایک دفعہ اکبر شاہ نے شہزاد خاں کو آپ کے پاس بھیجا کہ آپ کو بلا لے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ مجھے مسجد و مسجد میں ہی جانا چاہیے۔

مفتی القادریؒ کے مصنف اور مشہور و معروف نورخ عالم سید القادر بدایونی نے شیر گڑھ جاکر آپ سے ملاقات کی اور آپ کے پاس تین چار دن رہے۔ وہ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ داؤد کے جہاں میں کوئی چیز ایسی نظر آئے ہے جس سے دنیا کے صاحب جہاں محروم ہیں۔ گنہگار اور تسم میں چہرے پہ لپٹا نور چمکتا ہے کہ دلوں کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ملاقات کے وقت آپ نے ملا کو بہت سی نصیحتیں کیں۔ مولانا عبدالقادر بدایونی کہتے ہیں کہ شاہ

ہی کوئی دن ایسا ہوتا جس میں سو سو چھپاس پچا پس غیر مسلم بحر اپنے اہل و عیال اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔

آپ کی وفات ۹۸۶ھ مطابق ۱۵۷۸ء میں ہوئی۔

شیخ بہلول مریائی قادری

حضرت شیخ بہلول جن کو تذکرہ نویسوں نے شاہ بہلول اور بہلول دریائی بھی لکھا ہے، مجدد ابراہیم گیارہویں شاہ جہان کے جلیل القلم سلسلہ قادریہ کے مبلغ اعظم۔ فقہ حنفیہ کے عظیم فقیہ عارف کامل اور مازاد اولی اللہ تھے۔ ولادت ۹۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا وطن دریائے چناب کے کنارے، موضع لالیاں کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ مت جواب موضع بہلول کے نام سے مشہور ہے۔ تیس سال کے ہونے کو توجہ کئے لئے چلے گئے۔ اس دوران میں آپ نے تمام اسلامی ممالک کی سیر و حیات کی۔ نجف اشرف، مکران، مدینہ منورہ، بغداد شریف، مشہد مقدس ہونے ہوئے، اولپنڈی کے نزدیک بڑی شاہ لطیف کے پاس پہنچے جو حضرت شاہ محمد مقیم حجرواے کے خلیفہ تھے۔ یہاں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔

لکھا ہے کہ ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۰ء میں آپ لاہور پہنچے اور ٹکسالی دروازے کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں مقبرے جس میں حافظ ابوبکر بچوں کو پڑھاتے تھے۔ یہاں آپ نے شاہ حسین قادری کو دیکھا جو کہ اس وقت سات پارے حفظ کر چکا تھا۔ چنانچہ آپ اس روئے کو مکمل تعلیم و تربیت سے نوازا کر واپس چلے گئے۔

اولاد :

آپ کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام محمد علی اور دوسرے کا نام ولی محمد تھا۔ محمد علی کی شادی گیسو دراز بندہ نواز عریب نواز خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ مبارک حضرت حسن کی صاحبزادی زینب بیگم سے ہوئی جس سے چار لڑکے ہوئے۔ بڑے لڑکے کا نام فتح محمد اور چھوٹے کا نام اب اس تھا۔

سلطان حیدر علی فاتح میسور اور مجاہد اعظم سلطان فتح علی ٹیپو آپ کی ہی اولاد سے تھے وفات ۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۵ء میں ہوئی اور مدفن جسٹس شاہ بہلول ضلع جنگ میں بنت جو پنڈی بھٹیاں کے نزدیک ہے۔ پہلے یہ علاقہ ضلع جنگ کی حد میں تھا، مگر اب ضلع گوجرانوالہ میں شامل ہے۔

حضرت صدر دیوان قادری قصوری

آپ حضرت بہلول قادری کے مرید اور شاہ حسین قادری لاہوری کے سپہ سالار تھے۔

مقام حقدردیوان

اندرن چار دیواری حضرت مادھوالا حسین میں واقع ہے۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تھے تو باغ غورہ میں خافتا حضرت مادھوالا حسین قادری میں قیام پذیر رہے تھے اور اس جگہ آپ کا چناب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار قصور میں ہے اور مرجع خلافت ہے۔

شاہ قطب الدین ابوالکلام قادری

حضرت شاہ قطب الدین ابوالکلام قطب بر شاہ مولیٰ حضرت کبیر علیک العشق شاہ کمال کیعتی کے دوسرے فرزند ارجمند اور خلفائے تھے۔ ابتدا سے ہی ریاضت و مجاہد میں مشغول رہا کرتے تھے۔ جبکی وجہ سے آپ کی کرامات اور خوارق کا چرچا دور دور تک پھیل گیا تھا۔ آپ کے بڑے بھائی کا نام عماد الدین اور چھوٹے کا نام شاہ نور الدین تھا۔

ولایت قبولہ شریف ضلع ساہیوال

حضرت کبیر علیک العشق شاہ کمال قادری نے اپنی حیات ہی میں آپ کو ولایت قبولہ شریف تفویض کر دی تھی۔

ورد لاہور :

میان مقبول علی الدین گیلانی نے فرمایا ہے کہ آپ لاہور تشریف لاتے رہے ہیں۔

مزار اقدس قبر شریف ضلع ساہیوال میں واقع ہے، وصال ۲۵ رمضان ۹۹۹ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں ہوا۔

شاہ معروف قادری چشتی

آپ حضرت شیخ ذوالدین گنج شکر چشتی کی اولاد سے تھے۔ پہلے اپنے والد گرامی سے چشتیہ سلسلہ میں مقامات سوگ ملے تھے۔ پھر میراں سید مبارک خٹانی اوچی بن سید محمد نوث گیلانی اوچی کی خدمت پارکت میں ہند کمپی بنگل پہنچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمائی اور وقت خلافت پاکر شاہ معروف سے خطاب ہوئے اور مرشد نے فرمایا کہ معروف بقوت نیا خاندان جاری ہوگا۔ چنانچہ اس طرح آپ طریقہ نوث بھی کے نام سے ہوئے اور یہ سلسلہ آپ سے اس طرح جاری ہوا۔

لاہور میں آپ سید مبارک خٹانی اوچی کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تھے اور کافی دیر یہاں قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ سید مبارک خٹانی کا لاہور ہی میں وصال ہو گیا۔

وفات ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء میں بہاولپور میں گذر ہوئی۔ جب میراں سید مبارک خٹانی اوچی کا لاہور میں انتقال ہوا تو آپ نے ان کے جد مبارک کو لاہور سے لاکراوچ شریف میں ان کے والد حضرت سید محمد نوث اوچی جلی کے پاس دفن کیا۔

سید اللہ بخش گیلانی قادری

سید اللہ بخش بن سید محمد زین العابدین بن سید عبدالقادر ثنائی ہیں اور لاہور کے نام سے مشہور ہیں۔ کافی عرصہ لاہور میں مقیم رہے پھر سیر و سیاحت کرتے بنگالی چلے گئے۔

وفات ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں ہوئی۔ مزار ملک بنگالہ کے کسی دیہہ میں ہے۔ اس وقت دارالسلطنت دہلی کا فرماں روا شہنشاہ جلال الدین اکبر تھا۔

حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری

آپ جناب حضرت شاہ معروف قادری چشتی مرید سید مبارک خٹانی خلیفہ حضرت سید محمد نوث میراں کی خلافت یافتہ تھے۔ چار سال کی عمر میں ہی اپنے مرشد کے منظرِ انور میں گئے۔ مگر عشق اور محبت میں شان عالی رکھتے تھے۔ مناجات کرامات و خوارقِ بزرگ تھے ہر وقت سکر کی حالت میں رہتے تھے۔ آپ کو سماع میں بہت وجد ہوتا تھا۔

شرائعت مناجات فرماتے ہیں کہ آپ لاہور شریف لائے تھے۔ آپ کے دو خلیفے تھے اول حاجی محمد نوث شاہ گنج بخش اور دوسرے مولوی کریم الدین قادری۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے: (۱) شیخ رحیم داد قادری (۲) شیخ تاج الدین قادری وصال ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں ہوا۔ مزار اقدس بھوال شریف میں ہے۔

حضرت شاہ دیوان بدگیلانی قادری

شجر نسب اس طرح ہے:

شاہ بدگیلانی بن سید شرف الدین بن سید عیسیٰ بن سید علاؤ الدین علی بن شمس الدین محمد بن سید شہاب الدین احمد بن علاؤ الدین علی ثانی بن سید قاسم بن سید عیسیٰ قادری بن سید احمد شمس الدین بن سید ابی ساج بن سید ابی لغز بن عبد الرزاق بن حضرت نورت الاعظم۔

آپ جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان آئے کچھ عرصہ لاہور میں قیام کیا۔ جس جگہ آپ نے لاہور میں قیام کیا اور جگہ کشی کی وہ جگہ اب تک بنگم پورہ کے پاس موجود ہے۔ اب اس جگہ بے شمار قبریں ہیں۔ خوارق و کرامات آپ کی بے شمار ہیں۔

وفات ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء میں ہوئی۔ مزار اقدس موضع مسانیں تحصیل بنار ضلع گورداسپور دیہات ہے۔ مقبرہ پر میں بے شمار دولہ لپٹے والد گرامی کے ساتھ حاضر ہوا تھا۔ بادشاہ دہلی نور الدین جہانگیر کا ہمراہ حکومت تھا۔

حضرت شاہ سکنہ قادری کسٹقلیؒ

رئیس الاولیاء حضرت شاہ سکنہ قادری کسٹقلی حضرت شاہ کمال قادری کسٹقلی کے پوتے اور حضرت شاہ علاؤ الدین کے نور نظر تھے۔ آپ نے بچپن سے ہی اپنے جدِ امجد کی صحبت میں رہ کر رومانی اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی تھی۔ قریباً ۹۲۵ھ مطابق ۱۵۱۹ء آپ کی ولادت کا سال ہے۔ آپ کا نسب نسب چوہوہی پشت میں کرشنا اعظم سیہ عبدالقادر جیلانی سے جاسکتا ہے۔ آپ کا گھرانہ امجد اللہ اور شاہ سکنہ ہے۔ رئیس الاولیاء لقب اور پادشاهت گنیت ہے۔ آپ نے اپنے والد اور دادا صاحبان سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرمائی اور چھوٹی سی عمر ہی میں اپنے دادا سے اکتساب فیض کر لیا۔

حضرات القدس جلد دوم کے صفحہ ۲ پر تحریر ہے :

”حضرت امام ربانی بوسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کسٹقلی کے مقبول نظر ہونے کی وجہ سے حضرت شاہ سکنہ ربیہ شاہ موصوف سے امتساب حاصل تھا حضرت شاہ کمال نے باوجود اپنے صاحبزادے شاہ علاؤ الدین کی موجودگی کے خلافت حضرت شاہ سکنہ کو عطا فرمائی تھی“

سیرت سیاحت آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ اس نے آپ نے کثرت سے سیرت سیاحت کی، اور اشاعت دین اور اقامت دین کے لئے تبلیغ اسلام کے شاندار کارنامے سر انجام دیئے۔

زبدۃ المقامات صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ حضرت مخدوم صاحب الشیخ عبدالاحد والد حضرت امام ربانی فرمایا کرتے تھے کہ آفتاب کی طرف نظر ماسکتے ہیں لیکن شاہ سکنہ کے دل پر غیبی نور کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہر سکتا۔

جو امیر محمد دیہ مصنفہ خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی مجددی مطبوعہ دارالاسلام کے قومی دکن لاہور حالات مشائخ نقشبندیہ محمدیہ مصنفہ خلیفہ محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری شملی مطبوعہ دارالاسلام کے قومی دکن لاہور سیرت امام ربانی مولانا ابوالصباح محمد اودھ پوری نقشبندی مجددی۔ امیر شمس الدین محمد زبدۃ المقامات مصنفہ خواجہ حاجی محمد فضل اللہ مطبوعہ لاہور زبدۃ المقامات

مصنفہ محمد شمس گنجی برہان پوری نقشبندی مجددی خلیفہ امام ربانی۔ اندر اسے کی قومی دکن لاہور حضرات القدس جلد اول و دوم مصنفہ علامہ بدر الدین سید ہندی نقشبندی۔ روضۃ المقبول مصنفہ خواجہ ابوالفضل کمال الدین محمد احسان نقشبندی مجددی معصومی وغیرہ میں انتخاب کی بہت شان اور توصیف بیان کی گئی ہے۔

کرامات :

آپ کی کرامات اور خوارق کی تفصیل دینے کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ ایسی کرامات آپ سے ہر روز و شب راتے جاتی تھیں۔ مگر یہاں چند ایک جو کہ لاہور سے متعلق ہیں تحریر کی جاتی ہیں :

دربار قادری میں تحریر ہے :

روایت ہے کہ ایک روز آپ لاہور تشریف لائے اور حضرت طاہر بندگی درجو پیر مہربانی شریف کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کے خلیفہ ہیں، کے مکان کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ شیخ طاہر بندگی اس وقت اپنے مکان کی بالائی منزل پر تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی دم چاہا کہ بے اختیار بالائی منزل سے چھلانگ لگا کر قدم پوی کر دیں۔ آپ کو ان کی قصی حالت معلوم ہو گئی، اس لئے آپ نے فوراً ہی فرمایا :

”ظاہر تم جلدی نہ کرو، زمین کے راستے سے آؤ“

شیخ طاہر زمین کے راستے سے آئے اور قدم بوس ہوئے۔ آپ نے فرمایا :

”ظاہر تم یہیں رہو، ہم مشہور کی میر کر کے یہیں آتے ہیں“۔

شیخ طاہر سوچنے لگے کہ حضرت والا شہر کی طرف جارہے ہیں ایسا نہ ہو کہ شہر کے ملاں لوگ آپ کے ساتھ کتوں کو دیکھ کر گستاخی سے پیش آئیں اور پھر گستاخی کے دکانات میں یہ شہر لاہور تباہ و برباد ہو جائے۔ اس لئے آپ نے بالا خانے سے حضرت والا کو دیکھا۔ شیخ طاہر دیکھ رہے تھے کہ کس طرف آپ جاتے ہیں لوگ بہت زور اور سلاخیں بوجاتے ہیں اور کب مجال کہ کوئی عین و چرا بھی کر سکے۔

آپ کا گزرا تھا۔ سب الرحمن کے کتب سے ہوا۔ جب ملائی نظر آپ کے دستے منور پر پڑی تو وہ بے اختیار ہو کر دوڑا، اور قدم بوس ہوا۔ پھر آپ نے شیخ طاہر کے گھر کا

رہ گیا۔ مگر ملا عبد الرحمن چھپے چھپے آرہے تھے۔ آپ نے شیخ طاہر کے گھر پہنچ کر
شیخ طاہر سے تہنیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :

”یہ بڑا نیک طاہر ہے اسے شکار کر کے لایا ہوں“

اور پھر ملا عبد الرحمن کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل کر کے فرقہ خلافت میں عنایت فرمایا۔ اس
کے بعد شہر لاہور کے سینکڑوں بزرگوں افراد آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

ایک دفعہ آپ نے قیام لاہور کے دوران میں شیخ طاہر زندگی کو حکم فرمایا کہ سلسلے شہر
میں منادی کر دی جائے کہ میں کوئٹہ کی ولادت منظور ہو وہ ذرونیہ زے کے حاضر ہو
جائے۔ منادی کوادی گئی۔ ہزاروں حاجت مند معذرونیہ زے حاضر آ گئے۔ بعد قیام خدا آپ
فرماتے تھے کہ ”حب ذرونیہ ہوگا“

شہر کے بد باطن اس اعلان پر تسخیر ہوا رہے تھے۔ انہوں نے ایک بڑے کوکورت
کے لب اس میں نذر دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے نذر قبول فرمائی اور فرمایا :

”حب ذرونیہ ہوگا۔“

وہ بد باطن اس بات پر اور زیادہ بے ہودہ گوئی پر آگئے کہ دیکھئے انہیں یہ بھی معلوم
نہیں کہ یہ بڑا کب سے عورت نہیں ہے۔ آپ نے ان ایم میں سوال کیا کہ بشارت فرمائی۔
آخر میں ایک حنیفہ لڑکے کے آئینے کو آئی۔ آپ نے فرمایا : اب تعداد پوری ہو گئی۔ اس نے
گرہ و زاری شروع کی اور یہ عرض کی : حضور ! میں وراہ نوشیہ سے محروم و ناکام جا رہی ہوں
اور تمام اہل شہر کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔ اس پر آپ بہت متاثر ہوئے اور اس کی نذر بھی قبول
فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد آپ لاہور ہی میں قیام فرما رہے۔ جن کو لڑکوں کی بشارتیں دی گئی تھیں ان
کے وضع عمل کے وقت خدا کے حکم سے ان گھروں میں لڑکے پیدا ہو رہے تھے اور اس لڑکے کے
کو بھی جسے ان بد باطن لوگوں نے بھیجا تھا اور آپ نے اس کی نذر قبول فرمائی تھی۔ درمیانہ
سپورع ہوا۔ درود کی شدت سے وہ چمکنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے اور ان بد باطن آدمیوں کو نفرین
کرتے گئے۔

آخر اہل محلہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کر کے اس
کا قصور معاف کر دیا جائے، چنانچہ اہل محلہ اس لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں لے آئے
اور عرض کیا کہ حضور ! یہ کو بد باطن ہیں انہیں معاف فرما دیا جائے۔ اس عرض میں وہ بڑھپا
بھی آگئی جسے آپ نے اولاً یہ فرما دیا تھا کہ اب تعداد پوری ہو گئی اور پھر اس کے رونے پینے
پر اس کی نذر قبول فرمائی تھی۔

آپ کو اس لڑکے کی تکلیف بہ رحم آگئی اور بڑھپا کو حکم فرمایا کہ اس لڑکے کے پیچھے
سے نکل جاؤ۔ بڑھپا اس لڑکے کے پیچھے سے نکل گئی چنانچہ وہ حمل لڑکے سے نکل کر
بڑھپا کے قراہا گیا۔ اور لڑکا اس درود کا مصیبت سے بچ گیا۔

اس واقعہ سے اہل لاہور جو حق و درجہ حق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور
آپ نے حلقہ رقم مسدود اور مساکین میں تقسیم فرمادی۔

صاحب آئینہ نصیحت نے آپ کے خلفاء کی تعداد سترو تحریک کی ہے۔ جن کے نام یہ ہیں :-

(۱) حضرت شیخ طاہر بیدگی قادری لاہوری

(۲) خواجہ شاہ گدا حرمین عباس قادری سندھ

(۳) خواجہ صاحب امین الدین قادری سندھ

(۴) شیخ محمد اسلام لاہوری

(۵) حضرت میروں شاہ غازی رام گڑھ راجپوتانہ

(۶) علامہ الرحمان قادری لاہوری (کوٹلی پیر عبداللہ قادری)

(۷) حافظ نور جمال قادری

(۸) بارا بال پوری

(۹) امام ربانی حضرت سید محمد الفاضل سید ہندی

(۱۰) شیخ نور محمد پٹنی

(۱۱) شاہ محمود عالم لاہوری (۱۲) ملا حسین لاہوری

(۱۳) قاضی مسدود الدین لاہوری (۱۴) ملا ابوالفتح لاہوری

(۱۵) علامہ الدین لاہوری

(۱۶) شیخ اور سید سادات

آپ کے دو صاحبزادے تھے :

(۱۷) شاہ گرامرحمان عباس قادری

(۱۸) شاہ صاحب اللہ العباسی رومی — موجودہ سجادگان کینٹنل شریف اپنی کی اولاد سے ہیں۔

آپ کی تاریخ وفات ۴۴۰ھ بمطابق ۱۰۴۷ء ہے۔ مزار پر انوار کینٹنل شریف میں واقع ہے۔

لکھا ہے کہ وہ عالی کے وقت آپ نے آٹھ منسل فرمایا : نماز ادا کی، بہت دیر تک سجدہ رہے اور اپنی خانہ اور اہل ارادت کے لئے وعظ و نصیحت فرمائی۔ دونوں صاحبزادوں کو طلب فرمایا، پس وہ صاحب کے بعد تہکرات عالیہ عطا فرمائے۔

کینٹنل شریف میں آپ کا مزار اقدس ہے جو اب بھی مروج عوام و خواص ہے۔

مقام عب العفور قادری

آپ حضرت میاں میسر کے ہاکمال اصحاب میں سے تھے، صاحب مجاہدہ و ریاضت شیخ تھے۔ لاہور میں مدرس تھے، جب بھی آپ حضرت میاں میر کی خدمت اقدس میں آتے تو آپ انہیں قبول فرماتے۔ اس طرح کافی مدت گزر گئی، میاں حاجی محمد بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ میر سے پاس آئے اور تمام وجوہ بیان کیا اور روپے، میں نے ان کی ڈھارس بندھائی۔ اور جب میں آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک باغ میں تشریف فرما تھے، چنانچہ میں نے آپ کو خوش دیکھ کر تمام واقعہ بیان کیا، آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا : اگر جادو سے میر سے پاس سے آؤ، چنانچہ میں جا کر ان کو سنا دیا، آپ نے ان کو رعایت ان کو مشغول فرمایا اور جو ان کا مطلب تھا وہ حاصل ہو گیا۔

آپ حضرت میاں میر کی خدمت میں وفات پائے تھے، مزار پر ان کو کلاؤں میں پستان۔

حضرت اسماعیل ہزارہ قادری

آپ حضرت میاں میر قادری لاہور کے مریدین و متبعین میں سے تھے۔ لاہور، مگر مسلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ سے بیعت کی اور پھر کبیر آباد چلے گئے جہاں وفات پائی، اور مدفون ہوئے۔ سیکرٹری لاہور میں آپ کا ذکر موجود ہے۔

وفات ۱۱۳۵ھ سے قبل ہوئی۔ مرید حضرت میاں میر لاہور قادری لاہوری تھے۔ مزار پر انوار کبیر آباد میں ہے۔ قادری سلسلہ میں بیعت کے لئے حضرت میاں میر کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے تھے۔

قاضی شیخ محی الدین قادری

قاضی شیخ محی الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ محمد بن شیخ شمس الدین ہراتی بخاری۔

آپ کے آبا و اجداد ہرات سے تھے، اور وہاں سے ہندوستان تشریف لائے۔ وفات آپ کی شہر سندھ میں ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ مگر زندگی کے آخری ایام میں بمبئی مگر بادشاہ کے دربار میں تھے، نقل مکانی کر کے براستہ اورچ لاہور۔ بیٹا نہ ہوئے ہوئے کلاؤں مستقل طور پر اقامت گزری ہوئے۔ آپ نے حضرت شاہ بدایوں گیلانی المتوفی ۱۰۴۷ھ کی زیارت مبارک میں کی تھی اور ان سے فیض حاصل کیا۔

دوران سیاحت آپ نے سینکڑوں اولیاء سے فیض حاصل کیا، مرقمہ منور حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری لاہور پر حاضر ہوئے دی اور چمکشی بھی کی۔

ملفوظات :

فرماتے تھے : کم علم لوگوں کے سامنے حقائق بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے، شریعت کی تابعداری ہی اصل ایمان ہے جس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ لاہور میں آپ نے کئی بزرگوں سے اکتساب فیض کیا۔

صاحب کرامت و خوارق بزرگ تھے، بشمار کرامات آپ سے منسوب ہیں اور کرامات

ظاہر نما و باطنی سے اُردو اسناد اور صاحب عرفیت و شریعت بزرگ تھے۔

وصال آپ کا بوقت عصر ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ ابھی آپ عمر کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ حرکت قلب بند ہو گئی اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مزار اقدس قصبہ کلاؤر ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے جس جگہ شہنشاہ اکبر نے تخت نشینی کی تھی۔ اس جگہ سے جیل بریگی کی خانقاہ کے درمیان لڑو کران ندی ایک نہایت پرفصلہ مقام پر ہے۔

ملا الوبکر قادری

آپ کی تربیت حضرت علامہ شاہ پٹنائی نے فرمائی۔ آپ حضرت علامہ شاہ اور حضرت میر کاشمیر کے ہمدرد چھا کرتے تھے اور کافی عرصہ تک اکٹھے رہے۔ آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنی تمام کتب لاکر چھینک دیں اور کہا کہ میری کتب ہلا بھلا کر دے دو کیونکہ میں نے سب تعلقات منقطع کر دیئے ہیں اور حضرت میاں میر جی کی محبت اور خدمت کو میں نے اپنا معراج حیات بنایا ہے۔ کچھ عرصہ لاہور میں مقیم رہے۔

وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار شریف نئی گجرات میں ہے۔

میرا شمس الدین گیلانی

آپ حضرت سید محمد نوٹ گیلانی اوجی چلیسی کے فرزند مائت سید مبارک حقانی کے چچے تھے۔ آپ جو اوج شریف سے نقل مکانی کر کے لاہور شریف لائے تھے اور پھر یہاں سے غلیچیاں، ضلع نرسہ مشرقی پنجاب، میں جا کر اقامت گزریں ہوئے تھے۔ آپ کی اولاد کے پاس جو تسلی یادداشتیں ہیں، ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہانگیر بادشاہ کے ابتدائی دور حکومت میں غلیچیاں شریف لائے تھے۔ شہنشاہ جہانگیر شہنشاہ میں سریرار سے سلطنت ہوئے تھے۔ اس نے یہ فیاس کی جاتا ہے کہ آپ شہنشاہ تک غلیچیاں پہنچ چکے ہوں گے۔ جب آپ غلیچیاں پہنچے تو آپ نے وہاں رشید پراہیت اور تبیین دارش و کاسلہ قائم کی۔ آپ کی اولاد سے ایک

شخص مجھے لاہور میں خانقاہ جس نے بنایا کہ آنجناب عہد ہوبہاں میں لاہور شریف لائے تھے، مولانا اعظم بافتواب۔

آپ کے دو فرزند تھے۔ بڑے بیٹے کا نام ولی عمر شہ خانقاہ لاہور فوت ہو گیا، اور دوسرے فرزند کا نام میراں علی محمد شاہ تھا۔

وفات آنجناب کی تقریباً ۱۲۸۵ھ کے گاہ بھگ ہو گئی اور غلیچیاں کے لڑو کران ندی کے کنارے دریا کے مابین دفن ہوئے۔

دو موصلاعات جہاں آپ کی اولاد آباد تھی:

۱۔ غلیچیاں

لاہور۔ امرتسر سے چوکر پٹنڈیہ گوردو کو جاتیں تو وہاں سے وہ میل کے فاصلے پر قصبہ غلیچیاں آباد ہے۔ دریا کے مابین یہاں سے وہ میل کے فاصلے پر ہے۔

۲۔ تلوارڈ

قصبہ غلیچیاں سے دریا کے بائیں پار کر کے ریاست کپورتھلہ میں داخل ہوں تو قصبہ ٹھٹھوان سے آگے قصبہ تلوارڈ آجاتا ہے۔ میرا شمس الدین گیلانی کا موصلاں سے آگے چار میل ہے۔ وہاں سے تلوارڈ قصبہ آتا ہے۔ پھر اس قصبہ سے آگے تلوارڈ کا موصلاں آتا ہے۔ غلیچیاں سے تلوارڈ کا فاصلہ سترہ اعشار میل کے گاہ بھگ ہے۔ میرا شمس الدین کی خانقاہ اسی قصبہ میں ہے۔ ان کے صاحبزادے میرا سید کلا کا مزار بھی اسی قصبہ میں دوسری جگہ پر واقع ہے۔ خانقاہ ایک جگہ میں ہے اور اس کے ساتھ اراضی بھی تھی

۳۔ میگروال

یہ قصبہ تلوارڈ سے چار میل کے فاصلے پر ریاست کپورتھلہ میں واقع ہے۔ میرا سید شمس الدین کے دوسرے صاحبزادے میرا شمس الدین یہاں آباد تھے۔ ان کا مزار میگروال سے دو میل کے فاصلے پر جنگل میں واقع ہے۔ مزار پر شہان کی اولاد سے بڑے بزرگ گزرتے ہیں۔

۴۔ رٹڑہ

اس قصبہ میں بھی آپ کی اولاد آباد تھی۔

سلطان شیح محمد قادری

ولادت ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں ہوئی۔ آپ حضرت واصل حق کی اولاد سے ہیں اور خاندان سپید پتال سے وابستہ ہیں۔ جوانی کے ایام میں مرشد کی تلاش میں لاہور آئے۔ یہاں آپ نے حضرت ماحولانی حسین کی ٹیڑھت مثنوی، توان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم پوس ہو کر عرض طلب کیا اور لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ بھی تمہارا حق ہے مگر اپنے خاندانی مرشد سے بھی اکتساب فیض کرو۔ چنانچہ آپ اپنے چلتے مرشد حضرت عبداللہ الدین سے ملتان میں ملے اور ان سے بھی فیوض و برکات حاصل کیں۔

وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں ہوئی۔ مزار اقدس قصبہ واسو ضلع جہنگ میں حضرت واصل حق کے پہلو میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث قادری دہلوی

آپ کے آباد اہلاد میں سے سب سے پہلے جس بزرگ نے سرزمین پاک و ہند میں قدم رنج فرمایا۔ وہ آٹھ ہجرت کے تھے جو بخارا کے رہنے والے تھے۔ وسط ایشیا میں مغلوں کے تاج پور حملوں سے تنگ، اگر آپ اس سرزمین میں تشریف لائے۔ یہ سلطان علاؤ الدین غمی کا عہد حکومت تھا۔ سلطان نے ان کو اپنی حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر تعینات کیا اور گزوات اور اس کی بندرگاہوں کی فتح پر نامور کیا۔ انہوں نے وہاں ہی سکونت اختیار کی۔ ان کے ایک سوا ایک بیٹے تھے جن میں سے مرنے ایک لوہ کا ملک معز الدین باقی رہا۔ چنانچہ آپ اپنے بیٹے کو لے کر واپس دہلی آگئے۔

ان کے فرزند ملک موسیٰ نے بھی شہرت حاصل کی۔ ان کے بیٹوں میں شیخ خیروز نیاززی حیثیت کے مالک تھے۔ ان کے فرزند شیخ سعد اللہ ہوئے جو شیخ محدث کے دوا ہوئے شیخ سعد اللہ کے دو کے شیخ سیف الدین تھے جو حضرت شیخ مریث کے والد گرامی تھے۔

جو ۱۲۵۵ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر انہوں نے شیخ امان پانی پتی سے بیعت کی۔ آپ کوئی بڑے عالم فیاض نہ تھے مگر اس کے باوجود ایمان کامل اور دیانت و استغنا کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی وفات ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔

ولادت :

شیخ محدث ۱۲۵۵ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے جو کہ اسامہ شاہ سودی کا عہد حکومت تھا۔ اس زمانہ میں ہمدی تحریک اپنے پورے جوہن پر تھی۔ اہل حق قدرت کو اس سال قادیان کے ہاں شیخ ابو الفضل پیدا ہوئے جنہوں نے اسلامی شعار کی تصفیک و توحید میں اپنی قابلیت صرف کی۔ اور شیخ محدث نے اسلام کے احیاء کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

تحصیل علوم و فنون :

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ بارہ نیزہ سال کی عمر میں شرح شمس اور شرح عقائد کی تکمیل کر لی۔ پندرہ سولہ سال میں مختصر اور مطلق سے فراغت حاصل کر لی اور اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم عقلی و نقلی پر حاوی ہو گئے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور حفظ پر صرف سال سوا سال ہی لگا۔ اس زمانہ میں آپ رات کو عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ پھر ماوراء النہر چلے گئے اور وہاں کے بڑے بڑے شیوخ سے اکتساب علم کیا۔ پھر شیخ اسحاق شہروردی سے بھی فیض حاصل کیا۔

علامہ محمد مجید لاہوری لکھتے ہیں کہ جب آپ کی عمر تیس سال کی ہوئی تو تکمیل علم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد حج کے لئے حرمین اشرفین چلے گئے۔ اس زمانہ میں دربار اکبری میں مہمانے شوکار و مہتمم تھیں افسوس کہ اتفاقاً اور کسی مرد مجاہد اور نیک آدمی کا ان کے ساتھ گزارہ ممکن نہ تھا۔ ابو الفضل اور فیضی نے اس دینی انتشار کی دہشتاں کی۔ چنانچہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

احمد آباد میں آپ نے شیخ نجم الدین علوی سے اکتساب فیض کیا جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے جلیل عالم تھے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کے شاگرد احمد آباد سے لاہور تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہاں سے مرزا نظام الدین بخشی نے شیخ محدث کے لئے زور و راہ فراہم کیا اور

جہاز کا بندوبست کیا۔ اور آپ کو معظّم پہنچ گئے۔ مگر معظّم میں آپ نے اس زمانہ کے محفّظین سے بخاری اور مسلم کا درس لیا اور پھر شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کو مکرم سلسلہ میں پہنچے اور سلسلہ انوار شریک دہاں ہی قیام کیا۔ شیخ عبدالوہاب متقی ہندوستان کے مدیم امثال علماء میں سے تھے اور یہاں ہی علوم و فنون میں تکمیل کر کے جرات، دکن، لٹکا اور سرمدیپ کی بیرونی سیاحت کی اور پھر مکرم معظّم شریف سے گئے۔ مگر معظّم میں انہوں نے شیخ علی متقی سے سند لی اور پھر اس شہر میں ایسا مرکز علم قائم کیا جس کی شہرت تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی۔

شیخ حضرت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ وہ یار حبیب میں ہمیشہ پادار مل جاتے اور ایک قصیدہ سرکار، دہاں کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ علم و عمل کے تمام مرحلے طے کرنے کے بعد آپ کے استاد نے آپ کو ہندوستان واپس جانے کی ہدایت کی۔ آپ کو بغداد شریف بھی جانا تھا۔ مگر استاد کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کر کے واپس آ گئے۔ اس وقت شیخ عبدالوہاب متقی نے رخصت کرتے وقت آپ کو حضرت عوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا ایک پرانے مبارک عنایت کیا۔ چنانچہ آپ واپس شریف سے گئے آپ شام بھی تھے۔ حتیٰ تخلص کرتے تھے۔ اشعار پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت :

سب سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی شیخ سیف الدین سے روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے اس زمانہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت سید موسیٰ پاک گیلانی قادری جو مخدوم سید حامد گنج بخش قادری اوجی کے فرزند رشید تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ شیخ حامد گنج بخش کے دو فرزند تھے :

۱۱۔ شیخ موسیٰ پاک شہید قادری اور (۲) شیخ عبدالقادر

والد ماجد کے انتقال پر ان میں سجدہ نشین پر چھوڑ دیا گیا۔ شیخ موسیٰ اوجی چھوڑ کر دربار شہید ہی میں آ گئے اور یہاں اکبر نے ان کو پانچ سو کا منصب عطا کیا۔ آپ مذہبی معاملات پر بڑی سستی سے عمل کرتے تھے اور اس معاملہ میں شہنشاہ کی بھی پروا نہ کرتے تھے۔ اگر بادشاہ

کی خدمت میں حاضر ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز باجماعت ادا کرتے اور کسی کران کے روکنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔

شیخ محدث نے اپنی تصنیف اخبار الاخبار میں آپ کے تذکرہ میں انشا پر دہاں کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ اور ان کا ہر ایک لفظ اپنے پروردگار کی تعریف و توصیف میں یقینیت مندی کا مکمل اظہار کرتا ہے۔ آپ سلسلہ میں حضرت سید موسیٰ گیلانی قادری کی بیعت سے سر فراز ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ کلیات الصوفیہ میں محمود صاقلی بھٹائی لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محدث نے حضرت عوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے روحانی اثنائے پر حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے دست حق پرست پر بھی بیعت کی تھی۔ حالانکہ آپ کو کئی سلاسل کی خدمت تفویض ہوئی تھی مگر سلسلہ قادریہ سے آپ کو خصوصی تعلق تھا اور اس کا مرکز حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رشتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی، اور آپ کے ولی و دامخ کار شہرہ رشتہ ان کے عشق میں گرفتار تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنی معروف تصنیف اخبار الاخبار میں آپ نے شیخ جیلانی کی تصنیف میں انشا پر دہاں کا مکمل حق ادا کیا ہے اور اپنی انتہائی عقیدت اور ارادت کا اظہار کیا ہے۔

زبدۃ الاسرار منتخب سجادہ میں لکھتے ہیں کہ : خواب میں مجھے حضرت شاہ جیلانی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر مرید کیا تھا اور بیعت ہونے کے بعد حضور سرور دو عالم نے یہ زبان فارسی بشارت دی تھی کہ "بزرگ خواجہ شہ"۔

سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق :

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کو حضرت عوث الاعظم سے بے پناہ عشق تھا آپ نے اپنی تمام تصانیف میں جن خلوص اور محبت سے آپ کا ذکر کیا ہے وہ ان کے جذبات حقیقی اور عقیدت کا اظہار ہے۔ شیخ کا ذکر کرتے ہی آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور ان کا قدم فرط مسرت اور دہخ و جوش و عقیدت میں مستزاد رقص کرنے لگتا تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ حالانکہ اخبار الاخبار میں آپ نے ہندوستان و پاکستان کے اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر عقیدت و ارادت کی بنا پر حضرت عوث الاعظم کا تذکرہ سب

سے پہلے کتاب کی زینت ہے اور اپنے نام کے ساتھ بھی سلسلہ عالیہ قادریہ سے نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ سرزمین ہندوستان میں حضرت مولانا عظیم الشان شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصانیف کی طرف سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ہی توجہ فرمائی تھی اور ان کے ترجمے کئے اور ان کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

معاصرین :

آپ کے معاصرین میں حضرت مجدد الف ثانی شہرہندی، حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری، شیخ عبداللہ نیاز ذی چشتی، خلیفہ شیخ مسیح پاشی، نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری، نواب عبدالرحیم خاں خاں مشہور شاعر فیضی، راجہ ابوالفضل، مامعبد القادر دہلوی، مرزا غلام الدین بخشی، میر سید طیب بگڑھی، محمد غوثی شہاری بہت معروف ہستی ہیں اور ان حضرات سے آپ کا نزدیکی تعلق تھا۔

حضرت شیخ محدث کو حضرت مجدد الف ثانی کے نظریات سے پہلے پہل کچھ اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور انہوں نے مجدد و صاحب کی تردید میں ایک سالہ بھی تحریر کیا تھا۔ مگر شیخ مجدد نے اپنے نظریات کی وضاحت کی تو حضرت شیخ محدث کی رائے کیسے بدل گئی اور تمام شکوک و شبہات جاتے رہے۔ حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی بلکہ آپ ان کو اپنا روحانی پیشوا فرماتے اور ان کے مشورے سے خذ و دل سے قبول فرماتے۔

شیخ عبداللہ نیاز ذی چشتی سے بھی آپ کے مخلصانہ مراسم تھے۔ نواب مرتضیٰ خاں فرید بخاری اور نواب عبدالرحیم خاں خاں امراتے ملاقات تھے مگر اس کے باوجود حضرت شیخ محدث کے ان کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات تھے۔ انگریز عہد میں جن امراتے اپنے دینی احساس کو بیدار کر رکھا تھا ان میں ان دونوں کو ایک خاص مقام حاصل تھا، حالانکہ فیضی نے دین میں پر اعزازت کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کے باوجود آپ کے اس سے بھی اچھے مراسم تھے مگر جب اس کے مقام میں بے راہ روی پیدا ہوئی تو شیخ محدث نے ان سے قطع تعلق کر دیا۔ عہد گلاب دہلی کے مشہور مؤرخ مامعبد القادر دہلوی نے آپ سے دہلی میں ملاقات کی۔ یہ ملاقات سرسری سی تھی کیونکہ مامعبد دہلوی نے ہی لشکر کے ساتھ لاہور کو رہا ہے تھے۔ لاہور پہنچ

کر انہوں نے شیخ محدث کی خدمت عالیہ میں خط لکھا جس میں انہوں نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں سلسلہ عالیہ قادریہ سے بیعت تھے۔ شیخ محدث حضرت شیخ مولانا پاک شہید قادری سے بیعت تھے اور مامعبد القادر دہلوی شیخ داؤد قادری شیرگڑھی مرشد حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری سے بیعت تھے۔ اسی طرح مرزا غلام الدین بخشی، میر سید علی بگڑھی اور محمد غوثی شہاری سے بھی آپ کے مخلصانہ مراسم تھے۔

شاہان وقت :

شیخ محدث دہلوی کی ولادت سلیم شاہ سوری کے عہد میں ہوئی اور شاہ جہان کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ اس دوران دہلی کے تخت پر درج ذیل فرماں روا بیٹھے :

| | |
|----------------------|--------------------|
| ۱۱) اسلام شاہ سوری | ۱۲) محمد شاہ سوری |
| ۱۳) ابراہیم شاہ سوری | ۱۴) سکندر شاہ سوری |
| ۱۵) ہمایوں (دوبارہ) | ۱۶) اکبر |
| ۱۷) جہانگیر | ۱۸) شاہ جہان |

آخذاکر تین بادشاہوں کا زمانہ آپ نے بھی طرح دیکھا ہے مگر سلاطین وقت سے آپ کی دوستی اور تعلق بہت کم تھا۔ خود گوشہ تنہائی میں رہتے اور ان سے تعلق پسند نہ کیا۔ انگریز عہد میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو اس کے انتقال پر جہانگیر کو نواب شیخ فرید بخاری کی وساطت سے خط لکھا کہ شہر اسلام کی نگرانی و حفاظت کی جائے۔ جہانگیر کے سلسلہ جنوں میں بادشاہ سے ملاقات کے لئے دربار تشریف لے گئے اور بادشاہ نے توذکب جہانگیری میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

آخری زمانہ میں شیخ محدث کے جہانگیر سے تعلقات خراب ہو گئے تھے۔ جس پر جہانگیر نے شیخ محدث اور ان کے فرزند شیخ نورالحق کو کابل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب یہ دونوں صاحبان لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں میر قادری کے فرماں پر آپ واپس دہلی تشریف لے گئے۔ پھر یہی لکھا ہے کہ شیخ محدث سے مکہ نور جہان کے تعلقات بھی اچھے نہ تھے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ مکہ نور جہان نے شیخ محدث کو بلا بھیجا تو شیخ نے جواب میں

کہلا بیجا کہ :

"فقیہ کا بادشاہوں اور بیگمات کے پاس کچھ کام نہیں ہے۔ فقیر کے لائق جو امر ہو کہلا بیجیوں، اس کے انجام کے لئے حتیٰ امکان کوشش کی جائے گی۔"

لاہور میں درود مسعود :

شیخ محدث اور حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری

آپ حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ نے بے شمار خطا حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں لاہور کھئے جو کہ آپ کے ذوق و شوق کے آئینہ دار ہیں۔ فتوح الغیب کی شرح اور ترجمہ کرنے کا حکم آپ کو حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری نے ہی دیا تھا اور فرمایا تھا کہ

"جسہ کا بارگزاشتہ اس کا رہا کر د"

لیکن شیخ محدث کو اس کام کے کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے اور وہاں میں روز یک شاہ ابوالمعالی قادری کی خدمت اقدس میں رہنا ہوا۔ تو شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر اس کام کو انجام دینے کا جذبہ پیدا ہوا۔ مسئلہ میں اس شرح کی تکمیل ہوئی۔ مفتاح فتوح تاریخی نام رکھا۔

شیخ محدث کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے جو بے پناہ عقیدت تھی، اس کا اظہار اس کتاب کی شرح میں جابجا ملتا ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری حضرت شیخ داؤد کرمانی قادری شیرگرامی کے برادر زادے۔ داماد و خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ترویج اور نشر و اشاعت میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ بروقت عقیدین و ارشاد میں معروف رہے۔ شیخ محدث کو ان سے بے پناہ عقیدت تھی اور آپ کی خط و کتابت ان سے بہت تھی۔ شیخ محدث کو اس وقت ان کے سوا اور کوئی بزرگ ہی نظر نہ آتا تھا۔ جن سے وہ رہنمائی طلب کر سکیں۔ ایک دفعہ کچھ روحانی اشکات

حمل کرنے کے لئے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت شاہ صاحب نے ان کو لاہور میں کچھ عرصہ کے لئے قید کر دیا۔ جس سے آپ کو روحانی تربیت دینا مقصود تھا۔ یہ مشاہدہ کا واقع ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو بہت سے قیمتی مشورے دیئے تھے۔ جن پر وہ تمام عمر کاربند رہے اور جن سے ان کے علمی کاموں اور تحقیق و تدقیق میں بہت سہولت پیدا ہو گئی تھی۔

مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی شیخ محدث نے آپ کے ہی حکم سے مکمل کی تھی اور مشورہ دیا تھا کہ صاحب اشعار درج کئے جائیں تاکہ انداز میں دیکھ پ اور مؤثر معلوم ہو۔

حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کو ہدایت کی تھی کہ دہلی سے باہر نہ جائیں اور وہیں اپنی تصنیف و تصنیف کا کام جاری رکھیں۔ ایک دفعہ جب شیخ محدث لاہور آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہاں ہی اپنا کام جاری رکھو۔

ایک دفعہ شیخ محدث نے آپ کی علالت کی خبر سن کر لاہور آئے کو قصد فرمایا تو شاہ صاحب کی تنبیہ کا خیال انکی توجہ پر آدرا نہ ہوئے بلکہ ایک مریضہ ارسال کیا۔ اور جب محدث کی احوال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو انکی توجہ پر آدرا نہ ہوئے بلکہ ایک مریضہ ارسال کیا۔ اور جب محدث کی احوال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو انکی توجہ پر آدرا نہ ہوئے بلکہ ایک مریضہ ارسال کیا۔

حضرت شیخ محدث کے تعاضد حضرت شاہ صاحب سے میری پہلی کتاب — "لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں" میں ملاحظہ فرمادیں۔

شیخ محدث اور حضرت میاں میر قادری لاہوری
شہنشاہ چنگیزی راجہ کے آخری حصے میں حضرت شیخ محدث دہلوی سے ناراض ہو گئے اور وہ آپ کے درپے آزار تھا۔ ہوا اس طرح کہ جو لوگ آپ کے مخالف تھے انہوں نے شکایت کی کہ حضرت شیخ محدث اور میرزا حسام الدین احمد جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے خلفائے تھے، آپ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ جب بادشاہ آخری مرتبہ کشمیر گیا تو حکم صادر کیا کہ ان کو میرے دو برو پیش کیا جائے۔ آپ چونکہ کافی عمر رسیدہ تھے۔ اس لئے بڑی مشکل سے جب لاہور پہنچے تو حضرت میاں میر قادری لاہوری کی خدمت اقدس میں یہ دونوں حضرات اور شیخ محدث کے صاحبزادے شیخ نور الحق گئے اور کہا کہ اس بڑھاپے میں اور

اولاد سے جدائی ممکن نہیں۔ حضرت میاں میر نے ان کو نسلی دی کرنا آپ اور میرزا کثیر جانیں گے اور
 دی آپ کا صاحبزادہ کا بل جانے کا بلکہ سب لاہور سے واپس دہلی چلے جاؤ گے۔ چار روز
 کے بعد کشمیر سے جہانگیر کی وفات کی خبر لاہور پہنچی اور سب کی جلا وطنی کے احکام منسوخ ہو گئے
 تو سب سنی خوشی اپنے وطن واپس چلے گئے۔

یہ واقعہ ۱۱۹۸ھ کا ہے۔ قیام لاہور میں آپ حضرت میاں میر قادری کی محاسن میں شریک
 ہو کر فیومن دہلی میں حاصل کرتے رہے۔

تصانیف :

آپ کی تصانیف کی تعداد بقول علامہ راجہ محمد لاہوری۔ قاضی خاں اور محمود صالح کنہوہ
 لاہوری کے سو یا اس سے زائد بتائی جاتی ہے۔ فن و موضوع کے اعتبار سے آپ نے تفسیر، حدیث
 اخلاق، تصوف، تجوید، فقہ، خطبات، مختصر، نحو، فلسفہ و منطق، اشعار، اعمال، ذاتی
 حالات، عقائد، تاریخ سب پر طبع آزمائی فرمائی ہے اور خوب فرمائی ہے، فتوح الغیب
 جو حضرت غوث الاعظم کے اعظم و مفلح کا مجموعہ ہے اور جس کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر
 کا امت انجمن ان کے مستشرق پروفیسر مارگولتھ نے بھی کیا ہے۔ اس کی شرح آپ نے
 نہایت عالمانہ انداز میں لکھی ہے۔

”حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی“ میں آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی ایک
 فہرست شامل ہے جس میں ۱۰ کتابوں کے نام ہیں جن میں مدارج النبوت، مرجع البحرین
 ذکر طوک، تاریخ سلطین ہند، بے شمار رسائل، شب برات، صلوة الاسرار، عقدا نامل،
 نورانیہ سلطانیہ، اقام حدیث، وجودیہ، وظائف و غیرہ۔ زبدۃ الاثر، منتخب بیچۃ الاسرار
 شرح فتوح الغیب، فضول الخلیف، آداب العیاس، تکبیل الایمان، شرح مشکوٰۃ مصابیح،
 حبيب القلوب الی ديار المحبوب، جامع البرکات، حلیہ سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت
 ممتاز ہیں۔

امام ربانی کا آپ کے نام مکتوب :

مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جلد دوم میں مکتوب نمبر ۱۹ شیخ عبدالحق صاحب

دہلوی کے نام اس طرح درج ہے :

”اس دنیا میں مصائب اور غم و حزن، اندوہ و غم اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے
 کیونکہ اس میں رضا سے حق ہے اور فعل محبوب سے اور آخر اس کا نعمت و
 رحمت ہے اور نعمت و رحمت میں رضا سے نفس ہے اور انجام انس کا
 اچھا نہیں؟“

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کے نام :

مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی مکتوب نمبر ۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴ اور ۱۴۵ حضرت شاہ

ابوالمعالی قادری لاہوری کے نام ہیں۔ اس کتاب میں حضرت محدث دہلوی کے مکتوب حضرت باقی باللہ
 نقشبندی، نواب خان خاں سپہ سالار، نواب فرید زعفرانی، شیخ ابو الفضل فیضی، شیخ نور الحق
 دہلوی، شاہ ابوالمعالی لاہوری، شیخ عبداللہ نیازی وغیرہ کے نام ہیں۔ کل مکتوب ۱۶۹ ہیں۔

وفات :

۱۱۰۰ھ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں چارائے سال کی عمر میں یہ عظیم الشان عباد
 وفات پائی اور آپ کو حوض شمس دہلی کے کنارے سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے فرزند شیخ نور الحق
 نے نماز جنازہ پڑائی اور مزار پر کتبہ نصب کرایا۔ آپ کی تاریخ ولادت ”شیخ اولیاء“ اور تاریخ
 وفات ”فخر عالم“ سے نکلتی ہے۔

حضرت شاہ مقیم محکم الدین قادری

آپ کا شیخ و نسب اس طرح ہے :

حضرت شاہ مقیم قادری بن شاہ ابوالمعالی بن شاہ نورین حضرت میراں بعل ہا دل
 قلندر جرجوی۔ آپ کے ایک برادر بنام شاہ زائدہ پیر تھے جو لاہور رہے۔ ولادت آپ کی
 یکم رمضان ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۸۵ء بعد جہانگیر بادشاہ دہلی۔

آپ کے والد گرامی شاہ ابوالمعالی آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں انتقال فرما گئے تھے

اس لئے آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت حضرت شاہ جمال اللہ ثانی حیات المیرزا پیر سے کی۔

لاہور میں آمد :

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ نے بیعت حضرت شاہ جمال اللہ ثانی حیات المیرزا پیر سے قربان مسالہ لاہور میں کی تھی۔ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ والافراد حضرت عورت الشعلین قطب پانی شیر نیر دانی محبوب جمالی سید عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادے تھے، اور اس وقت ان کا قیام لاہور میں تھا۔ کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ ان کو دوائی بڑا کی عطا ہوئی ہے۔ گھاسے کی ایک وفد مولوی مبارک علی صاحب کاکوٹی آپ کی خدمت میں بحجۃ تشریع سے گئے اور چاہا کہ آپ جو کتاب مضمون کا درس دیتے ہیں اس کا امتحان لیا جائے، مگر آپ نے سے بات چیت ہوئی تو آپ کی علمیت دیکھ کر ان کے تمام شکوک و شبہات مٹ کر ہو گئے۔

چلید شاہ مقیم تجرومی :

جب آپ لاہور تشریف لائے تو کئی بہاول شاہ کے جنوب کی طرف قربان مسالہ میں ایک شہید مقیم ہوئے۔ وہاں عمارت و غیرہ بھی تھی۔ مگر اب نابود ہے۔ یہاں پر ایک قبر آپ کے پیر حضرت صاحب دین کی ہے۔ خالی قبر آپ کے چل کی ہے اور یہیں آپ نے حضرت حیات المیرزا سے بیعت کی تھی۔

اولاد :

آپ کے تین فرزند تھے : ۱۱ حضرت سخی صلی اللہ علیہ وسلم رحمان ۱۲ حضرت شاہ محمد امیر لاہور اور تیسرے عبد اللہ نوری تھے۔ بعد وفات آپ کے بڑے صاحبزادے سید سیف الرحمان سجاد الدین ہوئے۔

تصنیفات :

لیکن ہے آپ کی کئی تصنیفات ہوں مگر آپ کی کتاب درالعیان کا اردو ترجمہ لاہور سے ہو چکا ہے۔ یہ اردو ترجمہ اس فارسی قلمی نسخہ سے کیا گیا ہے جو حضرت شاہ محمد امیر لاہور قادری کے پاس تھا اور جس پر حضرت شاہ مقیم کے اپنے فاضلہ موجود تھے۔ کتاب تہذیب

لا جواب ہے اور ایک اعلیٰ حیثیت کی مالک ہے، اس میں مسائل فقہیہ کا تذکرہ ہے۔

وفات :

۹ شوال ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں بعد شاہ جہاں بادشاہ مجروحہ مقیم ضلع ساہیوال میں ہوئی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات اس طرح ہے :

زیارت گاہ مشرق و مغرب و مذہب و ممالک

بعد شاہ ہو گئے کہ بود از عارف و سالک

زمان حیات ایشان خجستہ از ذہن و حاتم

ہر ملک فقر و زموں فقر و غم و غم و غم

مرقومہ شہر کے اندر گنبد شریف میں ہے۔

حضرت شاہ جمال نوری قادری

آپ ایک واسطہ حضرت میاں میر قادری لاہوری کے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ محمد بن قاسم کی قبوں کے ساتھ سرزمین عرب سے وارد ہند ہوئے تھے، وہاں سے اوج شریعت گئے اور مستقل قامت گزینی کر کے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ فسی طور پر آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد سے ہیں۔

پیدائش سے ہی جذب رستی میں مبتلا تھے، ہوشی سنیغہ لا تو قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور گئے اور حضرت میاں محمد اسماعیل المعروف میاں وڈا سہروردی لاہوری کے درمیں ہی شریعت پڑ گئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ میر لاہوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اولاد ہی کے ہو کر رہ گئے۔

حضرت شاہ میر نے آپ کو اپنے ایک مرید شاہ ابوسعید معصوم قادری کے حواسے بڑے دیانت و عبادت کروایا۔ چنانچہ خلافت آپ کو حضرت شاہ ابوسعید معصوم قادری سے ملی۔ بعد ازاں حضرت میاں میر نے گوجرانوالہ کی خلافت آپ کے حواسے کر دی اور آپ کو وہاں بھیجا دیا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے، بڑے کا نام شاہ عبد الرحیم اور چھوٹے کا نام شاہ عبد اکرم

نفا۔ ان اصحاب کے مزارات بھی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ ہی ایک احاطہ میں واقع ہیں۔
وفات ۱۲۸۷ھ کے بعد پہلی مزار اقدس بیرون کھیلی دروازہ گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

شاہ برہان بخاری قادری

ولادت ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء ہے۔ خاندان سادات بخاری ہے۔ آپ کے والد جناب
محب اللہ بہاول پور سے نامور آئے تھے اور شاہ برہان کی ولادت بھی لاہور ہی میں ہوئی۔ نہایت
چھوٹی عمر میں ہی علوم فقہیہ و تعلیمیہ سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ اور آپ کے تقویٰ کی شہرت دور
دور تک پھیل چکی تھی۔ بچپن اور عین جوانی کا عالم آپ نے لاہور میں بسر کیا۔ لاہور میں آپ کی
رہائش بیرون دہلی دروازہ عتی اور ایسے ہی ٹنگ لکی میں آپ کا مقبرہ منور ہے۔ لاہور کا پولیشین
نے اس لکی کا نام شاہ برہان سرسیت لکھا ہے۔

آپ حضرت میاں غیر قادری کے ہم عصر تھے اور ان کی مجالس میں برابر نشست فرماتے تھے
نواب سعد اللہ خاں کو جب وہ تہی کی حالت میں لاہور آیا تھا تو آپ نے ہی اسے حضرت ملا خواجہ
بہاری قادری کے پیر کیا تھا جنہوں نے نواب صاحب کی تعلیم کا بندوبست کر دیا تھا۔

تقریباً ۴۰ سال تک آپ نے لاہور میں مقیم رہا۔ حضرت خواجہ بہاری قادری کے حکم سے پچیس سال کی عمر
میں جھنگ چلے گئے اور ساحل چناب پر تبلیغ و ارشاد کرنے لگے پھر چنیوٹ چلے گئے

وفات :

۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں مزار اقدس چنیوٹ میں ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کے دو
مزارات ہیں۔ پہلا لاہور میں دہلی دروازے کے باہر اور دوسرا چنیوٹ میں جو کہ آپ کے
مریدوں نے بنایا ہے اور جس پر نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہ جہاں نے مقبرہ بنوا
دیا تھا۔ آپ کے مقبرہ کے ساتھ ہی شاہی مسجد ہے یہ دونوں عمارت نواب سعد اللہ خاں نے شاہجہان
کے حکم سے سرکاری طور پر تعمیر کرائی تھیں۔

قطب الامام شیخ الاسلام حضرت سید حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس اللہ سرہ العزیز

آپ برہان الاولیاء سلطان الامت و اذات علوم انبیاء رئیس الانبیاء۔ غوث الخلائق غیاث
المتقین۔ صاحب عظمت و کرامت و اہست و جلالت و عشق و محبت تھے۔

آپ کا نام حاجی محمد۔ القاب گرامی۔ نوشہ۔ گنج بخش۔ تجدد اکبر۔ جہور سے والا تھے۔
آپ سلاسل اہل بیت کرام اور خلاصہ سادات عظام تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم سامی
حاجی الحرمین حضرت سید علاؤ الدین بن سید شمس الدین شہید تھا جو اپنے وقت کے اکابر و امیاء
اللہ اور سادات مرتبہ حج کی سعادت کا شرف حاصل کر چکے تھے۔

حضرت نوشہ صاحب کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ میں اسلام شاہ
والہ شہاد سوری کے زمانہ میں ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بابی جیونی صاحبہ تھا۔ جو
عارفات کلمات سے عقیقہ۔

آپ نے تعلیم ظاہری حضرت مولانا حافظ قاسم الدین قادری اور حافظ بڑھا صاحب قادری
سے حاصل کی۔ قرآن مجید یا تجوید حفظ کیا۔ علوم معقول و منقول سے فارغ ہوئے۔ پھر قادری
سلسلہ میں مقبول درگاہ سہان حضرت سخی شاہ سیدان نوری جہانپوری کے مرید ہوئے۔ ان کی
نگاہ سے تین ماہ تک حالت جذب طاری رہی۔ پھر انہوں نے سینے سے لگا کر توحید و سلوک
پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ نے باطن میں آپ کو مجلس محمدی میں حاضر کیا۔ چہار بار ظاہری
اور چہار بار باطنی بھی وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے فیض اور کمالات سے آپ کو
نوازا۔ حضرت شیخ نے آپ کو خلافت دے کر نو شہرہ تارکات میں بھیجا جو بعد میں بنام سمن یل
شرعیہ مشہور ہوا۔ اور گنج ٹنگ لکی نام سے مشہور ہے۔ حضرت شیخ نے آپ کو فرمایا کہ یہ دیار
آپ کو اور آپ کی اولاد اور مریدوں کو قیامت تک عطا ہو چکا ہے۔ اور آپ کا سلسلہ فقر

مفلور ہر جگہ ہے۔

آپ عاتق الرحمن علیہ السلام رہتے۔ ریاضات و مجاہدات سے فارغ نہ ہوتے۔ جنگل میں ایک کڑوٹ کے اندر آپ نے چالیس روز قنوت کی اور استغراق و محویت میں رہے۔ وہاں سے جب نکلے تو آپ درگاہ الہی سے نوشہ کا خطاب ملا۔ آپ جس طرف جاتے۔ جن انسان اور وحشوں کے تہاں سے بھی خوش کی آواز آتی۔ مولانا اشرف فاروقی لکھتے ہیں:

اوم جن عالمک سامے نوشہ نوشہ کھلے چکا ہے

آپ مرتبہ مجربیت۔ قطبیت۔ عویشیت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے دور و دراز ممالک کی سیاحت کی۔ معرکی جامع مسجد میں آپ نے ایک چڑ کیا۔ وہاں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا مشرف حاصل ہوا۔ انہوں نے چاند قیسی فصاحت سے نوازا۔ ساتھ مرتبہ حرمین الشریفین زادما اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت و حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

ایک مرتبہ سندھ تشریف لے گئے تو میانجام ماجھی سلطان سہروردی کو اپنے فیض سے نوازا۔ دو سہروردی میں آپ کے مرید ہو کر خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت نوشہ گنج بخش قادری متعدد مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ پہلی مرتبہ جب لاہور میں وارد ہوئے تو حضرت مخدوم علی جوہری کے مزار شریف کی زیارت کی اور لاہور کے زندہ مشائخ کو بھی لے ازاں جب حضرت شیخ عبد الوہاب شافعی قادری شاذلی جو قطب مکرم رہتے اور ان دنوں میں لاہور میں تشریف فرما تھے اور شیخ فرید بخاری کی مسجد میں ڈیرہ رکھتے تھے۔ آپ ان کی مجلس میں حاضر رہے اور چندے بیہ کر رخصت ہوئے۔

شیخ فتح محمد سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ جب آپ مجلس سے اٹھے تو شیخ عبد الوہاب نے پوچھا کہ اس جوان کو کوئی شخص پہچانتا ہے کہ یہ کہاں چل رہا ہے۔ سب نے کہا کہ ہم کو تو زمین پر چیتا نظر آتا ہے شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ جوان زمین سے بہت بلند چل رہا ہے اور مغرب اس پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اپنے معاصرین اور اجداد اللہ میں سب پر سبقت سے جائے گا اور اس کا مرتبہ سب پر فائق ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ اپنے زمانہ میں مشائخ وقت سے افاغند و افانہ میں سب سے بڑھ کر ہوئے۔ لشکر فیض میں حیدر آپ سے مہر میں آیا۔

کسی دوسرے سے کم واقع ہوا ہوگا۔

دوسری مرتبہ حضرت نوشہ صاحب عجب لاہور وارد ہوئے۔ جہاں گھرجاؤ شاہ کا زمانہ تھا اس وقت شیر علی خاں معتمد دادہ الملقب بـ ”پہلوان“ اپنے تخت ”بیجا پور“ سے لاہور آیا جوامتھا۔ ان دنوں ”پہلوان جنگل زور کاہی“ سے اس کی کشتی ہوئی تھی۔ آپ بعد اپنے احباب کے اس کے اکھاڑہ میں شرکت لیتے گئے۔ پہلوان اپنے تخت کے آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کی باطنی قوت کا اعتراف کر کے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ علامہ صداقت کنہا بھی لکھتے ہیں:

”لا مخرج دست جیت دادہ مرید شد“

اس کے علاوہ لاہور کے اکثر افراد آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

حضرت نوشہ صاحب کے اپنے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سے پہلے نولاکھ۔ ایک ہزار اور چوبیس اولیاء اللہ لاہور کی سرزمین مدفن تھے اور ملتے ہیں:

۹۰۱۶۲۰

۵

نولکھ ایک ہزار تہیچ سو دیہ۔ ولی

نوشہ وچ لاہور دے سوئے محی محی

اس سے آپ کے علوم روحانی اور کشف الارواح کے مقام عالی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت نوشہ و صاحب اپنے زمانہ کے عظیم مبلغین اسلام سے تھے۔ دور و دراز ممالک میں اپنے خلیفوں کو تبلیغ اسلام کے واسطے بھیجا ہوا تھا جیسا کہ آپ کے خلفاء کی قبرستان میں اٹلے مقامات سکونت و مدفن سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کا یر تہیچ مشن بڑا کامیاب رہا۔ حیرت انگیز مشن تہیچ نے بھی اعتراف کیا ہے کہ آپ کی کوشش سے تقریباً دو لاکھ کفار علقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ نیز آپ کے اردو اور پنجابی کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تہذیب و مذہب کو بڑا کامیاب اور تہیک ہے کیونکہ آپ نے اپنے کلام میں ہندی اور بھاشا الفاظ کو کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اور اسلامی حقائق کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے جو ہندوؤں کی زبان تھی۔ اس سے متاثر ہو کر ان کا اسلام قبول کرنا بالکل قرین عقل ہے۔

آپ کے کثرت فیض کا آپ کے مہدیں بہت پر چھتا۔ کوئی شخص آپ کے دہرا زہ

سے غلامی نہ جاتا۔ خواہ کوئی دنیاوی مقصد سے کہ آتا۔ فائز المرام ہو کر جاتا۔ باطنی فیض کے افشائے میں تو آپ اُنیت "من ایست اندھے" جس شخص آپ نظر تو جو کر سکتے اس کا قلب ذکر ہو جاتا۔ اپنے زندہ میں آپ کو اکثر لوگ "اولیاء" مگر کہتے تھے۔ جیسی کہ حضرت شاہ میو فرزند شیخ مہدی السہم پاشا نے لکھی "ساکین کیلیا" فائدہ (مصلح گوہر النور) نے آپ کو ایک درویش کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں آتا ہے، آپ اس پر تمام روایات کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور فیض عطا کر دیتے ہیں۔ کچھ فیض اپنے لئے بھی باقی رکھنا چاہیے۔ آپ نے جواب میں لکھا: بھیجا کہ اگر ایک چراغ روشن سے ہزاروں چراغ روشن کئے جائیں تو اس کی روشنی میں کچھ کمی واقع نہیں ہوتی ایسا ہی عباد فیض ہے۔ خواہ کس قدر عطا کریں اس میں سے کم نہیں ہوگا۔ بلکہ جتنے زیادہ حضرات جماعت اولیاء اللہ میں ہمارے ذریعہ شامل ہوں گے۔ ہمارے ازویاد فیض اور علوم مقام کا باعث ہوگا۔

کثرت فیضان کے باعث آپ کے زندہ میں ہی آپ کو لوگ گنج بخش کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت قاضی رضی اللہ عنہ کنہا ہی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے انہوں نے ایک نظم آپ کی مدح شریف میں لکھی ہے جس میں گنج بخش کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

نوشہ گنج بخش را دیدی
رستم دمار و دشمن را دیدی

حضرت نوشہ صاحب کے تصرفات و کرامات۔ خادق عادات، فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ احیائے اموات، طبعی زمان۔ قبض، زمین۔ کشف کوئی۔ واکھی قلب احوال، مطالعہ لوح، تصفیہ قلوب زائرین۔ وجود و حال اور رقت قلب آپ کی نظیر فیض اثر کا ادنیٰ کوثر محض یہاں آپ کے چند کرامات بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱)

ایک مرتبہ آپ مسجد تعمیر کرا رہے تھے۔ اُتر جانی نام غبار کھڑی چیرا تھا۔ کھڑی میں چاند لگا رہا تھا کہ اچانک اس کا منہ اس میں پھنس گیا اور وہ مر گیا۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ اس کے اس شہریت سے گئے اور اپنی چپ و راس پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ اس پر

پھیرا اور فرمایا:

"اے شخص! اگر تو ہمارے گھر مرے تو ہمارے لئے طعن کا موجب ہوگا۔ مرنے کے واسطے اور کافی وقت ہیں۔ پھر کسی وقت مرجانا، آج اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔"

چنانچہ یہ بادشاہ و مرانا تھا کہ وہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا، اور بعد ازاں چند سال تک حیات رہا۔

(۲)

آپ کے خلیفہ معصومیؒ نے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نوشہ صاحب اپنے مریدوں میں جیون حمام کے پاس موضع باجو میں تشریف لے گئے۔ چند کس ہمراہ تھے۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ چند کس فاضل پیدل جانا تھا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا حضرت نماز عصر ادا کر لیں۔ آپ نے فرمایا: وہاں جا کر پڑھ لیں گے۔ حالانکہ وقت بہت کم تھا۔ آپ کے سامنے گفتگو کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ آپ آرام سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہاں باجو میں پہنچے۔ ہم نے وہاں عرض کیا کہ اب یہاں غصہ پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا کہ واپس گاؤں جا کر پڑھیں گے۔ چنانچہ آپ وہاں سے سانبھیل شریف آئے۔ ہم بار بار سورج کی طرف دیکھتے تھے آپ نے اپنے دیر پر اگر نماز عصر ادا کی اور فرمایا۔ اے حافظ! تم لوگ بار بار سورج کی طرف دیکھتے ہو، اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر سورج یا چاند کو کہہ دیں کہ تم اسی جگہ ٹھہرے رہو، تو ان کی کیا کہاں ہے کہ اگے چلیں، قیامت تک وہیں ٹھہرے رہیں۔

(۳)

شاہ جهان بادشاہ نے قندھار کو فتح کرنے کے واسطے پہلے شہزادہ داراشکوہ کو فوج دے کر بھیجا لیکن وہ ناکام آیا۔ پھر شہزادہ اورنگ زیب کو بھیجا، اس نے پچہ ماہ محاصرہ رکھا مگر قلعہ قندھار فتح نہ ہو سکا۔ بادشاہ حضرت نوشاہ علیجاہ کو خدمت میں حاضر ہوا، اور فتح قندھار کے واسطے التجا کی۔ آپ نے فرمایا: دریا میں سے کورہ پانی لانا، بادشاہ اُٹھا اور کورہ بھر کر حاضر کیا۔ آپ نے وضو کیا اور تین جھپٹے پانی کے قندھار

کی طرف پہنچا اور فرمایا: چنانچہ کوستج قندھار کی مبارک ہو اور ایک اپنا دوپٹہ تیر کاٹ کر لے لیا۔ بادشاہ نے وہ تاریخ اور وقت لکھ لیا۔ جب لاہور پہنچا تو قندھار سے اورنگزیب کا قافلہ آگیا اور سپہ سالار کو قندھار کی طرف روانہ کیا۔ اس میں داخل ہوئی اور قندھار فتح ہو گیا ہے۔ شاہ جہاں نے جب رقعہ دیکھا تو وہی تاریخ اور وقت لکھا۔ حضرت نوشہ صاحب نے پانی پینے پانی کے اُس طرف پھینکے تھے۔ بادشاہ آپ کا معتمد اور راوی منہ ہو گیا۔ دو محلوں موضع شہر عثمان اور بادشاہ پور قندھار کے واسطے بطور جاگیر تمغا لکھوا دیے۔ جس کا خراج ایک لاکھ تیر ہزار ایک سو ساٹھ سو نام یعنی دو ہزار اکیتر روپیہ رائج الوقت سادہ درگاہ عالیہ کو موصول ہوتا تھا۔

(۱۴۰)

ایک مرتبہ ایک سادھو چند دن باب حضرت نوشاد علیجاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ اریا نے چاہ کے کنارہ پر سیر کو تشہید سے گئے ہوئے تھے۔ سادھو نے کہا کہ آپ پاکرامت دیکھیں، دیکھا میں، آپ نے فرمایا: میں تو درویش آدمی ہوں تم ہی کوئی کرت دھگڑاؤ۔ اس نے اپنے آپ کو بچے کی صورت میں دیکھا، پھر جوان صورت بن گیا، پھر ضعیف کی شکل بن گیا اور کہا کہ میں نے بارہ بارہ سال کے تین چتے کئے ہیں اور یہ مرتبہ حاصل کیا ہے کہ تین طرح کی شکلیں تبدیل کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے شکل کا تبدیل کرنا سیکھا تو کیا کمال حاصل کیا ہے بلکہ عرض کی کہ دی ہے۔ آپ نے اریا کی طرف منہ کر کے اُلٹے ہو کر انگوٹھا لگا کر دیا کہ پانی سے ہٹو کی آواز آنے لگی بلکہ درختوں کے پتوں اور فغاں سے بھی میری گونج آتی۔ چنانچہ یہ تصرف دیکھ کر وہ سادھو بعد چلیوں کے مسلمان ہو گیا اور آپ کے مریدوں میں داخل ہو۔

حضرت نوشہ صاحب کے یہ سب حالات میں نے سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریع النوار پنج جلد اول موسوم بہ تاریخ الاناطاب قلمی اور جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ قلمی سے لکھے ہیں جو ان کے کتب خانہ میں محفوظات کی صورت میں موجود ہیں۔ جو شخص حالت

کو مفصل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ سکتا ہے۔

حضرت نوشہ گنج بخش، صاحب تصانیف تھے۔ چنانچہ کتب ذیل آپ کے کلام اور ارشادات عالیہ میں:

- ۱۔ معارف تصوف: یہ آپ کا فارسی کلام ہے۔ مرتب سید شرافت نوشاہی
- ۲۔ چہار بہار فارسی: جمع کردہ شیخ محمد ہاشم نوشہ ہی تھراپوری۔ اس کا ترجمہ اردو سید شرافت نوشاہی نے بنام عزالن افسر رکر دیا ہے۔

- ۳۔ کلمات طیبات فارسی المعروف ملفوظات نوشاہیہ۔ اس میں حضرت نوشاد علیجاہ کے بڑے کلمات برتیب حروف تہجی سید شرافت نوشاہی نے جمع کئے ہیں اور اس کا اردو ترجمہ بھی بنام خواجہ رت کر دیا ہے۔

۴۔ ذخائر البواہر فی بصائر الزواہر۔ المعروف ارشادات نوشاہیہ:

اس میں حضرت نوشہ صاحب کے پانچ سو چالیس ارشادات سید شرافت نوشاہی نے جمع کئے ہیں۔

- ۵۔ الاسرار والمعارف (جو ہر مکنتوں): یہ حضرت نوشہ صاحب کے ایک سو ارشادات ہیں جو بطور سوال جواب تحریر میں سید شرافت نوشاہی نے مرتب کئے ہیں۔

- ۶۔ لطائف الارشادات: اس میں حضرت نوشہ صاحب علیجاہ کے چالیس ارشادات لکھے ہیں مرتب سید شرافت نوشاہی

- ۷۔ مواظف نوشہ میر: اس میں حضرت نوشاد علیجاہ کے چار و غلط پنجابی زبان میں ہیں سید شرافت نوشاہی نے انہیں یا ضوں سے جمع کر کے مرتب کئے

ہیں اور مولوی عبداللطیف زار قادی نوشہ ہی نے چھپوائے ہیں

- ۸۔ کلام نوشہ: (حصہ اول) اس میں آپ کا اردو منظوم کلام جمع کیا گیا ہے۔ جو

دوسرا شمار ہیں۔ سید شرافت نوشا ہی نے دو سال کی محنت سے مختلف ہاضموں سے اس کو جمع کیا ہے۔

۹۔ کلام نوشتہ : (حصہ دوم) اس میں آپ کا پنجابی منظوم کلام ہے۔ اشعار کی تعداد چار ہزار ہے۔ یہ بھی سید شرافت نوشا ہی نے جہی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تلمیحی جیب فصول سے جمع کر کے مرتب کیا ہے۔ ایک سو سے زیادہ رسالے اس میں موجود ہیں۔

اولاد :

حضرت نوشا صاحب کے دو صاحبزادے تھے :

(۱) حضرت مولانا سید عارف محمد بن خود بخود بحرقہ عشق متوفی ۱۲۰۹ھ

(۲) حضرت سید محمد باشم دریل متوفی ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۰۹ھ

(۱) نقل از طبقات نوشا ہیہ : طبقات اول و دوم و سوم
حضرت نوشا صاحب سے جو سلسلہ فقر جاری ہوا، درویشوں میں اس کو نوشا ہی کہا جاتا ہے۔ یہ قادری سلسلہ کی ایک مشہور و معروف اور جلیل القدر شاخ ہے۔ اس سلسلہ میں ہزاروں کی تعداد میں اولیاء اللہ اور مشائخ نیز امراء و سلاطین بھی گزرے ہیں۔ حضور کے متوسلین کی تعداد پاکستان، ہندوستان، افغانستان، کشمیر و بیرو ممالک میں لاکھوں کی پہنچتی ہے۔

اس سلسلہ کا ذکر مرزا احمد اختر نے تحفۃ الفقراء میں اور مرزا عبدالباریک سہرانی نے مسالک السالکین میں اور مولوی قلندر علی نے الفقر فخری میں کیا ہے لیکن انہوں نے غلطی سے اسکو خواجہ فیضی کے نام سے منسوب کیا ہے جو حضرت نوشا صاحب کا مرید تھا۔

آپ کے چند اکابر خلیفوں کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں :

(۱) شیخ رحیم داؤد بن شاہ سلمان نوری۔ بھولال ضلع سرگودھا۔

(۲) شیخ تاج محمود بن شاہ سیماں ۔

(۳) سید صالح محمد ساکن چک سادہ۔ ضلع گجرات۔

(۴) شیخ پیر محمد بھیار۔ نوشہرہ شریف ۔

(۵) قاضی خوشی محمد، کتبہ ضلع گجرات

(۶) قاضی رضی الدین ۔

(۷) شیخ عبدالرحمن بک صاحب پٹری شریف۔ گوجرانولہ

(۸) سید شاہ محمد شہید بھاکری روستاں، جہلم

(۹) شاہ فہر دیوان رحہ ساگری ۔

(۱۰) حافظ طاہر مجذوب رحہ کشمیر

(۱۱) شیخ ذر محمد ساکن کوٹ

(۱۲) مولانا عبدالحکیم آفتاب پنجاب

(۱۳) مولانا کمال الدین محمد کشمیری

(۱۴) سید عبداللہ مجذوب بخاری لاہور

(۱۵) شاہ کشتہ صاحب

(۱۶) شیخ نور محمد عاشق رحہ ہندوستان

(۱۷) شیخ فرخ محمد سنبھل

(۱۸) شیخ مہدی المعروف میاں جام بھٹی سلطان سندھ

(۱۹) شیخ لال اڈیرا

(۲۰) سید شاہ محمد قطب قندھار

(۲۱) خواجہ سید فیضی رحہ کابل

حضرت نوشہ گنج بخش قادری کا وصال آٹھویں ربیع الاول ۱۲۶۳ھ ایک ہزار

چونسٹھ ہجری میں بچہ شاہجہان بادشاہ بصرہ ایک سو پانچ سال ہوئی۔ آپ کا روضہ و اطہر موصوف کمال ساہن پال شریف، تفصیل یہاں ضلع گجرات میں دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر مرجع خلعت ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

شہزادہ داراشکوہ قادری

خاندان

شہزادہ داراشکوہ شاہ جہان کا فرزند اکبر تھا۔ جبکہ بقول ابوطالب کلیم مغل اولین گلستان
شہابی تھا۔ شہزادے کی ولادت حضرت خواجہ اجیری کے طفیل سے ہوئی۔ ولادت کے بعد
شہزادہ دوسے چار سال تک باپ کے ساتھ تھکاڑے کے جنگلوں میں پایا۔ باپ کے تحت نشین بخنے
پر آمد غلام کے ساتھ دربار میں حاضر ہوا تو اس کے لئے ایک ہزار روپیہ ہانہ مقرر ہوا، تقسیم و
ترہیت، مایہ وک شمع ہوی اور ملا عبدالمطیف سلطان پوری منصب سے حاصل کی۔

سن ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۶۲۱ء میں ولایت خاندیش میں قیام کے دوران کھفتا محل نے اس
کی ملگنی مشہور اور بدین کی حد جزائی سے کی گئی۔ شہزادے کی کچھ سال کے بعد ہوئی۔ اس کا نام زادہ گیم
تھا۔ شہزادہ اس سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔

سن ۱۰۳۶ھ مطابق ۱۶۲۶ء میں داراشکوہ چالیس ہزار زانت کے عہدے پر فائز ہوا۔
شاہ جہان کی فیک کے بعد اورنگ زیب داراشکوہ، مراد بخش اور شاہ شجاع میں جنگ اختصار
شروع ہوئی۔ جس میں اورنگ زیب عالمگیر فاتح دہلی اور باقی تینوں بھائی قتل ہوئے۔

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت میاں میر قادری لاہوری کے خلیفہ حضرت ملا شاہ
بخشانی لاہوری سے کی کتاب سفینۃ الاولیاء میں شہزادہ نے جب حضرت غوث الاعظم کے
حالات لکھنے شروع کئے تو وہ لکھتے ہیں کہ:

”اس رات اس گزری میر نے حضرت پیر و شگیر غوث الاعظم کا حال لکھنا شروع کیا
اس رات اپنے آپ کو حضرت غوث الاعظم کے گنبد مبارک واقع بدلو میں پایا
اور حضرت امام موسیٰ کاظم اور حضرت غوث الاعظم کے طواف میں مشغول دیکھا۔
پر میری سعادت مندی تھی کہ مجھے اہمستانی عظیم القدر شرف حاصل ہوا، اور فقیر کو
جی نہیں ہوگی کہ اس کتاب کی تحریر مقبول ہوگی؟“

لاہور میں آمد

شہزادہ داراشکوہ کی لاہور میں متعدد وہاں کی آمد کا پتہ چلتا ہے۔ پروفیسر کوئی بیہون
کالج وی فرانس کی نے ”لاہور کی علاقائی“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں شہزادہ
اور بابل واس کبیر پتھی کے دلچسپ مکالمات شائع کئے ہیں۔ شہزادہ میں جب شہزادہ لاہور
آیا تو باجی سے ملے لگی اور اپنے پند شکوک رفع کرنے کی درخواست کی چنانچہ ان مکالموں کا بیشتر
حصہ انہیں مابعد الطبع مسائل اور شکوک کے بیان پر مشتمل ہے۔ باتیں ہندوستانی زبان میں ہوئیں
بعد میں شہزادہ جہان پیاوی نے قلمبند کر کے فارسی میں ترجمہ کیا یہ مکالمات بہت دلچسپ ہیں،
اور شادی ان کے خیالات سے استفادہ کر سکتا ہے۔

شہزادہ اور داراشکوہ کی آمد:

شہزادہ داراشکوہ قادری شاہ جہان کا سب سے بڑا اور زندہ تھا۔ اس کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا
اس کی تصانیف میں جو بات نامی اور وضاحت ہے وہ ان کو اس زمانہ کی دیگر تصنیفات کی کتب سے ممتاز
اور نمایاں مقام دلاتی ہیں۔ چونکہ شہزادہ اس کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اس لئے اس کو دارالحفاظ
میں علمی اور روحانی کسپیوں کے لئے بہت وقت ملتا رہا اور جس سے اس نے مکمل فائدہ اٹھایا۔
جب شاہ جہان لاہور آیا تو وہ شہزادہ بلند اقبال کو ساتھ لے کر حضرت میاں میر قادری کی خدمت
میں حاضر ہوا، اودان سے شہزادے کی صحت کی بحال کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس وقت شہزادہ
اٹیس سال کا تھا۔ اس کے دس مہینے کے بعد جب دوبارہ شاہ جہان حضرت میاں میر کی خدمت میں
حاضر ہوا تھا تو اس وقت بھی شہزادہ، بادشاہ کے ساتھ تھا۔ اس وقت شہزادہ کی ارادت مندی کی یہ
حالت تھی کہ وہ حضرت کے مکان کی دوسری منزل میں جہاں حضرت کا قیام تھا، برہنہ پا گیا اور
جو رنگ وہ چاہا کہ بھینکتے جاتے تھے انہیں اٹھا کر کھانا دیا۔

اس کے بعد جب بادشاہ بعد امر چاہا گیا تو داراشکوہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر
ہیں ہی مقرر ہوا۔ ان کے تہذیبوں پر سر رکھ دیا، اور وہ بھی شہزادے کے سر پر دینے لگا۔ باقاعدہ پھیرتے
رہے اور اس کے حق میں دعا کی اس واقعہ کے اگلے سال حضرت میاں میر قادری لاہوری
وفات پا گئے۔

سید حسن بادشاہ قادریؒ

خاندان :- آپ کا نسب پندہ واسطوں سے سید عبدالرزاق خلیفہ محبوب سبحانی غوث معوانی سید عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید عبداللہ قادری تھا۔

ولادت :- سنہ ۱۲۰۰ مطابق سنہ ۱۷۸۵ میں بمقام طحٹ علاقہ سندھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ یہ بچہ کراچی سے ۲۰ میل اور جنگ شادی سیکشن سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

تعلیم و تدبیس :- بچپن آپ نے علاقہ سندھ ہی میں گزارا اور اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی تعلیم و تدبیس کے تمام منازل طے فرمائے۔ تقریباً سولہ سال کی عمر میں ہی علوم دینیہ کی تمام کتب کی تکمیل کر لی اور سترہ سال کی عمر میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔

بیعت :- بیعت آپ نے اپنے والد گرامی حضرت سید عبداللہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں کی۔

شادی :- سرگزشت حسن نیاں (پشاور) کے ارباب نے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا جس کو آپ نے قبول فرمایا۔ جس کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادہ سید زین العابدین عطا فرمایا۔ جو مرتبہ زمانہ بنا۔ دوسری شادی آپ نے حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا کے گھرانہ میں کی۔ اس کے بطن سے دو صاحبزادے ہوئے پہلے سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری اور دوسرے سید علی قادریؒ۔

میر و سیاحت :- پہلے آپ مجاہدات و ریاضات کے لئے دیا نے شور تشریف لے گئے اور وہاں تقریباً سات سال تک مشقت اٹھاتے رہے۔ پھر تبلیغ و ارشاد کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپ کے برادر خورد ابوالکلام حضرت شاہ محمد فاضل غازی دی جی شریک تھے۔ جب گجرات کاٹھیاواڑ پہنچے تو وہاں دو سو پچاس ساجد تعزیریں اور پانچ خاندان مقرر کئے۔ اور جب شاہ جہاں پہنچے تو وہاں بھی اپنی تبلیغی سرگرمیاں کم نہ ہونے دیں۔ پھر وہی سے پنجاب پہنچے اور لاہور مدینۃ الاولیاء

میں قیام فرمایا۔ یہاں چندے قیام فرما کر پشاور سنہ ۱۲۰۰ مطابق سنہ ۱۷۸۵ میں پہنچے۔ پھر کشمیر پہنچے اور ہزارہا افراد کو رام دہلیت و کمان۔ اس سفر میں بھی حضرت ابوالکلام آپ کے ہمراہ تھے۔ چھ ماہ کشمیر رہے اور لشکر جاری فرمایا۔ جہاں سے چھ سو آدمی روانہ کمانا تانوا لکھوتے اور مسکینوں اور غریبوں کو کھانا بھی دیا جاتا۔ اس کے بعد آپ اپنے چھوٹے بھائی کو وہاں خلافت عطا فرما کر پشاور تشریف لائے۔ پشاور

میں چندے قیام کے بعد قابل تشریف لے گئے بلکہ کابل کا نہیں بار سفر کیا۔ ان تمام سفروں میں بے شمار مشائخ اور صوفیاء آپ کے ساتھ جاتے رہے۔ اور سلسلہ مالہ قادریہ کی تبلیغ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گورنر کابل امیر خاں آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ کابل میں ہی آپ نے لشکر جاری فرمایا تھا۔ بعد از غزنی و ہرات تشریف لے گئے۔

لاہور میں آمد :- یہاں کو قبل از یہی ذکر کیا گیا ہے کہ میر آپ ہندوستان کفرستان میں تھے۔ سندھ کے لئے آئے تو ہندوستان کے دور وراز مقامات سے جوتے ہوئے لاہور تشریف لائے۔ چندے یہاں قیام فرمایا اور ہزارہا افراد کو اس سلسلہ عالیہ میں تاجین فرمائی۔ بعد ازاں آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری جن کا سزاہ بیرون دینی و روزہ ہے۔ مستقل طور پر لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ لکھا ہے کہ ایک وفد گورنر کابل نواب امیر خاں سے اورنگ زیب عالمگیر کے جناب سر شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے گزاراوقات کے لئے ایک وفد اراکین کا فرما بھیج دیا تھا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لاہور میں آپ حضرت میان میر قادری سے ملے اور کالی دیں ان کے ان مشرے و جہیز اس میں تبلیغ میں خوب مگرمگرمی دیکھا۔ بڑے عطا آپ کے حلقہ دات میں آئے ان کی خدمت لاہور میں رہے پھر گجرات چلے گئے۔ مزید حالات لکھنے کا یہ سیکرہ مشائخ قادریہ حسینہ مراد علیہ السلام قادری پٹ وادی ملاحظہ فرمائیں۔

وفات :- وفات شاہ مطاب سنہ ۱۲۰۰ میں ہوئی۔ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔

مرزا اقدس :- مرزا اقدس پشاور محلہ بیکوت میں ہے جہاں آپ کی شہادت ظہر نشان دہ گاہ ہے۔ مرزا محمد علی نے اس دہگاہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد امینؒ بنائے ہیں جو کہ میر سے نہایت مخلص دوستوں میں سے ہیں۔

حضرت ابوالکلام شاہ محمد فاضل قادریؒ

آپ حضرت سید حسن پشاور قادری کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے اپنے برادر کے ہمراہ سندھ پنجاب۔ دہلی گجرات کاٹھیاواڑ تک کا سفر تبلیغ اسلام کے لئے کیا۔ اس سفر میں آپ نے بہن اکبر اوہا سے ملاقات کی۔ ان میں حضرت نیاں میر قادری لاہور حضرت شاہ و دلا لہراتی اور حضرت شاہ بڑی علیہ صوفی پور شاہ ال شامل ہیں۔ اس سفر سے واپس کے بعد آپ پشاور میں

معتبر رہے اور بعد ازاں اپنے صفائی سید حسن پشاور کے حکم سے کشمیر کے عظیم مقرر ہوئے اور وہاں لوگوں کو رام ہدایت کی طرف بلائے گئے۔ الغرض ہزار ہا لوگوں نے آپ سے رام ہدایت حاصل کی۔ ولادت آپ کی مسئلہ میں بھام ششہ ہوئی تھی، میر بزرگ شاہ بن سید غلام شاہ آزاد بن سید محمود بن سید عبدالغفور قادری بن شاہ محمد فاضل قادری کے پاس حضور عرشہ عالم کا ایک موم سے مبارک تھا جس کے لئے آپ نے کشمیر میں ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی اور اس میں یہ موم سے مبارک رکھا۔ اس جگہ کو خانقاہ دستگیر کہا جاتا ہے۔

آپ کے فرزندوں میں میر وزیر شاہ، لطف اللہ شاہ اور فضل اللہ شاہ اولاد فوت ہو گئے تھے اور چھتے فرزند سید عبدالقادر تھے۔ ان کے فرزند سید محمود حضرت شاہ محمد عیوض قادری لاہوری کے والد تھے وفات ۱۹۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۸۳ مطابق ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ مدفن محلہ خانپور واقع کشمیر میں ہے۔

شیخ محمد فاضل قادری کلا نوری

قصبہ کلا نوری ضلع گوجرانو پور بھارت کو قدیم زمانہ سے نہایت اہمیت حاصل رہی ہے۔ قدیم ہندو زمانہ میں وشنو کا مندر کرن ندی کے کنارے ہوئے کی وجہ سے اس کو بہت شہرت حاصل تھی۔ اور ہر سال اس ولایت کے سالانہ تہوار پر لاکھوں ہندو شرکت کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں جب اسلام آیا تو عساکر اسلام لاہور و سیالکوٹ سے اسی راستہ دہلی اور سرہند کی طرف گزرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں اس کو ایک شاہی پشاد کی حیثیت حاصل تھی۔ عہد مغلیہ میں یہ قصبہ بہت اہمیت حاصل کر گیا اور اس کی آبادی میں کثرت سے اضافہ ہوا اور بے شمار راجپوت بھی یہاں آباد ہو گئے تو اس زمانہ میں حضرت شیخ محمد فاضل کلا نوری نے لاہور تشریف لاکر حضرت شیخ ابو محمد قادری عظیمہ مہار حضرت شیخ طاہر ہندگی لاہوری سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور پھر پیر محمد شمس کے حکم سے واپس کلا نوری جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے۔

پنجاب میں اردو میں تحریر ہے کہ شیخ محمد فاضل کلا نوری کی شخصیت نے ادبیات پنجاب پر نمایاں اثر ڈالا ہے۔ وہ عموماً شاعر تھے اور شیخ فاضل الدین بالائی اور ان کے متبعین جو اس تحریک کے روح رواں تھے شاعری میں محفل اپنے مرثیہ بردگوار کی سذت کی پیروی کر رہے ہیں اس لحاظ سے یہ کتاب جانے

ہوگا کہ اس تحریک کے بانی مہاتما دراصل شیخ محمد فاضل کلا نوری ہیں نہ کہ ان کے مرید شیخ فاضل الدین۔
مضمونہ کلام

اسے شاہ شاہان پیر میں یعنی خیر نامہ رو کی
دن برین محمد بن زاد ہوں بیکس پریشاں خلد ہوں
چنگی اکیلا میں پھنسا مھر مھر ترستا ہے جیا
پھانسی پھنسا ہوں سنت تر اس وقت کہ ناکم
چو پٹ پڑا ہوں گرد میں جگ سے پھنسا ہوں اکیلا
محمد بن نہ کوئی ہے مرا لے شاہ شاہاں دستگیر
محبوب ہو گوشہ پڑا تھیں پر نہ بچہ پاک ہے
تم شہ طریب نواز ہو بر سر و دوران ترناج
کنا توجہ از کرم پاؤں مندا صی ورد کی
مشر بان تیرے نام پر شہنی حقیقت فرد کی
اس ہاتھ ہیری کشن کے دیکھی جو تیرو گرد کی
مشکل کشا ہو جلد تر پھانسی کٹھاں ورد کی
محمد بن نہ کوئی پاس ہے تک سار سے اس فدی کی
محمد بن نہ کوئی ہے مرا لے شاہ شاہاں دستگیر
کے کر نظر اک مہر کی غلطی سن دم سرور کی
پردہ ایسا ہی بخشو بے رحمت نہیں بے پردگی
بیتنی سنو اسے بادشاہ افضل مسافر ورد کی
آپ نے قصیدہ غفریہ کی فارسی زبان میں ایک شرح لکھی تھی جس کے تقریباً دو سو صفحات

تھے۔ یہ کتاب اباب ہے لیکن اس کی ایک کاپی مولوی شمس الدین تاجر کتب کے پاس دیکھی گئی ہے آپ کی زندگی کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ آپ کے خلفاء اور مریدین میں شیخ محمد فاضل الدین قادری بالائی اور شیخ محمد نور قادری بہت مشہور و معروف ہیں۔

وفات پنجاب کی ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے اور مرتبہ منور موجود وال (جو کلا نوری کی ایک نواسی بی بی ہے) ضلع گوجرانو سپور بھارت میں واقع ہے۔ ساتھ ہی بہت بڑی خانقاہ بشکل چار دیواری اور باغیچہ بھی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرات دربار فاضلیہ وہاں جلتے رہے ہیں مؤلف کتاب مذاکری سال تک اس درگاہ پر ماحضری دیتا رہا ہے۔

سید نور محمد گیلانی قادری

آپ سید محمد امیر گیلانی کے فرزند تھے۔ مادر زاد ولی تھے۔ جب والد گرامی نے استاد کے گئے پڑھنے لے بٹھایا تو استاد سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور اس کا ترجمہ سنایا اور خوب روئے جن و نوار آپ اپنے والد گرامی سید محمد امیر گیلانی قادری کے ہمراہ دہلی گئے ہوئے تھے تو

اورنگ زیب عالمگیر آپ سے کہ مکان پر آئے اس وقت آپ کے والد مرحوم غائب ہو گئے۔ بادشاہ فقط آپ کو ہی بل کر واپس پھلے آئے۔ بعد تلاش کے معلوم ہوا کہ بہت عمدہ امیرِ قلب صاحب کی لاش نہ پگھل رہی تھی فوراً صاحب نے قانون کو حکم دیا کہ کچھ کپڑوں کی آواز سن کر بچے آئے اور پھر واپس واپس آئے۔ آپ کا تعلق ساداتِ حجرہ سے ہے اور لاہور تشریف لائے تھے۔ بعد تقویٰ اور ریاضت و عبادت میں مقامِ بلند پر فائز تھے۔

وفات ۱۱۲۵ھ مطابق ۱۷۱۱ء کی ہے۔ بڑی بزرگ فاضل و عالم کا عہد تھا۔

حضرت مولانا سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم نوشاہی قدس سرہ

آپ سلطان الاولیاء، دلیل الاقتداء، عالم ربانی، محبوب بیرونی، امام فی شریعت، مستند فی سنیۃ
الریقۃ، صاحب جذب و عشق و محبت و وحد و کمال تھے۔

آپ کا نام جمال اللہ، لقب فقیہ اعظم اور مولیٰ خدا، آپ شیخ الاسلام امام ابوبکر حضرت مولانا سید عارف محمد بن محمود دارالکرامت مشرق نوشہری کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔ آپ فرزندوں میں سے آپ کے ساتھ والد بزرگوار کی کمان محبت تھی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں بنگال میں مقام سارن پال شریف ضلع گجرات برہمنی۔

آپ نے پہلے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کیا، پھر مونیج چھپر میں جو اس علم میں مرکز معلوم تھا چلے گئے۔ وہاں حافظ مفتی شکرانہ اور مولانا مفتی محمد صدیق سے علوم مقبول و مقبول حاصل کئے۔

ستائیس سال کے بعد وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر وٹارنری شریعت، باطنی اور دینی و دنیوی مقام حاصل کیے واپس آئے اور درگاہ نوشاہیہ میں مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ علم حدیث و فہم میں وہ کامل تھا کہ علماء وقت رشک کرتے تھے۔ وعظ و تقریر اس درجہ شیریں ہوتی تھی کہ سامعین پر حالت وجد طاری ہو جاتی تھی، فصاحت و بلاغت حد بیان سے باہر تھی، درس کے وقت بڑے لطیف نکات و مضامین فرماتے، آپ کو والدہ ماجدہ کی دعا تھی کہ تم ہر میدان میں مظفر و منصور ہو گے، چنانچہ ہر طرح کے ملکی مناظروں اور مسابقتوں میں آپ فتیاب ہوتے، ایک مرتبہ حافظ یار محمد کنگڑہ کے جتانہ پر علمائے علاقہ نے آپ سے مناظرہ کیا، آپ سب پر غالب آئے۔

آپ نے سفرِ بیتِ نبویؐ میں کیا کیا سب کچھ سنا لیا، یہ بات بھی کہ وہ آپ کے حق میں فرمایا کرتے
اس صاحبِ زادہ کی تاثیر بہت سخت ہو کر گئی چنانچہ آپ ہر کسی پر لگاؤ تو جہ ڈالنے، وہ مست و مہو ہو
ہو جاتا اپنے والدِ گرامیؐ کی عزت و حرمت اور بیتِ نبویؐ سے آپ بھی درجہ طہارت سے مشرف ہوئے،
آپ علمِ نبوت و اشارتِ فخریہ، استادِ کامل و مکمل تھے آپ فرمایا کرتے کہ فقیروں کے مولیٰ،
وہم زان اپنے ہاتھ میں اپنی چھڑاؤ کی طرح دیکھنا ہوں، ہمارے دربارِ نبوت سے کہیں غارتہ نہ ہوتے سلطان
نہ ذلار آپ کو ہماری رضا

آپ اکثر لاہور میں تشریف لے جایا کرتے اور اکابر و مشائخ لاہور سے علاقہ میں کیا کرتے علامہ
شریف عبدالحی بن محمد الدین سیہی پر سابق ندرۃ العلماء لکھنؤ نے اپنی کتاب نمبر ہند الخواطر کی جلد ششم
میں لکھا ہے: "پیر آپ کا تذکرہ ابن الخفاط میں کیا ہے" شیخ الفاضل جمال اللہ بن رشید دار بن محمد بن علی
الہامی لکھنوی۔"

آپ کے حالات سید شرافت نوشاہی کی کتاب اذکار نوشاہی سے لکھے گئے ہیں اس کے علاوہ
اس کی کتاب شرافت القاریج کی دوسری جلد الموسوم بہ لطائف النواشاہیہ میں آپ کے مفصل حالات
وگزارات لکھے ہوئے ہیں۔

ایک شخص ملا نامی آپ کو تکلیف پہنچا کہ آپ کے منہ سے نکلا "ملا نہ رہیں مجھ کو نہ رہیں کھلا"۔
پہنچا دو بالکل غارت ہو گیا۔

آپ کی تصنیف سے ایک کتاب حقائقِ اَللّٰہِ نارسا ہے جو سید شریعتِ لوطا ہی نے مرتب کی ہے۔
آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۱) سید ابوسعید مرتضیٰ مستوفی ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۵۸ء

۱۳۱. سند حافظ محمد حیات راجع ۱۲۶۳ هجری مطابق ۱۸۴۶ م.

اُپ کے خواص مریدین یہ تھے

۱۲۱ میر احمد خان فوجدارہ مخمرقی - ۱۲۲ میر جعفر خان بیگدانی

شیخ و اما سیاکوئی ۱۵۱

سید عطاء جہاں اللہ فقیر کی وفات بعد چوبیس سال بارہویں بیت الاخر ۱۲۶۸ھ ۱۲۸۵ھ میں ہوئی

سلطنت محمد شاہ بادشاہ ہوئی۔ مرزا ساجن پاشا شریف ضلع گجرات گورستان لوقا سید میں ہے۔

ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری بٹالوی بانی سلسلہ فاضلیہ

آپ مشائخ مطابق سن ۱۱۹۹ھ میں نور پور (پنجاب) تھیں۔ ایک قاضی (شمس الدین) کے گھر ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ سیالکوٹ اور لاہور کی تعلیم و سزا گاہوں سے اکتساب حاصل کیا۔ آپ کے والد محرم کا نام سید عنایت اللہ تھا جو اس زمانہ میں جاگیردار تھے۔ ان کے اجداد میں سید بدیع الدین آغا محمد تالیوں میں برصغیر پاک و ہند میں تشریف لائے تھے۔ آغا صاحب شمس الدین شکر گنج میں مقیم ہوئے۔ حضرت ابوالفرح مزید تعلیم کے لئے دہلی میں گئے۔ سید عنایت اللہ کو خان بہادر کا خطاب سرکار سے حاصل تھا۔ انہوں نے عربی اور فارسی علوم کی تحصیل مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کے نورسہ ابوالحسن فتح محمد اور میاں محمد فاضل لاہوری سے کی ہے۔

بارہویں صدی ہجری میں بٹالہ میں مشائخ کا ایک خاندان آباد ہوا جس کے بڑا علی شیخ ابوالحسن علی بخاری معروف بہ بدین الدین شہید حسن الجیلانی ہیں۔ آپ عراقی سے ہندوستان آئے تھے۔ ان کا مراد موضع بہاری من مضامین پنجاب میں ہے۔ آپ کی اولاد میں سے حضرت فاضل الدین نے علم و فضل کی وسعت سے بڑی شہرت حاصل کی۔ بیس سال کی عمر میں گھر سے نکلے اور بٹالہ میں امامت گزینی لگی۔

قیام بٹالہ: مختلف جگہوں کی سیر و سیاحت کے بعد آپ بٹالہ شریف پہنچے۔ آپ نے دنگر جی جادی کیا تھا۔ جس میں بیت و شام سیکڑوں افراد کھانا کھاتے تھے۔ پھر آپ نے اپنی خانقاہ میں مسجد مدرسہ اور مہمان خانے بھی تعمیر کروائے۔ آپ لاہور میں تشریف لائے تھے۔ آپ کی اولاد سے اب سید بدیع الدین قادری دراز فاضلیہ اچھرہ میں مقیم ہیں۔

مرزا نور الدین واقعہ فارسی شاعر کا مولد و منشا بٹالہ شہر ہی ہے۔ تاہم اعلیٰ ترین حضرت عبدالغنی صاحب نقشبندی شاہی قدس سرہ آپ سے ملنے کے لئے موضع شام پور اسی نزد جانپور سے بٹالہ شریف لائے تھے۔

بیعت: قیام بٹالہ میں ایک روز آپ کو حضرت ابو محمد قادری مجدد حضرت شاہ بندگی نے ارشاد

فرمایا کہ کل نور کے شیخ محمد افضل قادری سے بیعت کرو چنانچہ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں ان سے بیعت کی اور پھر بٹالہ شریف کو اپنا مستقل مسکن بنالیا۔ جہاں فاضلیہ قادریہ حضرات کی بیعت بڑی درگاہ ہے۔

نمونہ کلام:

نہیں مرا چست تم کوئی انظر بھالی یا نبی
اس فتنی سوں را کھو گھے من عزل و شہا عفا
جہ دین و غفلت بھری انظر بھالی یا نبی
قریبا کتا ہر گھسری انظر بھالی یا نبی
اس غم سستی چھاتی سٹری انظر بھالی یا نبی
ہے مرگ ہی سر پہ کھسری انظر بھالی یا نبی
اس عشق سو کہ پیل چڑی انظر بھالی یا نبی
فریاد کرتا ہر گھسری انظر بھالی یا نبی
فانسل پاکہ دین دن اشق شفیق المذنبین
تصفیات: لکھتے کہ عربی اور فارسی زبان میں آپ نے تقریباً ایک سو کتب تحریر کی ہیں۔ ان میں سے تیسرے خوشیہ حضرت غوث الاعظم پر آپ کی عربی اور فارسی شروح اور ترجمہ مواد پھر حلقہ نام سننے میں آتے ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔

وفات: آپ نے دینی الحرام مشائخ مطابق سن ۱۲۸۹ھ میں بٹالہ شریف میں وفات پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ یہ محمد شاہ رنگیلہ بادشاہ دہلی کا زمانہ تھا۔ آپ کی عمر ۷۰ سال ہوئی۔ غم عام، تادمخ وفات سے۔

قلب الاقطاب شیخ کمال قادری

آپ شیخ الامام ملا محمد کے صاحبزادے تھے۔ ولادت سن ۱۲۹۹ھ میں بھدراونگ زیب عالمگیر میاں کوٹ ضلع گوجرانوہ میں ہوئی۔ اپنے والد گرامی سے ابتدائی بیعت قادری سلسلہ میں کی۔ اس زمانہ میں بٹالہ شریف میں علامہ محمد افضل قادری کلاوڑی کے خلیفہ محمد سہیل سہیل ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری موجود تھے۔ آپ ان کی خدمت میں بھی مانسہرہ ہوئے تھے اور فیض حاصل کیا تھا۔ دوسری بیعت آپ نے شیخ محمد نور قادری خلیفہ حضرت شیخ محمد افضل قادری کلاوڑی

سے کی جو اردو پنجابی زبان کے شاعر تھے اور جنہوں نے حضرت شاہ جیلان کی ترویج میں بہت سی منتقین لکھی تھیں۔

آپ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ آپ نے بھنگی اور چھوٹی کھوٹی اور بڑی کھوٹی کے درمیان ایک طبع میں ریاضت و عبادت اس قدر کی تھی کہ اس طبع کو ہی پر طبع کہا جانے لگا۔ آپ کی ریاضت اور عبادت انہیں اللہ تعالیٰ سے حبیب نوب عبد الصمد خاں دلیہ جنگ ناظم لاہور اور ہندو پیراگی کی افواج میں گور و سپور اور فلاں اور کے درمیان جنگیں ہوئیں۔ تو آپ مجاہد طور پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کفر کے خلاف معرکہ آرا ہوئے اور غلامی اور گوارا کا گپا۔

آپ ہی لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے بے شمار علماء اور صوفیاء سے ملاقات ہوئے تھے علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ نیز نہایت خوش رو، خوش گو اور خوش نحو تھے۔ مراد منور اپنے خاندانی قبرستان میں جو کہ قصبہ میاں کوٹ کے جنوب مشرقی ہیں واقع ہے۔ اپنے والد بزرگوار کی پانچویں میں برہم جو ہر مدفون ہوئے۔ وفات ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔

شیخ مستنور قادریؒ

آپ مسرت شیخ محمد فاضل کلاوی کے مرید اور خلیفہ اور مسرت شیخ محمد فاضل الدین قادری ہالوی کے پیر بھائی ہیں۔ بنامہ اور کلاوی میں آپ کا آنا جانا نہایت نیک نفس بزرگ تھے اور علم سموت کے حقائق و معارف پر دستا گاہ کامل رکھتے تھے متوکل اور مستغنی المزاج تھے۔ بیشتر لوگ ان کے حلقہٴ ارادت میں شامل تھے۔ ہر دہر شد کے ساتھ لاہور آئے تھے۔

آپ شاعر بھی تھے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

نمونہ کلام

بہر خدا تو اسے صبا بغداد مہا منسیر لادکر
دوبار میراں شاہ کے کہہ بیتی مجھ سرسہر
دوبار میں علم کے چاہ سوں کہ فضل مجھ بہر خدا
تم میں مرا کو یہ نہیں ہیں دست عاس کا پکڑ
روا میں اپنے حال سوں غفلت کی حیران ہویا
زحمت موچے منظر کیا دیو و نسا خود کم کر

یہی مرید جو خاص میں ان کے ساتھ ہیں ایک
بہر خدا کہ کھٹے کر کھٹے کی مجھ پر نظر
حق نے توچے سرور کیا دیاں میں تم سرتاج بو
ہو بانہ کوئی ناہو سے تیرے جیسا تاون شتر
پوچھا ہے کہ تحقیق میں عالی تری درجات ہے
مدت ملی تحسین کا آفرق مجھ کے قدم دھر
اس منگے کی لاج مجھ سن عاجزی مجھ کی شاہ
منوذا کر دل جان سوں دوہج گوا میرے ظلم
بن دیکھنے تجھ اسے شاہ زندگی میری برادہ ہے
چہر مبارک مجھ دکھا تجھ سول ذرا دل جان دھر

افضل سائیں نائب تیرے میرے پیرے نے دستی

برکت اونہوں کے نام کی مجھ میں گواہ شور و شتر

وفات ۱۳۲۹ھ کے لگ بھگ ہے۔

شیخ نصیر الحق قادری ہالویؒ

آپ شیخ محمد فاضل الدین کے مرید تھے فارسی، اردو، پنجابی اور ہندی کے شاعر تھے نصیر یا نصیر تخلص تھا۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ شام چوراسی سے ایک آدمی ہالہ گیا تو شیخ نصیر الحق نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں بھائی عبد الحق تاج العارفین حضرت عبد الہی نقشبندی شامی قدس سرہا آگئے ہیں۔ اس رات جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیر حضرت محمد فاضل کی موت اس پر خطاب فرمایا کہ تاج العارفین جو اپنے وقت کے طلب ہیں ان کا نام ہے ادنیٰ سے کیوں دیا گیا۔ چنانچہ شیخ نصیر الدین اپنے پیر و مرشد مسرت محمد فاضل ہالوی کو ساتھ لے کر شام چوراسی پہنچے اور حضرت تاج العارفین سے اس سال میں مذیت چاہی تو فرمایا کہ آپ حضرات نے کیوں تکلیف فرمائی میں نے تو اسی وقت معاف کر دیا تھا۔ لاہور میں مسرت شیخ طاهر ہندگی قادری کے مقدمہ منور پیر حاضر ہوتے تھے۔

نمونہ کلام

یا نوح سید الدین بیٹے تھراں اس نادر کی
کو کر تہا تی بالوں کا بھانگی دیو و دیدار کی
دیکھے بنان پیاسے سب کو کر کھنوں میں دین دن
ایو مجھے دیو و کائنات سو سے مکہ جناب کی

وہ پیرا رہے سب جگہ کا شہنشاہ ہے وہ فی الدین ول خواہ ہے ہر ناک اس دیار کی
فاضل سامی کن اکرم چر لوں مٹی کی کرشمہ بیاد بھے دیو و حرم جہاں کی ویا دیار کی
کہ اسے نصیر کیا کہوں بیوں کی چنگہ میں جیروں ہست نہ گزرم بھروں یہ منظور انکسار کی

آپ نے پنجابی میں منظوم کلیہ مبارک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہے۔ چنانچہ
اس طرح ہیں۔

صورت خاص نہ محرم کوئی آدم بن مندرشتہ
نکہ بڑست اک وال نہ چہا نہ کوئی سحر مندرشتہ
صورت پاک نبی دے اتوں بندہ ہی گھول گھاواں
نکہ لکھ واراں گہیں جاواں ہے اک جھاتی پاواں
بدن مبارک پاک نبی تے مکتی ٹولی نہ بہندی
سروسے اتے چھاؤں بدل دی نال ہمیشہ رہندی

حضرت فاضل الدین قادری کے مریدوں میں میاں امام بخش قادری بھی ہوئے ہیں جن کا حکام میں مقلد
ہے اس کے علاوہ محمد بیات قادری کا نام بھی اس صف میں شامل ہے۔ وہ بھی اکثر ہندی اشعار کہتے تھے۔
شیخ محمد ماجاں قادری بھی حضرت ابو الفرج محمد فاضل الدین قادری کے مریدین میں سے تھے۔

آپ کے نام پر بالہ میں نسیر اور واڑہ مشہور ہے۔
وفات سنہ ۱۰۰۰ کے قریب ہے۔

شیخ عبد الرحمان المعروف پاک رحمان قادری نوشاہی

حضرت پاک رحمان مقام بھڑی جیرواں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ صالح محمد بن شیخ منصور تھا
اور والدہ کا نام سلطان بیگم تھا سید شرافت نوشاہی صاحب نے اپنی کتاب شاہ عبدالرحمان پاک میں آپ
کی تاریخ ولادت سنہ ۱۰۰۰ میں بیان ہے۔ بعد ازاں بادشاہ مکی ہے۔

اس زمانہ میں حضرت شاہ ماجاں محمد نوشہ گنج بخش تالیف حضرت سید شاہ سلیمان قادری کاہیت
شہرہ تھا ایک مرتبہ وہ سیو بیات گئے ہوئے بھڑی پہنچے۔ آپ کی عمر اس وقت چار سال تھی ان کے
منظور ہوئے۔ وہاں آپ کو ان کا مرید کر دیا آپ کو عرصہ حضرت نوشاہی علیہ السلام کی خدمت میں رہے
علوم باطنی میں کمال پایا۔ ریاضات و مہاجرات انجام دیئے۔ پیر سید نصیر نے خلافت اسے کر آپ کو ہمیشہ
تک دیا۔

آپ کے زمانہ سے کافی عرصہ پہلے یہ کہانی رنگن پور ڈلا کے نام سے موزوم تھی مگر زانوں سے تباہ
ہو گئی تھی۔ مٹی ملک قوم ہر لے اس کو آباد کیا۔ تو یہ بھڑی بہاولاں سے معروف ہوئی۔ جب آپ کے
یہاں آئے سے اس کی آبادی میں رونق آگئی تو یہ آپ کے نام پر بھڑی شاہ رحمان مشہور ہو گئی
وروز لاہور آپ سماع ملتے تھے اور وجد کرتے تھے جو حافظہ بر نور و حقی پر گنہ چہا کو ناگوار
گنہ اس نے ناظم لاہور اور قاضی القضاۃ قاضی عبدالرحمن مفتی اعظم لاہور کو شکایت لکھ بھیجی۔ نواب
صاحب نے آپ کو لاہور طلب کیا تاکہ شرعی احتساب کیا جائے۔ آپ شیخ صالح محمد شاہ غریب اور میاں
علی قول کی معیت میں لاہور پہنچے۔ پہلے حضرت فانا گنج بخش کے مرقہ منور پر حاضر دی پھر اپنے مرید مرزا
احمد بیگ لاہوری کے ہمراہ شاہی مسجد لاہور میں تشریف لے گئے۔ جہاں اسی معاملہ پر اجتماع ہوا تھا
آپ نے سماع اور وجد کے متعلق بہترین دلائل دیئے۔ تو وہ سب قائل ہو گئے اس موقع پر قاضی القضاۃ
لاہور نے آپ سے خلافت پائی۔ پھر آپ کچھ عرصہ اندرون بھائی دواڑہ باناڑیچاں میں ایک کمرہ میں
مکث کرتے رہے۔ آپ کی وہ چلہ گاہ اب تک موجود ہے۔ آپ پھر پرانے کپڑے پہنتے تھے۔ مگر جب لاہور
تشریف لائے تھے تو مرزا احمد بیگ نے نئے کپڑے اور عمدہ جوتا خر کیا جو آپ نے زیب تن فرمایا تھا۔
سیر و سیاحت آپ لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے علاقوں مثلاً سیالکوٹ پاک پٹن شریف
ساجن پال وغیرہ بھی تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء اور بزرگان سے ملاقاتیں کیں۔

آپ کے مرشد طریقت حضرت نوشہ گنج بخش نے آپ کو پاک کے خطاب سے نوازا تھا۔
آپ کے بے شمار مرید اور غلیظ نے جن میں سے سید شاہ عسکری علیہ السلام و حمزہ بہاولان نوشاہی
حکیم عبدالحمید المعروف حکیم صاحب (نواسہ) میاں محمد بختیار صاحب (نواسہ) قاضی عبدالرحمن مفتی اعظم لاہور
وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

عادادت و اطوار آپ بچپن سے ہی راست گو اور خدا پرست تھے۔ ریاضت نفس کے بڑے تاقی تھے اور اس کو نہایت کامیاب ثابت خیال کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ انس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ اس کو سرطوح کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا کر اپنے زیر فرمان کرنا چاہئے چنانچہ وفاتِ محبوبت ان پر ایسی غالب تھی کہ کما نا چاہتا۔ آپ کا معروف ہو گیا سماع کا آپ کو بہت شوق تھا اور دوسرے وقت آپ کی ایسی حالت ہو جایا کرتی تھی کہ لوگوں کو آپ کے مرگ کا یقین ہو جایا کرتا تھا۔

اولاد آپ کے ہاں تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی بی بی سے ایک کی نادی حضرت ابراہیم صاحب المعروف عبدالرحیم سے ہوئی جو آپ کے رشتہ دار تھے۔ اس صاحبزادی کے انتقال کے بعد دوسری صاحبزادی کی نادی بھی آپ کے حضرت ابراہیم صاحب سے ہی کی جن سے تین صاحبزادے ۱۰ عبدالعظیم ۱۱ حضرت جیو ۱۲ صاحبزادے اور حضرت ذوالعزیزان پیدا ہوئے۔ حضرت عبدالرحیم کے صاحبزادے حضرت ذوالعزیزان حضرت نوشہ صاحب کے پوتے حضرت شاہ عصمت اللہ کی بیعت تھے۔ تعلیم کے لئے یہ لاہور تشریف لے گئے وہاں علومِ ظاہری کی تکمیل کی غیر شرعی لوگوں سے سنت متفق تھے آپ نے زہد کثیر کے صوفی سے اراضی خرید کر دربار حضرت شاہ رحمن کے نام لکوائی تاکہ دربار کا خرچ چل سکے۔ آپ شاہ رحمن ثانی ثابت ہوئے آپ نے سلسلہ قادریہ نوشاہیہ رضائیکہ کی شاخ ڈالی۔

وفات ۱۱۴۳ ھ مطابق ۱۷۳۰ء میں بعد از رنگ زیب شہنشاہ دہلی بھری شاہ رحمن میں ہوئی۔ جو ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے بھری شاہ رحمن حافظ آباد سے آٹھ میل دور منہاج شمال مشرق گوجرانوالہ روڈ سے قریب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

خبرو آپ کا بھتیجہ کی وفات سے ۱۲ برس بعد تعمیر ہوا۔ آپ کو مقبرہ کے اندر صدوق میں بند کر کے دفن کیا گیا۔ روضہ تک پہنچنے کے لئے تین سیر میل سے گزنا پڑتا ہے۔ اب مرقہ منور اور خانقاہ محکمہ اوقاف کی توفیت میں ہے۔

شیخ پیر محمد امجد الشہور حضرت پیر محمد قادری نوشاہی

آپ گنگوڑ قوم سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ نسب ایران کے کیانی سلاطین سے جتا ہے۔ والد بزرگوار کا نام ملک وارث خاں تھا جو علاقہ پوٹھوہار کے ایک گاؤں نزاری تحصیل گوجرانوالہ ضلع راولپنڈی

کے ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے شیخ پیر محمد کی ولادت بھی اسی گاؤں میں ہوئی۔ آپ نے اپنی چھوٹے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا جو ایک قوی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ پندرہ سالہ والد گرامی کی شہادت کے بعد آپ کی پرورش کی ساری ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ کے پر ہوئی۔ سن جوانی میں قلم رکھتے ہی آپ تلاش مرشد میں نکل کھڑے ہوئے اور سفر کی مصروفیت بھیلے وزیر آباد پہنچے اور وہاں سے دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں جلیکے میں پورا وہاں میں معروف ہو گئے۔ والدہ ماجدہ آپ کو تلاش کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں اور وہیں جانے کے لئے کہا مگر آپ نے انکار کر دیا جس پر وہ بھی آپ کے ساتھ وہاں ہی مقیم ہو گئیں۔ چنانچہ مافی صاحب نے باقی عمر وہیں بسر کی اور وہاں ہی وفات پائی۔ والدہ کی وفات کے بعد آپ صاحب شریف حضرت حامی محمد نوشہ شیخ بخش نادری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان کے حلقہ ارادت میں ہو کر رہ گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کیا پھر شیخ کی اہانت سے نوشہرہ میں سکونت اختیار کی۔ یہ نوشہرہ گجرات شہر سے دس میل کے فاصلے پر مشرق کی جانب دریائے چناب کے کنارے واقع ہے۔ آپ مدینۃ الاولیاء لاہور میں تشریف لائے تھے۔

وفات ۱۲۱۳ ھ مطابق ۱۸۰۰ء میں بعد از شاہ بادشاہ دہلی ہوئی۔

مزار اقدس نوشہرہ میں واقع ہے جو گجرات شہر سے دس میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے کنارے آباد ہے۔

حافظ قاسم الدین برقدار قادری نوشاہی

حضرت شیخ پیر محمد پیر نوشہرہ کے اکابر غلیظوں میں سے تھے۔ سبزواری سادات سے ہیں آپ کے بزرگ فارسی سے لاہور آئے وہاں سے اجودھن آئے۔ پیدائش پاک تہن میں ہوئی۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ حضرت بابا فرید الدین کی بشارت سے آپ نے حضرت پیر محمد صاحب نوشاہی کی خدمت میں جانے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ آپ نوشہرہ شریف پہنچے اور آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ لاہور میں تشریف لائے تھے۔

آپ کئی مرتبہ لاہور میں اپنے پیر بھائی رضی شہید قلندر کے پاس تشریف لاتے رہے اور

جب کبھی نوشہرہ شریف جانے تو لاہور سے گزر کر ہی جایا کرتے۔

آپ کے مفصل حالات سید شرافت نوشا ہی نے شریف انتہا تاریخ کی تیسری جلد کے دوسرے حصہ موسوم بہ اہالیات الانبیاء میں درج کئے ہیں۔

آپ کے بڑے شمار خلفاء تھے۔ مشہور تھے۔ ۱۰ شاہ عبدالغفور ہالہ پٹری - ۲۔ سید میر کلان غیلانی ساکن کھیاہ شریف ملتان پرمشہور۔

تاریخ وفات شاہیوں میں یہ اضافی ۱۱۵۰ھ مطابق یکم جولائی ۱۷۳۷ء ہسپت محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوئی۔

مزار اقدس پاک پٹن میں واقع ہے۔ آپ کا گنبد آپ کے عزیز اعظم شاہ عبدالغفور ہالہ پٹری نے تیار کروایا تھا۔

بلھے شاہ قادری شطاریؒ

آپ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں سلسلہ ارادت اس طرح ہے۔ سید بلھے شاہ قادری مرید شاہ عنایت قادری مرید شاہ محمد رضا قادری مرید شیخ محمد فاضل قادری لاہوری۔ مرید شیخ ارداو قادری اکبر آبادی مرید شیخ محمد جلال مرید سید نور زین العابدین مرید شیخ عبدالغفور مرید شیخ وجیہ الدین گجراتی مرید شاہ محمد عوث گویاری۔ آبائی وطن آپ کا اوچ شریف تھا۔ اور حضرت سید مخدوم محمد عوث گیلانی اوچی جلی کی اولاد سے ہیں۔ والد ماجد کا نام سخی شاہ محمد درویش ہے جو اوچ سے ساہیوال کی طرف آئے۔

لاہور میں آمد جب آپ لاہور شریف لائے تو آپ نے شاہ عنایت قادری لاہوری سے اونچی مسجد اندرون بھاٹی دروازہ میں دینیت کی جوان کے خاندان کی تولیت میں تھی۔

بلھے شاہ کی ولادت بقول مسز اسپرون ۱۱۹۰ھ تحریر کی ہے۔ نہایت عابد و زاہد بزرگ تھے اور اکثر آپ پر جذب و سکر کی کیفیت طاری رہا کرتی تھی جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو ان کے والد ماجد نے کچھ گھر پر چھوڑ دیں کی بنا پر گاؤں چھوڑنے کا ارادہ کر لیا اور ساہیوال کے ایک گاؤں ملک وال آگئے۔ پھر وہاں سے پانڈو بھی چلے گئے اور انہوں نے یہاں آکر چودری پانڈو بھی کی

درخواست پر گاؤں کی مسجد کی امامت اور درس کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اور بلھے شاہ کو تصور میں خواجہ غلام مرتضیٰ قصوری کے پاس بھیج دیا۔ تاہم اس بات کی گواہ ہے کہ آپ مسجد کوٹہ قصور کے طلباء میں سے تھے خواجہ صاحب اکبر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو عیب شاگرد ملے ہیں ایک بلھے شاہ جس نے علم حاصل کر کے سارنگی پکڑ لی اور دوسرے سید وارث شاہ جس نے علم ہو کر بیوی بچا کے گیت لکھنے اور گانے شروع کر دیئے۔ اس امر اتھری اور اتفاق کے زمانہ میں بابا بلھے شاہ نے قصور کو اپنا مرکز بنایا کیونکہ یہی وہ شہر ہے جہاں سے سکھوں کی دو مشینیں بھیگن کی مثل اور کشمیر کی مثل پیدا ہوئیں۔

شاعری۔ آپ پنجاب کے مشہور صوفی بزرگ اور شیریں نو شاعر تھے۔ آپ نے پشماںی زبان کی کافیوں میں معرفت کے وہ دریا بہائے ہیں کہ ان کا نام حداریدہ بزرگوں اور محدثوں میں پایا جاتا ہے پاکستان بھر میں ان کی کافیوں زبانِ زوہام و خاص ہیں جب بلھے شاہ نے شاعری شروع کی تو آپ کے مرشد کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ وہ عفا ہوئے مگر جب آپ کے اشد دشمنے تو ان کو لپٹان ہو گیا۔ آپ کے کلام میں اشعار صوفیہ صوفی کی افراطی اور جنگ و جدل کے اثرات موجود ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مغلیہ خاندان کی ثقافتی قدریں تہ و بالا ہو چکی تھیں۔ مسلمانوں میں و مدت ملی کا جذبہ مضبوط تھا۔ مناشرہ ہر قسم کی انتہائی اور اخلاقی گراؤت میں مبتلا تھا کنبیوں کی مثل کا بانی بگڑے موضع کا بنہ ضلع لاہور کا رہنے والا تھا۔ یہ قصبہ قصور کے قریب واقع ہے۔ تصور اور اس کے مشابہ ہیں اس مثل کے ظالموں نے کیا کیا ظلم و ستم ڈھائے ہوں گے اور ان تباہ کاریوں سے بلھے شاہ نے کیا تاثر لیا ہو گا آپ کی شاعری سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے کلام میں بڑی سادگی ہے آپ کا کلام پنجاب کی روح کی آواز ہے ذات الہی سے آپ کو عشق تھا اور اس عشق سے سرشار ہو کر آپ نے اپنے کلام میں خدا سے باتیں کی ہیں۔ آپ کا کلام ادبی اور معنوی خوبیوں سے مالا مال ہے اشعار میں سکہ عہد کی لہذا نوینیت اور مقام کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔

میاں محمد صاحب محقق سیف الملوک آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

بلھے شاہ وہی کافی سن کے نزدیک کلفب اچھڑا

وعدت سے دریاوے اندر ادوی تر دا

جس طرح ہجو کو دانا کی نگری کہا جاتا ہے اسی طرح تصور کو جھٹے شاو کی نگری کہا جاتا ہے۔

نمونہ کلام

در گفد اشتر عذاب دا ہر سال بو یا پنجاب دا
وہاں بادیر دوزخ مارا سالوں آہل یار پیار دا

جھوٹ آنکھں تے کج بھدا اے سپح آکھوں جھانبر مچا اے
جی دواں گلاں تو چبدا اے پنج پنج کے چبھا کھنڈی اے
مزا آئی باس نہ رہندی اے

آٹھوں مینوں سبق پڑھایا انہوں آگے کج سمجھ نہ آیا
اوتے بے ہی بے پکار دا اسی
گلاں مینوں مار دا اسی

پڑھ پڑھ نفس ناز گذاریں اسپتیاں ہانگاں پانگاں ہاریں
منبر چڑھ کے وعظ پکاریں تینوں کھیت سس خوار
ہلہوں بس کریں او یار
ہلہوں بس کریں او یار

حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی قدس سرہ
ساہن پال شریف، ضلع گجرات

آپ شمس المقرنین، سراج الدنالکین، زبدۃ الاتقیاء، خاتم الاولیاء، بدریہ طریقت، غنیائے حقیقت
صاحب علم و علم و ذوق و ذوق تھے۔

آپ کا نام محمد حیات، لقب ربانی تھا۔ آپ شہباز پنجہ، ید اللہ حضرت مولانا سید حافظ صاحب

فیض اعظم نوشاہی کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔ اپنے تمام برادران ہم
جہی میں علم و فضل اور معرفت میں لائق اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ آپ نے علوم
ظاہری کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ قرآن مجید حفظ کیا، تفسیر حدیث، فقہ، تصوف و طہارت
میں کمال حاصل کیا۔ سلوک قادریہ پورا کر کے والد ماجد سے خلافت حاصل کی۔ نیز اپنے علم و بندگی
محضت سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پیر پلوان نوشاہی سے خرقہ تنبک پایا۔ فن کناہت نسخ اور تعلیق
میں بھی آپ کو خاص مہارت تھی۔ آپ نے دور دور تک سیاحت کی۔

آپ ایک مرتبہ شاہجہان آباد میں تشریف لے گئے۔ راستہ میں چند مسافر لاہور شہر سے اور
اپنے ہم جہی جہانی سید صبیح اللہ نوشاہی لاہوری کے ہاں مقام رکھا۔ شاہجہان آباد کے بزرگوں
اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں اور وہاں کے لوگوں کو فیض نوشاہی سے متفیض فرمایا۔ خواجہ مولانا
فخر الدین فخر جہان پشی تعلیمی سے بھی ملاقات کی۔

آپ نہایت فیاض غریب پرورد مسکین نواز تھے۔ آپ کا دروازہ ارباب حاجت کے لئے ہر
وقت کھلا رہتا۔ ایک مرتبہ مونیف اگر وہ کا ایک آدمی قتل کے جرم میں ماخوذ ہوا۔ چونکہ اس کے
عیال و اطفال خود سال تھے آپ نے اندر اور غریب نوازی ایک ہزار روپیہ اس کا خون ہبسا
ادا کر کے اس کا جرم اس کے وارثوں سے بخشوا لیا۔

آپ اجابت دعا اور کشف و کرامت میں منصب عالی رکھتے تھے۔ مشائخ معاصرین نے
آپ کے سکندر لایت کو تسلیم کیا ہوا تھا۔ اپنے والد ماجد کے بعد مدرسہ نوشاہیہ کے مدرس اعلیٰ
آپ ہی تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم سے اکثر مقلد کو نوازا۔ آپ کے زمانہ مبارک و خلافت
میں مسئلہ ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں حضرت نوشاہ عالیہامہ کاموار شریف دوسری جنگ
مقتل ہوا۔

آپ کے حالات کتاب اذکار نوشاہیہ مصنف میر شرافت نوشاہی میں سے ملے گئے ہیں۔
اگر آپ کے مفصل حالات مطلوب ہوں تو کتاب شریف التواریخ کے جلد دوم موسوم بہ طبقات الشیخ
میں ملاحظہ کریں۔ جو میر شرافت کی مشہور تصنیف ہے۔

آپ صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ مندرجہ ذیل کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔

- ۱۔ تذکرہ نوشاہی سال تہذیب ۱۲۸۵ھ حضرت لونیہ صاحب اور ان کے خلفاء کا تذکرہ۔
 - ۲۔ مجمع المطالعین۔ موزونیات تصنیف بطور مدال و جواب۔
 - ۳۔ مشرح اسماء اربعین۔ خدا تعالیٰ کے چالیس ناموں کی شرح۔
 - ۴۔ رسالہ سماع۔ حدیث و فقہ کی روش سے سماع کا جواز۔
 - ۵۔ تہذیب العقول۔ آپ کی مختلف تحریرات کو سید شرافت نوشاہی نے مرتب کیا ہے۔
- آپ کے چار بیٹے تھے۔

- ۱۔ سید حافظ نور اللہ متوفی ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۳ء
 - ۲۔ سید ضیاء اللہ رسول بنگوی متوفی ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۹ء
 - ۳۔ سید مراد اللہ
 - ۴۔ سید عبد اللہ
- آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔
- (۱) شیخ عبدالرحمن دہلوی۔

- (۲) چوہدری برنوردار بن جمال خاں تارڑ ساکن اگر وہ ضلع گجرات۔
- (۳) چوہدری محمد باقر بن محمد امین تارڑ ساکن اگر وہ ضلع گجرات۔
- (۴) چوہدری اختیار خاں بن گل محمد تارڑ ساکن اگر وہ ضلع گجرات۔

حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات رتانی نوشاہی کی وفات ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں بعد عالمگیر ثانی ولد جہاندار شاہ ہوئی۔ مزار سامن پال شریف، ضلع گجرات، گورستان نوشاہیہ میں ہے۔

وارث شاہ قادریؒ

ولادت سید صاحب کی جہانیاں شیر خاں ضلع شیخوپورہ میں ہوئی، جب ذرا بڑے ہوئے تو برائے تعلیم آپ تصور چلے گئے۔ اور وہاں مولانا غلام محمد الدین جامع مسجد کوٹ قصور سے فیض حاصل کیا، پھر آپ حضرت مولانا خواجہ غلام رفیع قصوری کے شاگردوں میں شامل ہو گئے

حضرت بیٹے شاہ قادری بھی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے یہاں سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر کے پاک تپن چلے گئے۔ اور حضرت باوا فرید گنج شکر کی بارگاہ سے باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اس کے بعد مختلف شہروں کی شہر فروشی کرتے اور لاہور سے ہوتے ہوئے آپ جہانیاں شیر خاں چلے گئے۔ اور وہاں سے تارک الدنیا ہو گئے۔ آپ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے وقت حیات تھے۔

وفات ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں مقام جہانیاں شیر خاں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے

موقوف کتاب ۱۳۸۵ھ میں آپ کے ملامت عرس پر گیا۔ آپ کی قبر ایک چار پاؤں فٹ اونچے احاطہ میں گاون کے باہر واقع ہے، اس پکھلی میں آپ کی قبر کے علاوہ آپ کے والد گل شیر شاہ اور بھائی قاسم شاہ کی قبور ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی، آپ کے بھائی کی اولاد سے اب شیر شاہ ولد ولایت شاہ ولد غلام شاہ ولد حسن شاہ ہیں جن سے ملاقات ہوتی تھی۔

شاہ ولی اللہ قادری شطاریؒ

شاہ ولی اللہ صاحب کے ابتدائی حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ غالباً آپ وہی کے بیٹے داسے تھے۔ جب لاہور آئے تو اپنے بزرگان سے ملاقات کر کے واپس اپنے وطن چلے گئے تھے جہاں مستقل اقامت گزینی تھی۔

وہ لاہور، آنجناب لاہور میں خواجہ محمد سعید قادری شطاری (مدفون بنک اسکوائر نیلگنڈ لاہور) کی خدمت اندس میں حاضر ہوتے رہے۔ حاجی محمد سعید کے حالات میری تالیف "لاہور میں اولیائے فقہین کی سرگرمیاں" میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان کی وفات لاہور میں ۱۳۵۵ھ میں ہوئی تھی۔

حضرت شاہ مراد قادری نوشاہیؒ

وڈا پنج قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ موضع چوہانہ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔

بیعت: آپ نے شیخ پیر محمد سچیاں خلیفہ حضرت نوشاہ گنج بخش سے سلسلہ قادریہ میں بیعت

کی اور مرشد کے حکم سے شریعت شریف لائے۔ لاہور بھی اکثر و بیشتر آتے رہے۔ اپنے عہد کے مشائخ اور صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ناموم زینت شریعت میں مخلوق خدا کی ہدایت اور نشر و اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔

مزار پھولدار شریعت شریف میں ہے۔ وصال ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں ہوا۔ ۱۰۰ سال

سید سلامت قادری قادری فاضل

آپ کی ولادت بنالہ شریف میں ہوئی۔ والد کرم کا نام سید ابو الفرج محمد فاضل الدین تھا۔ آپ کے فرزند اگرتھے۔ مدرسہ قادریہ فاضلیہ بنالہ شریف سے کتاب علم کیا۔ اور اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔ والد کی وفات کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ گورنر لاہور آپ کا ارادت مند تھا اور آپ اکثر ان کے پاس لاہور تشریف لاتے تھے۔

آپ نے "رمز المشق" ایک کتاب تصنیف کی جو کہ تصوف سے متعلق ہے۔ علم و عمل۔ زہد و تقویٰ۔ ریاضت و محاہدات اور حال و حال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ لقب آپ کا اہل اللہ تھا تصوف پر ایک کتاب صفاء المرآت بھی ہے۔ فتویٰ رمز المشق مصنف کے مرید اور بلادہ نسبتی محمد جان نے تحریر کی ہے۔ جو کتابت کا پیشہ کرتے تھے۔

نمونہ کلام:

| | |
|------------------------|----------------------------|
| دین دُنی کا پشت پناہ | والی میرا فاضل شاہ |
| قلب حقیقت شمس یقین | نائب سید عیسیٰ الدین |
| عارف کا بل دل آگاہ | نور محمد سترالہ |
| اقل آئینہ ظاہر باطن | ہاتھ ہمارے اس کا دامن |
| ناہیں اُس بن میرا کرلو | اس کا ہوں نہیں اُس کا چیرا |
| اپنے شاہ کا لے کر نام | کیا رمز المشق تمام |

وفات: وفات آپ کی ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں ہوئی اور اپنے آبائی

قبرستان بنالہ شریف میں دفن ہوئے۔
مزار اقدس: مزار اقدس بنالہ شریف ضلع گورداسپور مہاراشٹر میں ہے۔

بابا شیخ لاہوری

ولادت ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۷ء ہے۔ آپ حضرت قطب الدین مودود پشٹی بن خواجہ ابو بکر پشٹی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد حضرت نصر محمد لاہوری میں قیام فرماتے اور حضرت میاں مہر قادری لاہوری کے خدام میں شامل تھے۔ آپ حضرت میاں میر قادری کی دعا و برکت سے تولد ہوئے۔ کیونکہ بڑھاپے تک آپ کے والد کرم کے گھر اولاد پیدا نہ ہوئی تھی۔ حضرت میاں میر نے آپ کا نام شیخ احمد رکھا۔ جو بعد میں بابا شیخ لاہوری کے نام سے مشہور ہوا۔ پانچ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید پڑھا۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔ پھر سب سے چلے گئے پیر مہر محمد لغتا مرشد تعلیم پکاڑو کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ اور خلافت محل کی بعد ازاں آپ واپس اپنے وطن جھنگ صدر آ گئے۔ اور وہاں اپنا ذریعہ قیام کر لیا۔ جے شہر کرامات آپ سے وقوع میں آئی۔ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی۔ "مذکرہ ادیانے جھنگ" میں آپ کے مزید حالات ملاحظہ فرمائیں۔

وفات: وفات ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء ہے۔ مزار اقدس جھنگ صدر میں ہے۔ جس جگہ آپ کی رہائش تھی وہاں ہی مدفون بنا۔ قیام پاکستان کے بعد پانی پت کے ایک صاحب مفتی عبدالرحیم نے یہ جگہ حاصل کر لی اور یہاں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ اور بابا صاحب کا مزار مسجد کے صحن میں شامل کر لیا۔ جب مفتی صاحب فوت ہوئے تو ان کو بھی بابا صاحب کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔

سید میر شاہ شاہ قادری

آپ حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم ذریعہ اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ پھر پشاور، افغانستان اور پنجاب کے علمائے کرام سے بھی علوم متداولہ میں سند حاصل کی۔ بیعت حضرت شاہ محمد غوث سے کی۔ پھر آپ نے جہلم سے ۲۵ میل اندر

کی طرف تحصیل پڑھانے والے خاں ہیں کہ جاک پہاڑ میں جا کر اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ یہاں ہی شادی کی۔ آپ نہایت عارف کا بل بزرگ تھے۔
وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

شاہ عبدالغفور قادری نوشاہی

آپ سلسلہ نوشاہیہ کے بہت بڑے بزرگ تھے اور جانشین میں نشر و اشاعت اسلام میں مصروف رہے۔ لاہور ہی تشریف لائے تھے۔

آپ اپنے طالبوں کو پہلے قصیدہ غوثیہ کا چتر کراتے تھے۔

وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں مقام جالندھر ہوئی۔ جیسا کہ سید شرف نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے تیسرے حصہ موسوم بہ معارف الابرار میں ہے۔
مزار شریف جالندھر میں ہے۔ بستی دانفندھاں میں ہے۔

میر محمد زکریا قادری

نام محمد زکریا ولد میر محمد چارنی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی نسل پاک سے تھے آپ کے والد گرامی مولانا میر محمد سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں لاہور میں خاص منصبدار تھے۔ بعد ازاں اپنی آپ خود سال ہی تھے کہ آپ کے والد مولانا میر محمد سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے محل میں عین عید کے دن شہید کر دیئے گئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت نواب عبدالصمد خاں لاہوری کے ذمہ ہوئی۔ تکمیل علوم لاہور کے علماء و فضلاء سے کی۔ بعد تکمیل علوم منصبدار ہوئے۔ امرا میں سے ہوئے۔ باوجود شریعت کے اتباع کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک وفد ملتان گئے تو وہاں اپنے فرائض زکریا خاں کو دیکھا جو پہلے فاسق و فاجر تھا۔ گلاب نہایت دیندار بنا ہوا تھا۔ اس کے کہنے پر لاہور میں مولانا میر محمد زکریا لاہوری کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کی۔

بعد ازاں لاہور سے ترک مکونت کر کے دہلی چلے گئے۔ اور جامعہ مسجد کے قریب اقامت گزین ہوئے۔ اور ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء وصال فرمایا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی کی مسجد

کے عقب میں احاطہ سنگین میں دفن ہوئے۔ مزار کے طاق پر سنگ مرمر پر نام کندہ ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے قلاب تھے۔ مشائخ کرام دہلی حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی۔ حضرت شاہ غلام سادات صابری۔ شاہ عبدالکیم نقشبندی۔ حضرت مولانا فخر جہاں پاشی حضرت خلیفہ عبدالرحمن نقشبندی۔ آپ کی بہت عزت و محکم کرتے تھے۔

وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء ہے۔

مزار اقدس دہلی میں ہے۔

سید عبدالقادر قادری

ولادت ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء ہے آپ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور رسول واسطوں سے حضرت غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد محترم سید محمد ایم بارگاہ غوثیہ کے سہارہ نشین سید محمد یحییٰ کے خدام میں شامل تھے سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا۔ اور دس سال کی عمر میں حفظ کر لیا۔

ورود لاہور: محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بارگاہ غوثیہ کے سہارہ نشین سید محمد یحییٰ سے بغداد میں درجہ ا کی کرا ایک تہیجی و مسند بندوستان میں رواد کریں۔ اور خود بھی تشریف لائیں چنانچہ اس درخواست پر آپ کے ساتھ دس بزرگان دین پر مشتمل ایک قافلہ براستہ لاہور دہلی پہنچا۔ ان بزرگان میں سید عبدالقادر بیلافی قادری بھی شامل تھے۔ چھ ماہ کے بعد جب یہ وفد واپس گیا تو چونکہ آپ کو ہندوستان بہت پسند آیا تھا۔ اس نے آپ پر ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں سندھ پہنچنے۔ سندھ میں مہر محمد بقا قادری سے بی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ سندھ سے آپ صوبہ سرحد چلے گئے۔ اور کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے بغداد شریعت واپس چلے گئے۔ اور پھر وہاں سے حج کرنے چلے گئے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد آپ بغداد چلے آئے۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ پھر بغداد سے کابل پہنچے تو وہاں احمد شاہ ابدالی نے آپ کا استقبال کیا۔ اور وہاں سے جہانگ کے ایک قصبہ پیر کوٹ سرانہ چلے آئے۔ یہ قصبہ آپ نے ہی آباد کیا تھا۔ آپ نے تین شاہیاں کیں۔ پہلا نکاح گوجر نواز کے ایک مغل گھرانے کی خاتون سے کیا جس سے سید شاہ اور مرزا پیر تولد ہوئے۔ دوسری شادی سادات بنو ہاشم کی ایک

قانون سے کی جس کے بطن سے حامد شاہ اور غلام مصطفیٰ شاہ دو فرزند پیدا ہوئے۔ تیسری شادی میر حسن شاہ گیلانی کی دختر سے کی۔ جس کے بطن سے چھ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ آپ کا بڑا بیٹا کا سید گیلانی آپ کے وصال کے بعد سجادہ نشین بنا۔ اب صاحبزادہ سید آفتاب احمد شاہ گیلانی سجادہ نشین ہے تمام جائیداد و املاک کے قبضہ میں ہے۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ مرحوم انہیں کی اولاد سے تھے۔ وفات ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء ہے۔ مزار اقدس پیر کوٹ سرہانہ میں ہے۔ مزید حالات کے لئے تذکرہ اویس جہنگ دیکھیں۔

سید غلام غوث قادری فاضل

ولادت ۱۲۸۰ھ شریف پور، والد گرامی کا نام سید غلام قادری قادری بنامی ہے۔ اور بیعت اپنے والد محترم سے تھے۔ نہایت حسین و جمیل اور ذریعہ و ذراک تھے۔ بیس سال کی عمر میں والد کی وفات پر زبیر سجادہ ہوئے۔ اس حساب سے آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۸۰ھ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ سکھ گروئی میں آپ بنالہ سے ہجرت کر کے وزیر آباد چلے گئے۔ اس وقت آپ کے فرزند سید محمد شاہ قادری بھی وہاں ہی تھے۔ وہاں ہی وفات ہوئی۔ جنازہ آپ کا کلاں ضلع گورداسپور میں لایا گیا اور وہاں حضرت شیخ محمد افضل قادری کلاں کی خانقاہ میں آپ کے مرقہ منور کے پاس سپرد خاک کر دیا گیا۔ بقول حضرات فاضلیہ قادریہ آپ لاہور ہی تشریف لائے تھے۔ عمر آپ کی بیالیس سال کی ہوئی۔ اور وفات ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں بنگام وزیر آباد ہوئی اور لاش کلاں ضلع گورداسپور میں لا کر دفن کی گئی۔

صغیر علی شاہ قادری

حضرت پیر محمد صغیر علی شاہ گیلانی الحسینی السنی سلسلہ نسب کے اعتبار سے حضرت پیران پیر سید عبدالقادر گیلانی کے ستارہویں نمبر پر ہیں۔

تبلیغ حق، تبلیغ و اشاعت دین برحق کے سلسلہ میں ایران، بخارا، سمرقند اور افغانستان میں ہزاروں افراد کو کلمہ توحید پڑھا کر حلقہ بگوش اسلام کیا۔ پھر براستہ درہ خیبر سترہویں صدی کے اواخر میں پشاور

پہنچے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا بے پناہ شوق تھا اور یہی وہ جذبہ تھا جو آپ کو میلان سے نکھٹو لایا تھا۔ پشاور سے آپ براستہ لاہور ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ کھنڈ، الا آباد، کانپور، رام پور، گڑھی قیام کیا۔ پھر کھنڈ میں اپنے فرزند اقل پیر حیدر علی شاہ کو پناہ جانشین مقرر کر کے پشاور چلے گئے۔ وہاں سے پھر کابل، قندھار اور بخارا کے کئی سفر کئے۔ اور اس کے بعد پشاور کو اپنا مستقل مقدر بنا لیا۔

جب جد مہاراج گندار اور محبوت بیاضت میں پابند تھے۔ عالم انبار اور زبدہ آقا میں بیٹھائے روزگار تھے۔ ایثار و مہر کے پیکر اور راضی برداشت تھے۔ آپ کو وضیات کی تعلیمات کے اجراء کا بہت زیادہ شوق تھا۔ آپ نے ایک گھر بڑی قسم کا مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ جس میں ایران، تاجک سے طالبان علم و عرفان، کتاب فیوض و برکات کے لئے آتے۔ اور گیسو سراو سے دامن ہجر کر کے جاتے کرات اور خوارق آپ سے بے شمار لہور میں آتے۔

آپ کی اولاد کے حضرات افراد کھنڈ، الا آباد، رام پور، کانپور، لاہور، سرگودھا، ضلع راجپوال، دیپال پور، رائے سہ، مکھڑ شریف اور پشاور میں اقامت گزیرے ہیں۔ آپ کے چوتے پیر سید قاسم علی شاہ گیلانی المشہور حاجی پیر کا مزار مکھڑ شریف ضلع کیمیل پور میں ہے۔ آپ کے چوتے پوتے پیر سید محمد تقی کا مزار بکھیاہلی والا لاہور میں واقع ہے۔ یہ بیکہ عقبہ امار کلی آبکاری روڈ منٹول چیمہ اخبار واقع ہے۔

مرقہ منور پشاور میں ہے۔ وفات اوائل اٹھارہویں صدی میں ہوئی۔

خواجہ حسین قادری

آپ تلمب الاقطاب شیخ کمال قادری کے فرزند تھے۔ ۱۳۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ظاہری علوم و فنون کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔ پھر سیر و سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مختلف مقامات سے بے شمار بزرگان سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کے عہد حیات میں کلاں اور مضافات پر بے شکہ کنہیا نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس سے پہلے حتماً شکہ رام گرجیا کلاں پر حکمران تھا جسے شکہ نے حتماً شکہ کو شکست دے کر سلج پار دھکیل دیا۔ اس شخص نے اس علاقہ کے مسلمانوں کو اس قدر تکلیف دی کہ عد سے باہر ہیں بلکہ

مسلمانوں کو نماز اور اذان کی ادائیگی سے منع کر دیا۔ تو ان ایام میں خواجہ حسین نے اس کے خلاف آواز بلند کیا جس کی بادشاہی میں آپ پر بیعت سنتی کی گئی مگر آپ کے پاس استقلال کو لغزش نہ آئی۔

انہیں ایام میں خواجہ حسین اور آپ کے فرزند ارجمند خواجہ احمد لاہور آئے رہے یہاں انہوں نے حضرت شیخ عبداللہ جوہر قادری سے شرف بیعت حاصل کیا، پہلا لاہور آنے کا راستہ باجوڑ اور شہر اپنی طرف سے تھا۔ جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک تنظیم خانقاہ و درگاہ موجود تھی۔ آپ نے حضرت شاہ سردار قادری حضرت صاحب خاں خورد قادری۔ شیخ جان محمد قادری باجوڑ سے تعلقات رکھے تھے جس طرح یہ اصحاب سکون کے خلاف اسلامی تنظیم کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ بھی دین اسلام کی ترقی میں ساری عمر کوشاں رہے۔

خلافت میں جب احمد شاہ ابدالی نے کلاں کو اپنا مستقل ہیڈ کوارٹر بنایا اور سکون کے خلاف کارروائی کی تو آپ نے بھی اس بادشاہ کی مدد کی۔ بلکہ بلائی چک میں جو ہزار سکون کا قتل گاہ بن گیا۔ اس سحر میں آپ بھی شریک تھے۔

۱۷۷۷ء میں جب لاہور سے نواب حسین الملک المعروف میر منو دورے پر نکلا گیا تو اس نے سارا سکون نے علاقہ ریاست کی اور باگڑاؤ والہ بانگر میں بڑی تباہی پائی ہوئی ہے۔ تو اس نے فوراً جمیل الدین خاں اور اس کے بخشی ملازمی باگ خاں کو سکون کا خاتمہ کرنے کے لئے مقرر کیا جنہوں نے ان رہزموں کا کلاں اور ٹیک متاثر کیا اور تباہ کیا۔ مگر دال کا سن دال سے کلاں فوراً تک ان کا تعلق قے کر دیا۔

جہاد کے علاوہ آپ نے ریاضت و عبادت میں بھی اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔ عام طور پر نماز آپ جامع مسجد میاں کوٹ میں ادا کیا کرتے تھے اور عبادت و ریاضت کے لئے آپ نے خانقاہ حضرت حاجی حسین میں مقبرہ حضرت صاحب کے مغرب میں ایک حجرہ مخصوص کر رکھا تھا جس کے پاس کے کمرے میں کسی زمانہ میں لنگ کا انتظام تھا۔ جو پھر یہ جگہ نہایت سکون اور تنہائی کی تھی اس لئے آپ اکثر عبادت کے لئے یہاں ہی رہا کرتے تھے۔

وفات حضرت آیت اللہ میں ہوئی۔

مرفقہ منور اپنے خاندان کے قبرستان میاں کوٹ میں تالاب کے کنارے واقع ہے۔

سید شاہ میرفت درمی

آپ حضرت شاہ محمد خوشنونت درمی لاہوری کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی کے زیر اہتمام ہوئی۔ لاہور کے مختلف علوم سے علوم متداولہ کی تکمیل کی کچھ عرصہ یہاں درس بھی دیا اور پھر اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور صاحبہ صاحبہ ہوئے۔

زبان بعد اپنے بڑے بھائی سید محمد فابر کے پاس کشمیر چلے گئے اور کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے منظر آباد آ گئے اور یہاں مستقل قیام فرمایا اور منگ جاری کیا۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔

۱۔ سید میر حسین شاہ

۲۔ سید محمد علی شاہ

۳۔ سید میر ملک شاہ

۴۔ سید میر سلطان شاہ

۵۔ سید چارغ شاہ

وفات وہاں ہی پائی اور دفن ہوئے۔

”تذکرہ مشائخ و درویش حسین“ مصنفہ سید محمد امیر شاہ گیلانی پٹ وری میں آپ کے مزید حالات و حالات کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے۔

پیر بہاؤن شاہ قادریؒ

اگر گرامی آپ کا سید عبدالکریم تھا لیکن پیر بہاؤن شاہ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ سادات عظام بارہ خوانی سے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سید شاہ بلاق قادری جن کا مزار شریف بہو پینال لاہور کے اندر واقع ہے کے مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔

بہاؤن شاہ مرید شاہ جانی قادری مرید عبد الرشید قادری لاہوری مرید شیخ محمد مشہور بہ ملا شاہ بدین شاہی مرید حضرت میاں میر بالا پیر قادری لاہوری مرید حضرت شاہ غفر میوندانی مرید سید احمد مرید شیخ عابد گبیر مرید شاہ ابوالقاسم مرید شیخ موسیٰ علی شاہ ابوبکر مرید شاہ دودو مرید شاہ میمان۔ مرید شیخ زبیر مرید شیخ قرشی مرید تلمبا لافاق سید عبدالرزاق مرید و فرزند حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی بغدادی اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد آپ مسترد شد و ہدایت پر روئے افزون ہوئے پتلے مزنگ و بہو میں مقیم ہوئے جب جذب و استغراق کی کیفیت آپ پر جاری ہوئی تو شیعہ لورہ میں جا کر بارہ سال تک یاد الہی میں مصروف رہے۔ پھر وہاں سے موضع میر لورہ میں تشریف لا کر دامن کوہ میں سکونت اختیار کی لکھنؤم کے بہت سے لوگوں نے آپ سے ہدایت پائی۔

وفات آپ کی ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔

مزار یکہ انوار میر جوڑ چوہدری میں ہے۔

شمس الدین قادری گیلانیؒ

آپ سید عبدالرسول بن سید غلام مطلق بن سید حاجی لاشم ہیں۔ اپنے زمانہ کے بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ سادات گیلانیہ اور شریفین سے تعلق رکھتے تھے جو کہ سید محمد غوث قادری گیلانی ادبی علی تک منتہی ہوئے۔ غلق کشین نے آپ سے استفادہ کیا اور مخلوق خدا کو راجع حق دکھانا ان کا مشن تھا۔

لاہور اکثر و بیشتر تشریف لاتے رہے ہیں۔

بزرگانِ تکبیر اعلیٰ والا لاہور کی اولاد سے ہیں۔

وفات ۱۳۵۰ھ کے مگ جگ ہوئی۔

مزار اقدس بنقام ضلع ڈھار میں ہے۔

رفیع الدین مزار آبادی قادریؒ

شیخ محمد غوث لاہوری کے مرید تھے اور مدینۃ الاولیاء لاہور میں کچھ مدت مقیم رہے تھے اور یہاں انہوں نے اپنے پیرومرشد سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ طلبہ حق کے لئے بندہ و تان کے کثیر شہروں کی سیاحت کی تھی۔ نہایت بافادہ بزرگ تھے۔ بعد ازاں اپنے وطن مالوت واپس جا کر سلسلہ قادریہ کی تبلیغ میں ساری عمر گزار دی۔

وفات ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔

مزار مزار آباد میں ہے۔

سید محمد شاہ قادری فاضلیؒ

آپ حضرت سید غلام غوث قادری بٹالوی کے فرزند تھے۔ ہجرت کے دوران اپنے والد ماجد کے ساتھ وزیر آباد میں تھے جہاں سے آپ واپس بلالہ آئے اور سپاہ و جانشین بنے۔ آپ اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے اور انہیں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ مدینۃ الاولیاء میں حضرت شیخ طاہر بندگی قادری کے مقبرہ عالیہ پر حاضری دیتے رہے۔

وفات آپ کی ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۹ء میں بنقام بلالہ شریف ہوئی اور وہاں ہی اپنے آبائی قبرستان (خانقاہ) میں دفن ہوئے۔ یہ مزار چار رنجیت سنگھ کا عہد حکومت تھا۔

مزار اقدس بلالہ شریف ضلع گورداسپور انڈیا میں ہے۔

شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادریؒ

آپ نے خزانہ خلافت حضرت شیخ سید اکرم بہاؤن شاہ لاہوری المتوفی ۱۳۵۰ھ سے پایا اور مقتدر لکھنؤ بنے۔ سکندریہ مذہب آپ کی طبیعت پر اس قدر غالب تھا کہ برس لا برس ایک بے خبر بیٹھے رہتے۔ میر انعمول کرامات و خواص آپ سے ظاہر ہوئے۔ ایک دفعہ آپ کے گاؤں سے کچھ جانور

ہجری ہو گئے۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے چند دن کو بیٹھام بیٹھا کہ سہ ماہی مویشی واپس کرو۔ انہوں نے اس کی طرہت مطلقاً توہر نہ دی۔ چنانچہ آپ کی بددعا سے وہ گاؤں تمام وکالی جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ وفات آپ کی ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۱۱ء میں ہوئی۔ آپ کے خلفاء میں شیخ رسول شاہ بہت بزرگ تھے جن کا انتقال ۱۲۳۷ھ میں ہوا تھا۔

حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ معنات نوشاہی قدس سرہ

ساتھین پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ عاشق ذات خدا۔ محبوب حضرت کبریٰ۔ سیدۃ العالماں۔ زہدۃ الفضلاء۔ غوث جہان۔ خطب زمان صاحب زہد و تقویٰ و دریا و خوارق و کرامات تھے۔

آپ کا نام نور اللہ شاہ۔ القاب فرشتہ معنات، قاضی القضاۃ تھے۔ آپ فخر اہل کرامت حضرت مولانا سید حافظ محمد سیات ربانی کے نوشاہی کے فرزند اکبر اور مرید و مخلص اعظم و سجادہ نشین تھے۔ ولایت و نہایت و علم و مروئی رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت انیسویں مہادی ۱۲۱۷ھ مطابق ۱۸۰۲ء میں بھر محمد شاہ بادشاہ بنام صاحب پال شریف ہوئی۔

آپ نے تحصیل علوم ظاہری اپنے والد بزرگوار اور دوسرے اساتذہ سے کی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ معقول و منقول از بر کیا۔ تفسیر و حدیث و فقہ میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ واعظ و مقرر خوش بیان تھے۔ بوقت و مقام حاضرین کو رقت قلب اور وجد ہوا کرتا تھا۔ آپ کا علوم شرعیہ میں بے مثل ہونا اس بات سے بخوبی ظاہر ہے کہ چوبدہی غلام محمد ولد پیر محمد چوہہ متوفی ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں اعظم منیر چچہ متعلق جوہر انوار نے جو زمانہ طوالت الملوکی میں مدو و عثمان تک خود مختار حاکم تھا اپنے علاقہ کے ستر علما میں سے آپ کو منتخب کر کے قاضی القضاۃ کا منصب دیا تھا۔ آپ نے اپنا دارالافتاء رسول نگر کو مقرر کر رکھا تھا۔

آپ نے بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار سے کی اور مقامات سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت ماحصل کی۔ نیز اپنے عم بزرگ حضرت سید ابو سعید مر تاضی سے خورۃ حیرت حاصل کیا۔ آپ مراتب تعبد میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ کشف قبور کشف قلوب کشف ملکوت کچویدہ القم حاصل تھا۔

آپ لاہور میں کئی دفعہ تشریف لے گئے۔ فقیر سید عزیز الدین رضا لاہوری کے ساتھ آپ کی مراسلت رہتی تھی۔ خاندان فقیر صاحبین آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

آپ کے تشریفات عجیب و غریب تھے۔ کرامت کا ظہور آپ کی نظر تھلی اثر کا ادنیٰ کر شہر تھا۔ ایک مرتبہ اپنے صاحبزادہ سید حافظ اظہر بخش کو کھانا لوت کا دیدار کرایا۔ آپ قوی البدن مستقیم الاحوال تھے۔ تصورات و حقائق میں آپ کا کلام عالی تھا۔ آپ کا اوشاویہ کہ ہمد سے ہم جاری رہیں میں اور ہماری زمینیں ہم سے ہم ہیں۔

آپ کے یہ حالات سید شریف احمد شرافت نوشاہی کی کتاب افکار نوشاہیہ اور تشریف التواریخ کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات التوشاہیہ میں سے ملے گئے ہیں۔

آپ صاحب تقیہ و تالیف تھے۔ چند نام یہ ہیں۔

(۱) نور القنادی المعروف قنادی نوشاہیہ۔ فقہ حنفی کی سبب سے کتاب

(۲) مصطلحات السوفیہ۔ اصطلاحات فقہاء کی تشریح۔

(۳) انشائے نور اللہ۔

(۴) رقعات نور اللہ۔

(۵) مکتوبات نور اللہ۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ مولانا سید حافظ الہی بخش مظہر حق متوفی ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء۔

۲۔ سید خدا بخش متوفی ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء۔

آپ کے خواص مریدین و خلفاء یہ تھے۔

(۱) مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی صاحب پالوی متوفی ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۱ء۔

بہر ایک سو تین سال۔

(۲) مولانا حکیم شیخ احمد فاروقی رسول نگری متوفی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۷ء۔

(۳) چوبدہی غازی خان بن محمد یار تارڑ صاحب پالوی متوفی ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۱۰ء۔

(۴) حافظ فیض بخش بن وہب خان تارڑ ساکن اگر وہ۔

مولانا سید جان محمد نور اللہ شاہ کی وفات بعد بیاسی سال چینی ماہ صفر ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں ایبٹ آباد
اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم بادشاہ ہونے پر مزار ماہین پال شریف، ضلع گجرات، مقبرہ نوشاہیہ میں ہے۔

پیر سیر شاہ قادری نوشاہی

بیعت

آپ نے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ مراد قادری نوشاہی شرقپوری سے بیعت کی۔ صاحب
مدن وصال شیخ مولے کے ساتھ ساتھ فقیر، تلمیذ و تفریق میں عالی شان اور مرتبہ بلند رکھتے تھے۔ مدنی عمر
دنیا سے مستغنی اور بے نیاز رہے۔

لاہور میں آپ اکثر مرتبہ تشریف لائے۔

مزار اقدس شرقی پور شریف میں دربار حضرت مراد قادری نوشاہی میں واقع ہے۔

وصال ۳ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء میں ہوا۔ اور مرثیہ کے قدموں میں ہی دفن ہوئے

حضرت شاہ آبا وانی قادری

آپ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اپنے والد کے ہمراہ وہی میں آئے تھے اور حضرت مولانا
زکریا قادری سے بیعت و خلافت حاصل کی تھی اپنے شیخ کی رحلت کے بعد آپ نے مخلوق خدا کو
تعلیم و تلقین فرمائی شروع کی بڑے بافیض اور دلی کابل بزرگ تھے تاریخ وفات ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۰۰ء
ہے اور مزار مبارک وہی میں چیکوٹیوں کے قریب واقع ہے۔
دینار الاولیاء لاہور میں تشریف لائے تھے۔

پیر سید صدر الدین قادری نوشاہی

آپ سادات مشہدی رضوی سے تھے۔ آبا و اجداد موصوف بدو میں منبع سیالکوٹ کے رہنے والے
تھے حضرت شاہ عبدالغفور جاندھری سے بیعت کر کے خلافت پائی اور مرشد کے حکم سے بہاول پور میں
لوگوں کی ہدایت کے واسطے روضۃ افروز ہوئے۔ عت القروین ہے۔

لاہور تشریف لائے تھے اور یہاں کے لوگوں کو رشد و ہدایت سے نوازنا تھا۔ صاحب کمالات و برکات
قادری بزرگ تھے۔

وفات ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں ہوئی جیسا کہ سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی قلمری جلد
کے چوتھے حصہ موسوم بہ آثار الانبیاء میں لکھا ہے۔
مزار شریف بہاول پور میں واقع ہے۔

شیخ المشائخ خواجہ احمد قادری

آپ حضرت خواجہ احمد قادری کے اکوٹے فرزند تھے۔ پیدائش ۱۲۵۰ھ میں میان کوٹ میں ہوئی
ابتدائی علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی اور پھر کشتی اور پہلوانی کئے گئے۔ اور اس میں نام پیدا کیا۔ اس
کے علاوہ شہسواری اور نیزہ بازی میں بھی نام پیدا کیا چونکہ یہ زمانہ انتہائی افراطی اور افتخار کا تھا اس
لئے آپ نے ایک گروہ تیار کیا تھا جس کی آپ قیادت کرتے تھے تاکہ سکھ دھرم اور ملکیت آپ کے
گائوں کو برساں نہ کر سکیں۔ انہوں نے حبیبی حملہ کیا مگر کھائی

آپ صاحب کشت و کرامات تھے۔ بے شمار کرامات اور خوارق آپ سے وقوع پذیر ہوئے
نماز کے سنتی سے پابند تھے۔ شریعت کی تعمیل و تکمیل میں یکتائے زمانہ تھے۔ تمباکو محض نوشی اور دوسری
مشی مشہد سے قطعاً دور رہتے تھے اور اس میں ختم غوثیہ کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ جوانی کے ایام
میں ظہر اور مغرب تک کا وقت ابرو گرد کے دیہات میں تبلیغ اسلام اور احیائے سنت کے لئے
اپنے ساتھیوں کے ساتھ صرف کرتے تھے۔ عام طور پر آپ ڈیڑھ گوارہ الی مین۔ خوش پورہ بھر پور
حکیم پور۔ دولا درگاہ دار۔ شاہ پور گورابہ۔ جھنگواں وغیرہ جگہوں پر جا کر غیر مسلموں کو تلمیذین اسلام
کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ حالانکہ یہ زمانہ انتہائی غفلت کا تھا۔ اور سکھوں کا بہت زور تھا۔ مگر
آپ کے تقدس اور بزرگی کے پیش نظر وہ لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ان جناب کی
لاہور میں آمد و رفت تھی۔

ان ایام میں حساننگہ رام گرمیا کا بھائی تارا سنگھ کلا نود اور مضافات پرتابھن مدتا

آپ کے کئی سال تک ممدو معاون بنے رہے۔ کیونکہ وہ مقابلہ دوسرے سکے سرداروں کے زیادہ رحمدل اور بخشنے والا تھا۔
وفات آپ کی ۸۳۲ھ میں ہوئی اور اپنے آبائی قبرستان میاں کوٹ میں مدفون ہوئے۔

سلطان باقعی وان فتادری

ولایت ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۲۹ھ میں ہوئی۔ نام نہانی سید امان اللہ۔ ہندوستان کے سادات باہرہ کے چشم و چراغ تھے۔ دس سال کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ جب ذرا جوان ہوئے تو ریاضت اور عبادت کے لئے جنگلوں - ویرانوں اور بیابانوں میں پھرنے لگے۔ ایک رات عالم جذب و وجد میں موصوفے کے خوش اقلید بناب بیوبہ جانی قلب ربانی سید عبدالقادر جیلانیؒ کی نیابت نصیب ہوئی اور ارشاد فرمایا: "آج سے تم سلطان ہو اور میرے ہونے چنانچہ آپ نے جنگل کی عزت نشینی ترک کر دی اور سیر و سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دہلی، پٹنہ، لاہور، ملتان کا سفر کیا اور پھر دربارے لودی کے کمار سے دست گھرا پیٹھے۔ جہاں سادات اوج شریف کا ڈیرہ تھا۔ آپ حضرت حمزہ غوث، بالا پیر گیلانی قادری کے ڈیرہ کے ماحضے سے گزرے۔ انہوں نے دیکھا تو پہچان لیا۔ اور اپنے پاس بلا لیا۔ چنانچہ آپ نے ان سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ پھر مرشد سے اجازت لے کر اوچ شریف پہنچے جہاں سید جلال شاہ بخاری کا فیض جاری تھا۔ وہاں سے بھی استفادہ کیا۔ اور جنگ چلے گئے۔ اور یہاں تلقین وارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا جو آخری وقت تک قائم رہا۔ کرامات آپ کی بے شمار بیان کی جاتی ہیں۔

اولاد: آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام سید محمد اور دوسرے کا نام سید فتح شاہ تھا۔
وفات ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۲۹ھ میں ہوئی۔
مزار پھر انوار جنگ میں ہے۔

حضرت مولانا سید حافظ الہی بخشؒ

مظہر حق نوشاہی قدس سرہ - صاحب پال شریف، ضلع گجرات۔

آپ امام الدہلوی، رئیس الدارینی، قہر واصلان، کعبہ سالکان شہسوار رحمہ اللہ، جامعیت، مہانتا، میدان محبت، عالم صوری و محقق معنوی، صاحب علم و جذب و وجد و سماعت تھے۔
آپ کا نام الہی بخش لقب مظہر حق تھا۔ آپ مقبول بارگاہ الہی حضرت سید حافظ نور اللہ شاہ فرشتہ صفات قادری نوشاہیؒ منشی شہر رسول مگر کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سہارہ نشین تھے۔ آپ کی پیدائش ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۲۹ھ میں ہوئی، علوم ظاہری کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پائی، قرآن مجید حفظ کیا، علم طب میں بھی کمال پایا، مہالینوس زمان ہوئے۔ جسمانی اور روحانی امراض کے بیمار آپ سے شفا پاتے تھے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار سے خلافت کبریٰ ماحصل کی پھر حضرت سید فتح الدین بن سید محمد عظیم نوشاہیؒ سے فیض مصرت پایا۔ کمالات و ولایت پر سے طور پر آپ کو ماحصل تھے۔ طالبان حق بحق و رقی حاضر ہوتے۔ اور فیوض دارین حاصل کرتے اور اود و طاعات پر پوری مواصلت رکھتے۔ دلائل انوار کا ورد و داعی تھا۔

آپ متعدد مرتبہ لاہور شریف سے گئے۔ ایک مرتبہ ریاست کپور تھل میں تشریف لے گئے اور تلونڈی چوہدریاں میں حضرت شاہ شریف نوشاہیؒ خلیفہ حضرت سید صاحب کے مزار پر رونق افروز ہوئے۔ آتی اور جاتی دفعہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخشؒ اور دیگر بزرگوں کے مزارات پر صافری دی اور لاہور کے لوگوں کو اپنے فیض سے نوازا۔

آپ کے خوارق و کرامات بے انتہا ہیں۔ اجابت دعا اور تعزات میں آپ کا مرتبہ عالمی تھا۔ ایک مرتبہ مہاراجہ نہایت سنگھ والی پنجاب آپ کے سلام کو حاضر ہوا۔ اور سرکاری دھرم اٹھتے سے آپ کا روزیہ مقرر کر گیا۔

شیخ کبیر شاہ قادری متوفی ۸۳۲ھ مطابق ۱۴۲۹ھ ساکن دیانوالی ضلع گوجرانوالہ ہو حضرت میانمیر قادری لاہوری کے سلسلہ فقر میں ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ وہ آپ کی اولاد سے تھے۔ ان کے والد میاں غلام حسین قادریؒ نے آپ سے دعا کر دینی تھی اور جو کچھ ان کو دعا

لاہور کثرت لائے تھے۔

۱۰ ستمبر ۱۸۳۳ء میں جب مبارک پوریت سنگھ کا سرکاری کیوب و عمر کوٹ اور گھنٹے سے جوتا ہوا کلا نور پانچا تو یہ سرکاری کیوب شہنشاہ اکبر کی تاج پوشی والی جگہ پر نصب کیا گیا۔ کلا نور کے فوجدار نے مبارک پور کو گیارہ سو روپیہ نذر اور ایک گھوڑا پیش کیا، گنہ گنہ کشمیر سنگھ بھی یہاں ہی مبارک پور کی سلائی کو حاضر ہوا تھا۔ اس دوران مبارک پور نے شیو گی کے مندر پر عاصی دی اور سر ملک برہمن کو پانچ پانچ روپے نہایت دی یہاں پر مبارک پور نے حکم دیا کہ اہل اسلام و اہل پہاڑیاں عائد کر دی جائیں کہ وہ مساجد میں اذان نہ دیا کریں آپ نے اس پر مبارک پور کی سخت مخالفت کی اور اذان اور نماز کی ادائیگی میں پابندی پر قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور ان فرائض کی تکمیل میں آپ نے ہر قسم کی قربانی دینی پسند کی۔ آپ امام مسجد بھی تھے اس نے آپ نے اپنے مشن کو جاری رکھا اور اس کے الفاظ کی ہر کوشش تکاملاً نبادی۔

وصال ۱۸۵۵ء میں فرمایا

مرقد مشور اپنے آبائی قبرستان میں کوٹ میں واقع ہے۔

سید احمد شاہ قادری فاضل

آپ حضرت سید محمد شاہ قادری بٹالوی کے فرزند تھے اور انہیں سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے بنام میں ولادت ہوئی آپ اس گدی کے پانچویں سجاد نشین تھے حافظ قرآن تھے اور علوم عامہ کی باطنی میں ماہر تھے۔

آپ نے علاقہ ہات گجرات سبھا کوٹ کشمیر بمون ہالند پور ہشتاد پور اور دھیانہ کی کافی سیر و سیاحت کی اور وہاں کے بے شمار لوگوں کو فوض و برکات سے لایا۔ علاوہ برہمن لاہور بھی شریعت لائے رہے ہیں اور لوگوں کو راہِ ہدایت سے لواز تے رہے ہیں۔

آپ نے خانقاہ کی عمارت میں امتداد کیا اور اپنے پیر خاندان کا نور کے مقام پر خانقاہ و مزارات حضرت شیخ محمد افضل کلا نوری قادری اور حضرت سید غلام غوث سجاد نشین بٹالوی شالٹ کے پاس مزار لائے اور مسجد بنوائی نیز دسویں خوب صورت بارگاہ بھی بنوایا۔

آپ نے کئی تعینات چھوڑیں۔

وصال ۱۸۵۵ء کے ملک جنگ ہے۔

مزار اقدس بنام شریف شیعہ گودرا پور میں واقع ہے۔

حضرت مولانا سید حافظ قلی احمد پاکذات نوشاہ ثانی قدس سرہ

۱۰۱۰ھ پال مشلین۔ ضلع گجرات

آپ پیشوائے سائیں رہنے لگے وہاں نقادہ و دوامان مصطفوی سلسلہ خاندان مرقنوی عادت ربانی محبوب خدائی مطلوب سبحانی نوشاہ ثانی قطب دوران غوث زمان تھے۔ زیدہ تقدس و علم و علم و علم و علم میں شان بلند رکھتے تھے۔

آپ کا نام قلی احمد انقب پاکذات۔ نوشاہ ثانی۔ فرزند اولیاد تھے۔ آپ سعادت نقش حضرت مولانا حافظ الہی بخش، مقرر حق نوشاہی کے فرزند اکبر اور مرید و تلمیذ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۵ء میں بنام ساجن پال شریف ہوئی آپ کے والد بزرگوار بھلاوال شریف جاگر حضرت سخی شاہ یلمان نوری کے مزار پر مراقب ہوئے تو انہوں نے مثالی سونہ میں جاہر گہر کو لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند عزیز عطا فرمائے گا جو مرتبہ میں نوشاہ ثانی اور قطب ربانی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ نے علوم عامہ کی تحصیل اپنے جد امجد اور والد اکرم اور عم زادو سبحانی مولانا سید غلام قادری بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ چندے علم موضع پیکر پال ضلع گجرات سے اپنے جدِ ماموں سے بھی حاصل کیا قرآن مجید حفظ کیا فنِ کتابت نسخ اور نقلت سیکھا۔ آپ کے ہاتھ کے کئے ہوئے چند عدد قرآن مجید اور چالیس سے زیادہ علمی کتابیں اب بھی آپ کی اولاد میں سے سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں آپ کی بیعت اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا سید حافظ نور اللہ شاہ فرزند صفات نوشاہی سے تھی۔

قریت و تکمیل اپنے والد ماجد سے پائی دونوں بزرگوں سے آپ کو خلافت و اہانت حاصل تھی زیر سایہ نوشاہی مرتبہ غوثیت و قطبیت پر فائز ہوئے آپ کے تہنات و مکاشفات قومی تھے۔ ملکہ عارفہ و صوفیہ آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ کے زمانہ سجادگی میں ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۵ء میں حضرت نوشاہ گنج بخش کا روضہ شریف بھر پور پانکی تعمیر ہوا۔

آپ ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ آپ کے ہم جہزی چچا سید صدیق شاہ بن سید محبوب شاہ زشاہی لاہور میں سکونت رکھتے تھے۔ ان کے بیٹے سید امام شاہ اور سید پیر شاہ جی وہیں مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کو سٹے اور مہرلات زندگان لاہور پر حاضری دی اور اکثر لوگوں کو اپنے فیض سے نوازا۔ آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو سید شرافت نوشاہی کی تصنیف سے ایک فقیر قلمی کتاب ہے۔ آپ کی تصنیف سے مندرجہ ذیل کتابیں خطی نسخے سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں جو انہوں نے ہی مرتب کئے ہیں۔

۱۱) بستان الادوار۔ وظائف و عہدیات ہیں۔

۱۲) ثمرات الافکار۔ علم ادب و عنیہ۔

۱۳) دسائط العلوم۔ متفرق علمی مقالے۔

آپ کے دو بیٹے تھے۔

۱۔ مولانا سید محمد امین صاحب مختار السالکین۔ متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۶ء۔

۲۔ مولانا سید محمد شفیع صاحب متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۵ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

۱۱) مولانا غلام قادر شانی ناردوقی رسول نگر متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء۔

۱۲) مولوی شیخ فیض رسول ناردوقی۔ متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء ساکن لدھیانہ ضلع گوجرانوالہ۔

۱۳) مولوی حکیم کریم الہی ناردوقی۔ متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء ساکن بیگ والا ضلع سیالکوٹ۔

۱۴) شیخ سکندر شاہ۔ متوفی ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء ساکن نور پور چالان ضلع گوجرانوالہ۔

مولانا سید حافظ علی احمد پاک ذات نوشاہی نامی کن وفات ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء مطابق

۱۳۱۰ھ میں ہوئی مزار مبارک ساہن پال شریف ضلع گجرات دین گستان حضرت نوشاہی عابدہ میں ہے آپ کی عمر چوبیس سال تھی۔

سید سید احمد شاہ قادری نوشاہی

آپ کے والد کا نام سید فاضل شاہ تھا۔ اپنے عم حقیقی سید صدر الدین قادری نوشاہی بہاولپوری کے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔ لاہور تشریف لائے تھے۔ وفات ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ سید شرافت نوشاہی کی کتاب شریف التواریخ کی تیسری جلد کے پانچویں حصہ موسوم بہ عوارف الاولیاء میں اسی طرح لکھا ہے۔ مزار اقدس بدوہی ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔

سید قاسم علی گیلانی قادری المشہور حاجی پیر

آپ کی ولادت باسعادت ہضام کنڈوا ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ آپ کا زہد و اتقا، ریاضت و مجاہدہ اپنے اسلاف بزرگان کے عین مطابق تھا۔

حضرت حاجی پیر اور پیر نظام الدین بویاں والا

جب سلطان العارفین پیر سید قاسم علی گیلانی قادری جو اپنے آباؤ اجداد کے وقت سے مکان اہل والا لاہور پر مالک و قابض تھے فریضہ حج کے لئے بیت اللہ شریف جانے لگے تو لاہور میں پیر نظام الدین جو علاقہ رشتہ دار ہونے کے بیعت شدہ تھے خدمت حفاظت مزارات مقدسہ ان کی تحویل میں دے گئے۔ ۱۳۱۰ھ میں جب انگریزی حکومت کا پہلا بندوبست لاہور میں ہوا تو مکان اہل والا کی ملکیت کے اندراج میں پیر نظام الدین کا نام بھانے سید حاجی پیر کے ہو گیا۔ پیر شاہ سردار گیلانی لاہوری جو حضرت حاجی پیر کے حقیقی بھانجے اور پیر محمد شاہ کے فرزند ارجمند تھے کو خیال ہوا کہ کہیں مکان برباد نہ ہو جائے۔ اس کا انتظام شروع کیا تو پیر نظام الدین نے مزاحمت کی اور کہا کہ یہ مکان میری ملکیت ہے چنانچہ انہوں نے حضرت حاجی پیر سے دریافت کیا جس کے جواب میں انہوں نے ایک خط لاہور میں پیر نظام الدین کو اور دوسرا پیر سید شاہ سردار قادری کو لکھا کہ یہ مکان ہمارا جہزی و ملوک و مقبوضہ ہے۔ آپ کو صرف مزارات کی خدمت و حفاظت کے لئے تفویض کیا گیا تھا آپ ہمارا نام خانہ ملکیت کا خلافت مال میں درج کروائیں مگر پیر نظام الدین

نے اپنے پیرو مرث کے خط پر گئی خاص تہہ نہ کی ۲۰ اپریل ۱۸۹۹ء کو انہوں نے دیوانی دعوے دائر کر دیا۔ اپریل ۱۸۹۹ء سے سنی ۱۳۱۹ء تک یعنی ۲۶ سال تک مختلف منکدات کا سلسلہ جاری رہا اور کہیں و نہر جیت کر پتہ لگ جانے کی بھی کوشش کی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر مولوی محمد علی چشتی کی کوشش پر ۱۱ مئی ۱۹۱۵ء کو ختم ہوا۔

وفات ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۱۹ء مطابق ۱۳ مئی ۱۹۰۰ء کو ہوئی۔

مزار اقدس مکملہ شریف ضلع کبیلہ پر میں واقع ہے۔ مقبرہ پر سید علی نقی گیلانی نے ذی الحجہ ۱۳۲۰ء مطابق ۱۳ مئی ۱۹۰۱ء میں بنوایا۔

مخدوم سید علی شاہ قادریؒ

آپ کے والد گرامی کا نام مبارک سلطان الدین بن شاہ محمد علی شاہ بن شاہ حسن الدین تاجی بن شاہ محمد بالا ماہ سلطان الاولیاء بن شاہ کبیر الدین مابعد قادری بن شاہ محمد شاہ علی زندہ ولی قادری بن حضرت مخدوم شاہ صاحب اللہ ایسا سزیدی۔ والد محترم کے انتقال کے بعد کبیلہ کی قادری گدی کے سہارہ نشین مقرر ہوئے۔

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ریاضات و مراقبات میں بھی نام پیدا کیا۔ تفسیر حدیث فقہ میں یکجا اتفاق تھے۔ حضرت مولوی عبدالحق حقانی دہلوی مفسر تفسیر حقانی کو آپ سے بے انتہا عقیدت تھی انہوں نے بھی آپ کی خدمت اندر میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تشر کیا تھا۔ وہ جب کبھل آتے آپ کے ہاں ہی قیام فرماتے۔

حضرت سید مقبول علی الدین گیلانی قادری اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے شہریت و طریقت کے حامل تھے بہت سے اکابر شائے اہل آپ سے استفادہ فرمایا۔ آپ سے فہم پانے والوں میں مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی بہت مشہور ہیں معارف و مذاہق میں آپ کا کلام خاص شہرت رکھتا تھا۔ بہت سی کلمات بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہیں۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ سید بخش فرماتے تھے لاہور میں حضرت دانا گنج بخشؒ شیخ طاہر بندگیؒ اور حضرت میرا حسین زنگانیؒ کے مزارات پر حاضری دیتے قیام لاہور کے دوران

سیکڑوں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے۔ اور اہل لاہور آپ کے مودعہ و نصائح سے بے حد مستفید ہوئے۔ پیر بہادر علی شاہ سیالکوٹی آپ کے اور آپ کے والد ماجد سے فہم یاب ہوئے۔

تصانیف ۱۔ رباعیہ حفظ الایمان۔ نور الایمان۔ دیوان غزلیات اور رسالہ طہ نبوی آپ کی تصانیف ہیں وفات ۱۱ مئی ۱۹۰۰ء کو ہوئی۔

۲۔ حبيب العرب ۱۳۹۲ء مطابق ۱۳ مئی ۱۹۰۰ء کو ہوئی اور اپنے آباؤ اجداد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

سید حسین شاہ قادری فاضلہ

آپ سید احمد شاہ بٹالوی کے صاحبزادے تھے اور سجادہ نشین ششم دربار قادریہ فاضلیہ شاہ شریف تھے۔ باپ سے ہی مشرف بہیت کیا۔ نہایت عبادت گزار تھے اور علاقہ کے رئیس۔

آپ کو حکومت انگریزی نے پرنسپل و باری کا منصب اعزازی دے رکھا تھا۔ اس جلاو لاہور میں آمدورفت تھی۔

وفات ۱۳۹۵ء مطابق ۱۳ مئی ۱۹۰۰ء میں مقام شاہ منوئی اور اپنے آباؤی قبرستان خانقاہ فاضلیہ میں مدفون ہوئے اس وقت ملکہ و کنویریہ کا عہد حکومت تھا۔

خواجہ ثناء اللہ قادریؒ

خواجہ ثناء اللہ غرابانی کشمیری الاصل تھے۔ کشمیر کے معروف ولی اللہ عبدالرحمن عرن سید کبیلہ شاہ سے نسب نامہ ملتا ہے۔ پیدائش ۱۲۲۳ء مطابق ۱۳ مئی ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ ولادت اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے گھر ہوئی اور انہی کے سایہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ مکمل کیا۔ اولیٰ عمر میں رفوگری کا کام سیکھا اور پشیمین کی تجارت کے سلسلہ میں ایران، کابل اور ہندوستان کے دور دراز مقامات کلکتہ وغیرہ تک کے سفر کئے۔ اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے مرید ہوئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ محمد صادق کے دست حق پرست پر بہیت کی اور کابل تیس سال ان کی خدمت میں رہے۔ پھر لاہور تشریف لائے۔ اور حضرت میاں میر سے روحانی فیض حاصل کئے۔ زان بعد سید محمد گمانی تلمذ سے ارادت پیدا کی۔ کلکتہ میں حضرت عبدالوہاب کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے کشمیر واپس آئے۔

اور حضرت طریب سے فیض حاصل کیا۔ وہاں سے کابل پہنچے اور شاہ قلندر سے فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت غلام الدین نرگسائی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے واپس پنجاب تشریف لائے۔ اور گجرات میں حضرت شاہ دولادریائی سے فیض حاصل کیا۔ اس طرح آپ نے اپنے زندگی کے سپاس سال سپردیاحت اور بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کئے ہیں گو اس سے آخری عمر میں جہاں پر جلی ضلع گجرات میں مقیم ہوئے اور وہاں ہی وفات تک رہے۔

آپ اپنے وقت کے عارف باللہ، فیض عالم اور پرگوشتا عتقے شاہ عبد الغفور کی تربیت سے آپ نے بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا اور تا سال اس سپردیاحت عالم دوام رہے اور اس وقت کے بارغان کابل سے علاقہ تیں گئیں۔ اور مدعا فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ آپ نے اپنی کتب میں تمام ادویہ کا تذکرہ نہایت خلوص سے کیا ہے۔ جن سے آپ نے فیض حاصل کیا میری سیاحت اور شغل تہیات کے دوران آپ نے ایران، افغانستان اور ہندوستان اور کشمیر کے تمام دور و دراز مقامات دیکھے اور وقت کے موافق غلام سے علاقہ تیں گئیں، کچھ عرصہ جنوں میں مدلاج گلاب سنگھ ڈوگرہ کے کنبے پر اپنی پوری بچوں کے ساتھ قیام کیا۔

شجرہ مرشدی اس طرح ہے: خواجہ شاہ عبدالخرابی مرید محمد غفار مرید سید حاجی محمد مرید غلام غوث۔ مرید غلام قادر مرید سید محمد غوث مرید شاہ محمد افضل مرید شیخ ابو محمد قادر مرید شیخ محمد طاہر قادری ہمدانی۔ مرید شاہ سکندر کھٹلی قادر مرید شاہ کمال کھٹلی مرید شاہ گراماں مرید شاہ شمس الدین مرید شاہ شوق الدین مرید سید عبدالرزاق مرید محبوب بھائی حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی۔

تصنیف و تالیف: آپ نے سب شہار کتب اشعار اور نثر میں تصنیف فرمائی۔ تصانیف کا سلسلہ درج ذیل ہے:

- ۱۔ دیوان خراباتی۔
- ۲۔ شمع العارین۔
- ۳۔ جنت العارین۔
- ۴۔ جنت الانوار۔
- ۵۔ شمس و نامہ۔
- ۶۔ خلاصۃ السراپ جوایتی حضرت بوعلی قلندر پانی پتی۔
- ۷۔ تحفۃ الزمان۔
- ۸۔ مہربان نامہ۔
- ۹۔ جنت الانوار۔
- ۱۰۔ مجمع الکرامات (جواب بوستان شیخ سعدی)۔

- ۱۱۔ مشنوی ورونامہ۔
- ۱۲۔ نمک مستور التوحید۔
- ۱۳۔ تذکرۃ الاولیاء۔
- ۱۴۔ مجمع الفضائل۔
- ۱۵۔ سراج العارین۔
- ۱۶۔ خواص نامہ۔
- ۱۷۔ جنت الاعلا۔
- ۱۸۔ شمع الخدی۔
- ۱۹۔ دیوان خراباتی ربان کشمیری۔
- ۲۰۔ حقیقت الاولیاء۔
- ۲۱۔ قصہ بوجہ عشق۔
- ۲۲۔ سہ ماہ آفتابی۔
- ۲۳۔ لہ نامہ۔
- ۲۴۔ سراج العرفان۔
- ۲۵۔ صراط المستقیم۔
- ۲۶۔ رمیما۔
- ۲۷۔ جنات النعم۔
- ۲۸۔ وکیل العارین۔
- ۲۹۔ نصرت نامہ۔
- ۳۰۔ نصرت نامہ۔
- ۳۱۔ نصرت نامہ۔
- ۳۲۔ نصرت نامہ۔
- ۳۳۔ نصرت نامہ۔
- ۳۴۔ نصرت نامہ۔
- ۳۵۔ حقیقت الافعال۔
- ۳۶۔ تفسیر سناد۔
- ۳۷۔ تفسیر الحب الس۔

آپ ایک زبردست پرگوشتا عتقے۔ ایک ایک دن میں ایک ایک کتاب تصنیف کر دیتے تھے۔ اس طرح آپ کا مقام عظیم ترین مسیتوں میں متعین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے شہر (جہاں پور جہاں) میں نہ تو کوئی آپ کو جانتا ہے اور نہ ہی آپ کی تصنیفات سے شناسا ہے۔ مہاراج گلاب سنگھ کی ملازمت اور قیام جنوں کے دوران آپ نے روس، افغانستان، ایران اور دیگر ممالک کی سیرو سیاحت کی تھی۔ ڈوگرہ حکومت کی ملازمت کے بعد آپ جالندھر، اتر پردیش، گجرات، گجرات ہی قیام فرما رہے۔ اور پھر جہاں پور جہاں میں منتقل قیامت اختیار کی اور عارفانہ زندگی کا اختیار کر لی۔ بیس سال تک خلوت نشین رہے۔ اور لوگوں سے بات چیت انک نہ کی اس کے بعد بارہ سال حالت تنگ میں رہے اور پھر سلسلہ تصنیفات شروع کیا اور بہترین کتب لکھیں جو کہ تائید طبعی کا ایک کرشمہ تھا۔ بیس جو کتاب اپنے ایک دن میں لکھی ایک لاری اسکو ایک ہفتہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ تحفۃ القادری میں تمام

ایسی قربیات ہیں جو محبوب بھائی غوث صدیقی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی قربیت و توصیف میں بھی گئی ہیں
جو کہ سیکڑوں اشعار پر مشتمل ہیں۔

وفات جلال پریشان میں ۷۰۰ھ مطابق ۱۳۰۰ء میں ۷۰ سال ہوئی۔

ہزار نگار پر مشتمل جلال پریشان کے گزروں کے پاس ہے اور ایک چوکنوی میں واقع ہے اور نہایت کسبزی
کی حالت میں ہے۔

حضرت غوث علی شاہ قادری

آپ سید اعظم علی شاہ بامری کے مرید۔ وہ سید عبداللطیف ہمدانی کے۔ وہ سید امیر بالا پیر کے۔ وہ
سید شاہ مقیم حکم الدین بھڑوی کے۔ وہ شاہ ابوالحسنی بھڑوی کے۔ وہ بہاول مشیر قلندر جہود شاہ مقیم کے
وہ مرید شیخ عبدالجبار کے۔ وہ مرید سید شاہ جہود کے۔ وہ مرید سید نور محمد کے۔ وہ مرید جلال الدین کے۔ وہ مرید شیخ ابوالحسن
وہ مرید سید شہاب الدین کے۔ وہ مرید سید احمد علی کے۔ وہ مرید سید ابوالحسن کے۔ وہ مرید سید عبدالرزاق کے اور وہ مرید شیخ
حضرت سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم کے تھے۔ لاہور تشریف فرما ہوئے تھے۔

آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و کرامات بے قیامت ہیں۔ جن سے کتابیں پوری
پوری ہیں۔

وفات آپ کی شب دو شنبہ ۲۶ ربیع الاول ۸۲۹ھ مطابق ۱۴۲۶ء میں ہوئی۔

مرقد منور پانی پت میں ہے۔

پیر غلام محی الدین خاں قادری المحمود پیر قادری

سلسلہ قادریہ میں آپ نے حضرت نور احمد عت سائیں سید شاہ قادری سے بیعت کی تھی۔
جو قلندر عبدالرسول شاہ کے مرید و خلیفہ بنے۔ یہ شجرہ حضرت ابوالفتح عرفا غافل الدین بالوی سے جا ملتا
ہے اس کے متعلق کہتے ہیں۔

منظومات خدا ہیں نور احمد قادری
شاہ جیلان غوث اعظم کے وہ نائب غافل ہیں
نور احمد مصطفیٰ ہیں نور احمد قادری
قبلا شاہ و گدا ہیں نور احمد قادری

قادری کیا نام تھے اب شکر کردل شاد ہو
کیونکہ تیرے پیشوا ہیں نور احمد قادری

آپ عورتوں کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ اپنے خلیفہ حافظ غلام قادری شاہ کے پاس
بیعت دیتے تھے جو ان کو بیعت کتے تھے۔

آپ کا نام احمد بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت حافظ غلام قادری شاہ قادری ہالندہری آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں سے تھے۔ آپ کا ایک
مجموعہ کلام "دیوان قادری" کہ نام سے موجود ہے۔

نمونہ کلام

مدد کر اسے سہ جیلان عدو گر
تہیلا ہوں تہیلا ہوں تہیلا
کوئی نازاں کسی پر کو کسی پر
سوا تیرے نہیں کوئی جبار
عطی کر عمو ایسا قادری کو
نہ جانے میں کو نہ ماسوا کر

آفتاب رشتانی محی الدین جیلانی
غوث الاعظم الشافی محی الدین جیلانی
بادی مسریانی شافی مرید شافی
زینت مسلانی محی الدین جیلانی
اسے غلام محی الدین و نورانی کن بریقین
آں قدر کہ بتوانی محی الدین جیلانی

مرقد منور ہالندہری ہے۔ وفات سے قبل آپ نے حضرت حافظ غلام قادری شاہ صاحب سے
پانی پتی کے خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ حالانکہ اس وقت آپ کے صاحبزادے ہی وہاں موجود تھے۔

آپ کے صاحبزادے غلام احمد خاں قادری المتوفی ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء تھے جن کا مدبر
ہالندہری ہے۔ انہوں نے ہی غریبیت اور سیحری بھی ہے جو صاحبزادہ شاہ احمد خاں قادری نے
چک نمبر ۱۸ گ۔ ب۔ تحصیل جڑوالہ ضلع لائل پور سے رشائی کی ہے۔

میاں رحمت اللہ قادریؒ

میاں رحمت اللہ قادری حضرت مخدوم محمد عمر قادری کے فرزند اکبر تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲۵۲ھ
معد رنجیت سنگھ میں ہوئی۔ انیسویں علوم کی تکمیل جامع مسجد خانقاہ میاں کوٹ سے کی۔ بچپن سے
اسی طہیث عبادت اور دنیا صنت کی طرٹ ماراں میں اس نے آپ دن کا اکثر حصہ قضاہ جنوب اور
موضع رسول پورہ کے کنارے اپنے قدیم تھہ پر گزارا کرتے تھے۔ عبادت کے بعد کبھی گنا نوالی
مسجد اور کبھی خانقاہ عالیہ رسول پورہ کی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

آپ کی بے شمار کرامات و خوارق مشہور ہیں۔ میرے بڑے بھائی محرمی محمد ابرہیم نسیم کے
بھی پر شکل تھے۔ آپ نے رزق ہلال کا اگر اپنی اولاد کی پرورش کی۔ والد بہنو گوار مولف کتاب ہذا
آپ کی امت بازی اور دیانت داری کے واقعات اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں
عزیز رحمت کرے۔ آمین۔ ثلث آمین۔

آسمان تیری سدر پر شبنم آفتابی کرے

سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہ بان کرے

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی آپ کی آمد و رفت تھی۔ زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت
میں بسر کیا۔

وصال آپ کا ۱۳۵۲ھ میں ہوا۔

مرقد منورہ قصبہ میاں کوٹ ضلع گورداسپور بہارت میں ہے۔

حضرت مولانا سید محمد امینؒ مختار السالکین نوشاہی قدس سترہ

(ساہن پال شریف، ضلع جرات)

آپ مقبول درگاہ رب العالمین منظور بارگاہ میداں علیین، صاحب مرتبہ فتاویٰ، مرکز دائرہ
تسلیم و رفا، غزنی، تاجر توحید، سائر میدان تجرید، اہل عبادت و ریاضت و خوارق و کرامات تھے۔
آپ کا نام محمد امین، لقب مختار السالکین تھا۔ آپ محبوب بارگاہ سبحانی حضرت مولانا سید

حافظ کل احمد پاک ذات نوشاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر اور مرید و غلیظہ اعظم و سجادہ نشین تھے
آپ کی ولادت پچیسویں ذیقعد ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ء میں مقام ساہن پال شریف ہوئی آپ
نے علوم دینیہ و متجربہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور مولانا سید غلام نادر بن سید عبداللہ نوشاہی رحمہ
کی بیت طریقت اپنے والد ماجد سے کہے سلوک قادریہ کو انتہا تک طے کیا اور خلافت و اجازت
ماصل کی۔ ریاضت و مہابہ میں لاثانی تھے۔ روزانہ برکت اہل شہر ائمہ کرام کو فاضل تہذیب اور فرائض
میں تک و فائض قادری نوشاہی کو پورا فرماتے۔ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن مجید اور وردہ مستغاث
شریف بلا تاخر پڑھا کرتے۔

آپ کی طبیعت میں اکھار و عیسوی بدرجہ اتم تھی۔ اتہار نبوی میں مقام مسکن و غیرت آپ
کو پورا حاصل تھا۔ مراتب فقر و درویشی میں پائے عالی رکھتے تھے جو اوصاف فقیر میں موصوف چاہیں
وہ ب آپ کی ذات میں موجود تھے اس آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان
تھے۔ آپ کے تمام حالات صلحا سے متقدمین سے ملتے جلتے تھے۔ عبادت و سخاوت میں بی نظیر تھے۔
آپ قوت حلال کے واسطے اپنی مددی ملکیت زمین میں اپنے دامعول سے زراعت کیا
کرتے تھے جو کچھ اس سے پیدا ہوتا وہ اپنا اور اہل و عیال کا خرچ چلاتے اور تمہیں بیواؤں
درویشوں کو بھی فی سبیل اللہ دیتے جو شخص آپ کی زراعت سے نقصان کرتا۔ وہ سزا یاب ہوتا۔
آپ کی کرامات و خوارق کافی ہیں و جدو حالت آپ کی نظر کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ مٹی زمین کی کرامت
آپ کو حاصل تھی۔ ایک مرتبہ ساہن پال شریف سے صبح پیدل چل کر ایک سوئس میل کا فاصلہ طے
کر کے ظہر کے وقت امرتسر پہنچ گئے تھے۔

آپ چند مرتبہ لاہور تشریف لے گئے آپ کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ روشن بانی صاحبہ سیدہ
واصل حق بن سید کھن شاہ نوشاہی لاہوری سے شادی شدہ تھیں اس تعلق سے آپ کی لاہور میں
آمد و رفت رہتی تھی۔ آپ لاہور کے فقراء و شاہیہ سے میل ملاقات رکھتے اور لاہور کے بزرگوں
کے ساتھ مجلسیں ہوتی رہتیں۔

آپ کے حالات و مقامات سید شرافت نوشاہی کی کتاب اذکار نوشاہیہ اور شریف اتوارچ
کی دوسری جلد موسوم بہ طبقات النوشاہیہ سے لکھے گئے ہیں جو موفیات سے کرام کی تاریخ میں بالعموم

اور نوشاہی خاندان کی تاریخ میں بالخصوص مفصل اور مبسوط تذکرہ ہے۔
آپ کے تین فرزند تھے۔

- ۱۔ مولانا سید حافظ روح اللہ متوفی ۱۴ صفر ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۷ء۔
 - ۲۔ سید پیر فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵ صفر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۸ء۔
 - ۳۔ مولانا سید حافظ محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷ محرم ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۵ء۔
- آپ کے خواص مریدوں کے نام یہ ہیں۔

- ۱۱۔ بہو بدینی احمد وقتہ پیر۔ ساکن حسن والی ضلع گوجرانوڑ۔
- ۱۲۔ میاں سرہند المعروف سرہند علی نوہار۔ ساکن سرانوالی ضلع گوجرانوڑ۔
- ۱۳۔ میاں کریم اٹلی سنجار۔ ساکن چک نہالو ضلع گوجرانوڑ۔
- ۱۴۔ حیات پیر محمد ماچی۔ ساکن کاکڑہ کلاں ضلع گجرات۔

حضرت سید محمد امین نوشاہی کی وفات بعد از ۱۸۹۳ سال انتظام ہوئی جمادی الاخر ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۳ء میں ہوئی۔ مزار سامان پال شریف ضلع گجرات میں گورستان نوشاہی عالیہ میں ہے۔

حافظ سید ظہورالحسین قادری فاضل

حضرت سید حسین شاہ قادری بنالوی کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر سید ظہورالحسین سجادہ نشین درگاہ فاضلیہ بنالہ شریف کے ساتویں سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے قرآن مجید حفظ فرمایا اور علوم ظاہری و باطنی میں بھی تکمیل کی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی سے بیعت کی۔

آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ نہایت بلند ہمت انسان تھے۔ انگڑا کا انتظام نہایت اہتمام سے کرتے تھے۔ ہمیشہ بالکی میں سوار ہو کر دورہ تبلیغ کرتے تھے۔ دربار میں بالا خانہ کی نہایت احترام اور خوب صورت عمارت آپ نے ہی بنوائی تھی۔ برطانوی حکومت نے آپ کو مراد نسل درباری مقرر کیا تھا۔ ۱۰ جون ۱۹۳۱ء کو فوت ہوئے۔

وفات آپ کی مقام بنالہ شریف، ۱۰ شوال ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۹۳۱ء عہد ملکہ وکٹوریہ میں ہوئی۔

اور اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

آقا سید پیر جان قادری

نام سید اکبر شاہ بن سید عیسیٰ شاہ بن علامہ کبیر سید موسیٰ شاہ نقا۔ اقب قلمب وقت اور آغا پیر جان صاحب نقا۔ پانچ واسلوں سے سید حسن بادشاہ پشاور سے نسباً ملتے ہیں۔ جب بڑے ہوئے تو اپنے بڑے چھائی سید غلام صاحب سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ اور خلافت حاصل کی۔ اس مسک کی اشاعت و تبلیغ میں آپ نے ہندوستان کاہل اور عرب کے متعدد سفر کئے۔ ولادت ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ سکون کا عہد پایا۔

امیر شیر علی خاں والی کاہل سے آپ کے اچھے مراد سم تھے۔

حبیب جج کے لئے ہرست لاہور میں پہنچے۔ تو یہاں آپ کے ساتھ خواجہ اللہ بخش تونسوی بھی شامل ہو گئے۔ اس سفر میں آپ کے داماد سید سکندر شاہ بھی تھے۔

وفات ۲۸ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ میں بروز سرشنبہ ہوئی۔ اور پشاور میں اپنی آبائی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

میاں محمد بخش قادری

نسباً آپ فاروقی تھے اور سلسلہ نسب حضرت غفرنا رقی تک پہنچتا ہے۔ والد گرامی کا نام میاں شمس الدین قادری تھا۔ اور دادا میاں دین محمد قادری تھے جو حضرت پیر دوسری والے کے حلقہ ارادت میں تھے۔ ولادت آپ کی کھڑی شریف ضلع بہلم میں ہوئی۔ دربار کھڑی شریف کی مدت کافی مدت سے آپ کے خاندان کے تصرف میں تھی۔ حضرت میاں شمس الدین کے تین فرزند تھے۔

۱۔ میاں بہاول بخش سجادہ نشین۔

۲۔ میاں محمد بخش۔

۳۔ میاں علی بخش۔

آپ کی ولادت ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ آپ سترہ برس ہی علم ظاہری و

ہاتھی کی تکمیل کر لی تھی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ملک کے بیشتر حصوں میں بیرونی مباحث اور بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ کثیر بھی گئے۔ وہاں کے بزرگ شیخ احمد ولی کشمیری سے بھی فیوض حاصل کیا۔ کثیر کے جنگوں میں آپ نے کئی ایک مجاہد سے کئے۔ حضرت پیران پیر سید غوث الاعظم کی آپ نے زیارت کی تھی۔ پھر آپ چکوری شریف چلے گئے۔ جہاں دیا سے چناب کے کنارے بابا جگوشاہ سہروردی مجددی سے ملاقات کی

”سید صالح“ پنجابی مصنفہ نجم سید میں لکھا ہے کہ میاں محمد بخش مصنف سیف الملوک لاہور آئے اور اپنے آباؤ اجداد میں سے مولوی عبداللہ کے مکان میں مقبرے یہاں میاں صاحب نے پانچ ماہ قیام کیا اور سیف الملوک کتاب کو مکمل کیا۔ یہ کتاب آپ نے ۳۲ سال کی عمر میں لکھی اور ایک سال میں مکمل کر لی تھی۔

تصنیفات میں سے تحفہ میران قصہ سوہنی مہینوال۔ قصہ شیخ صفیان۔ تحفہ رسولیہ۔ کرامات غوث الاعظم۔ قصہ مرزا صاحبان۔ عشق سنی شریں فرماؤ۔ نیرنگ شاہ منصور۔ گلزار فقر تذکرہ مقیمی۔ ہدایت المسلمین اور سیف الملوک مشہور ہیں۔

مجموعہ کلام :

وہ واہ میرا شاہ شہانہ استبد دو ہیں جہا میں
غوث الاعظم پیر پیساں دا ہے محبوب شہجانی
نائب دادک دلوں اُچھٹا سچا حسابوں نشیوں
نبیان نالوں گشت نہ رہی ہر وصفوں ہر وصفوں
آل نبی اولاد علی دی صورت شکل انہسانی
نام یساں مکھ پاسب نہ رہندے میل اندر دی جانہی
غوثانہ سے سر حضرت میراں مدم مبارک دمہیا
جو دربار انہسانہ آیا سالی جہاندا مہیہیا

وفات میاں محمد بخش کی ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ اور کفری شریف میں اپنے آبائی

قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت عبدالوہاب قادری المشہور بہ پیر پانی شریف

حضرت عبدالغفور انور سوات کے خلیفہ ہیں جنہوں نے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کو غیر معمولی فروغ بخشا۔ ان میں آپ کا نام گرامی ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔ آپ نے احیائے ملت اور اعلیٰ کے کلمۃ الحق کی خاطر بے شمار مصائب و آلام بھی جھیلے۔

آپ کے آباؤ اجداد موضع اکوڑہ ٹھٹک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے لیکن سکھا شاہی کے دور میں آپ کے والد مولانا ضیاء الدین اپنا وطن چھوڑ کر بداش میں آ گئے اور اس موضع کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے۔ حضرت عبدالوہاب اس وقت آپ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد آپ اور آپ کی اولاد دیرہ کٹی خیل میں مقیم ہو گئے۔ اس زمانہ میں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت عبدالغفور انور سے بیعت کر لی۔ ۱۲۹۶ھ میں جب

انگریزی افواج نے ملاکنڈ اور سوات پر قبضہ کرنے کی نیت سے حملہ کیا تو آپ نے اپنے پیرو مرشد کی طرف سے بہادری کے خاصے جوہر دکھائے۔ جس پر آپ کو خلافت ملی۔

قیام مانگی شریف : چونکہ موضع کٹی خیل میں پانی کی کمی تھی اس لئے آپ اپنے مرشد کی ہدایت پر مانگی شریف منتقل طور پر آباد ہو گئے اور پیر مانگی شریف کہلانے لگے۔ آپ کو مغربی تہذیب سے انتہائی نفرت تھی۔ مجالس میں ساوگی آپ کا شعار تھا۔ آپ لاہور بھی قسطنطنیہ لائے تھے۔

آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ عبدالحق ثانی ؒ۔
- ۲۔ عبدالرزاق عرک حاجی گلی۔
- ۳۔ عبدالرحمن۔
- ۴۔ عبدالقیتوم۔
- ۵۔ عبدالواسع۔

آپ کے بہت سے خلفائے مکرر مدین کی تعداد تو بے شمار تھی۔

آپ کی تصانیف میں احکام المذاہب اور ہدایت الابرار بہت مشہور ہیں۔

وفات اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔

مزار اقدس بالی شریف میں زیارت گاہ خاص و عوام ہے۔ وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحب الماد نے عبدالحق ثانی سہادہ نشین ہوئے۔

پیر فقیر اللہ شاہ قادری نوشاہی

آپ کے والد کا نام پیر احمد شاہ بن پیر فاضل شاہ تھا۔ نوشاہی جلتہ دہلی سلسلہ میں اپنے والد صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ شب و نیک عبادت الہی میں ہر وقت مصروف رہتے۔ روحانی اور جسمانی بیماریوں کے معالج تھے۔ امراض اور جذام و اسے آپ کے دم میحانی سے شفا پاتے تھے۔ ہڈیوں سے لاہور تشریف منسب ہوا کرتے تھے۔

وفات آپ کی وفات سید شرافت نوشاہی نے شریف التوازیج کی تیسری جلد کے پچھتے حصے موسوم بہ مصانف الاسرار میں مندرجہ لکھی ہے۔ مطابق ۱۳۱۹ھ۔ مزار اقدس بدوینی ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے۔

حضرت مولانا سید حافظ محمد شاہ صاحب نیک اختر نوشاہی قدس سرہ

سابقہ بال شریف ضلع گجرات

آپ عاشق ذات خدا کے لایزال۔ محبوب ایز و متعال۔ مظهر انوار رحمانی۔ معدن صفات ربانی۔ قلب الاقطاب۔ فرد الاسباب۔ یوسف و ہاروت۔ ابراہیم ہریت۔ صاحب خلق و محبت و شوق و ذوق تھے۔

آپ کا نام محمد شاہ۔ القاب شاہ صاحب۔ اور نیک اختر تھے۔ آپ حضرت مولانا سید محمد امین متار السالکین نوشاہی کے فرزند مکرم اور مرید و خلیفہ اعظم و سہادہ نشین تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں ہوئی۔ آپ نے علوم و ظاہری کی تکمیل اپنے والد بزرگوار اور علم حقیقی سید محمد شفیع نوشاہی اور مولانا سید غلام قادر بن سید عبداللہ نوشاہی سے کی۔ ہر چند سال کا کھڑا کلاں میں مولانا جمال الدین حق کے پاس رہے۔ اور فقہ و حدیث و

لب و لباس سے پڑھی آپ کا سلسلہ تلمذ حضرت مولانا عبدالکبیر سیالکوٹی شہسوار پشپتا ہے۔ آپ نامتو متبحر قرآن مجید کے حافظ تھے آپ کو انھیں علوم و فنون میں مہارت تھی۔

آپ کو پانچ سال کی عمر میں اپنے جد امجد حضرت سید حافظ قلندر احمد پاکلات نوشاہی ثانی نے ذکر کھڑکیہ کی تلقین سے نوازا اور آپ کے نقل میں بہت بشارتیں فرمائیں۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی ہیبت سے سرفراز ہو کر مقامات سلوک کا یہ کوٹ فرمایا۔ اور خلافت کبریٰ حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت سید محسن شاہ نوشاہی قادری لاہوری کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ آپ کا برادر شریف آراستہ اور باطن بطریقیت پر راستہ تھے۔ اپنے جد امجد کی ولادت میں مقام غوثیت پر فائز ہوئے۔ سب سلسلوں کے درویش آپ کے حضور میں آکر سبق حاصل کرتے تھے۔ آپ کی استعداد بہت بلند تھی۔ خوارق و کرامات اکثر صادر ہوتے تھے۔

آپ کی سہادگی کے پچیس سال میں سلسلہ مطابقی ۱۳۱۹ھ میں روحانی اقدس نوشاہی گنج بخش کی مرمت ہوئی۔ اور سہادی گرائی گئی۔

آپ کی مرتبہ لاہور تشریف لے گئے۔ محمد شاہ ابوالعالی ہیں آپ کے کچھ مرید و احباب کہتے تھے ان کے ہاں ٹھہرتے۔ درگاہ حضرت شاہ ابوالعالم اور مزار حضرت داتا گنج بخش کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے۔

آپ کے حالات کتاب شریف التوازیج جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ اور کتاب اذکار نوشاہیہ میں سے لکھے گئے ہیں جو سید ابو ظفر شریف احمد شرافت نوشاہی کی تصنیف سے ہیں۔ نیز شرافت صاحب نے آپ کے حالات میں ایک مستقل کتاب "تذکرہ محمد شاہی" لکھی ہے جو تقریباً ایک سو دو صفحہ کی ضخامت رکھتی ہے۔ آپ کے کرامات و مقامات و واقعات بتفصیل بیان کئے ہیں۔

آپ کی تصنیف سے مندرجہ ذیل کتابیں سید شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

- ۱۔ روزنامہ محمد شاہی۔ یہ آپ کا ستر سالہ روزنامہ ہے۔
- ۲۔ مکتوبات محمد شاہی۔ مجلہ کردہ سید شرافت نوشاہی مرحوم۔
- ۳۔ ملفوظات محمد شاہی۔ مجلہ کردہ اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی مرقدہ سید شرافت۔

۴۔ کتاب الفوائد۔ مرتبہ میر شرافت نوشاہی۔

۵۔ فہرست تفسیر حسینی۔ تین مرتبہ مطالعہ کے بعد آپ نے مرتبہ فرمائی۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

۱۱۔ سید سرور عالم۔ پھر مفت روزہ استقلال فرمایا۔

۱۲۔ اعلیٰ حضرت مولانا سید قلام مصطفیٰ نوشاہی متوفی ۱۳۸۵ مطابق ۱۹۶۵ء۔

آپ کے خواص مریدین یہ تھے۔

۱۱۔ مہیاں قلام محمد فقیر۔ متوفی ۱۳۳۵ متوطن اگروہ۔ مدفون گاکھرو۔

۱۲۔ شیخ عمر شاہ درویش۔ متوفی ۱۳۳۵ مدفون کوئی لاہار۔ ضلع سیالکوٹ۔

۱۳۔ مہاشین صاحبہ شاہ درویش۔ متوفی ۱۳۶۵ مطابق ۱۹۴۵ء۔ مدفون ساہنگ۔ ضلع گجرات۔

۱۴۔ سائیں فرمان علی خیر کوتی۔ متوفی ۱۳۶۵ مطابق ۱۹۴۵ء۔ مدفون ساہن پال شریف۔

حضرت سید حافظ محمد شاہ صاحب کی وفات پھر چھپن سال پائیسوی محرم ۱۳۲۵ء

مطابق ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ مزار ساہن پال شریف ضلع گجرات میں مقبرہ نوشاہیہ میں ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۶۲ء مطابق ۱۸۴۷ء بمقام بریلی ہوئی۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا مفتی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن حافظہ کالم علی خاں بن محمد اعظم خاں بن سعادت یار خاں بن مولانا سید اللہ خاں۔ بریلی شہر علاقہ روہیل کھنڈ کامرکری مقام ہے۔ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔ اور چھ سال کی عمر میں ایک مجلس کثیر کے سامنے بریج اولیٰ کے جیسے تین مہر پرچہ سالہ میلاد پڑھا۔ ۱۲۸۵ء تک تمام دسی علوم سے فارغ ہو گئے اور مغولی و منقول کی تحصیل اپنے والد گرامی سے کر لی۔ اور اس دن انہوں نے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ ۱۲۸۵ء میں حضرت شاہ آل رسول قادری ماہروی سے بیعت ہوئے اور تمام سلسلوں کی اجازت و عنایت حاصل کی۔ ۱۲۸۵ء میں اپنے والد ماجد کے ساتھ زیارت حرمین الشریفین سے

مشرق ہوئے۔ اور وہاں کے اکابر علماء و فضلاء یعنی سید احمد دہلوی مفتی شافعیہ اور عبدالعزیز سراج

مفتی فقیہ سے حدیث۔ فقہ۔ اصول تفسیر اور دوسرے تمام علوم و فنون کی تکمیل کی۔ اور سند حاصل کی۔

ایک دن نماز مغرب مقام پائیسوی علیہ السلام میں ادا کی نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح

جمل القیل بیکر کسی سابقہ تمارت کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے۔ دیکھ کر ان کی بیٹائی

کو قضا دے رہے اور فرمایا **قُضِيَ لِلَّهِ بِسْمِ اللَّهِ هَذَا الْجَسَنُ**۔ ایک بیک میں اس بیٹائی سے

اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد صحاح شش کی مندر اور سلسلہ عالیہ تلامذہ کی اجازت اپنے دستخط

خاص سے معرفت فرمائی۔ بریلی شہر صرف آپ کی وجہ سے ہی اکانات و اطراف و نیایش مشہور ہوا

مولانا محمد علی چمر اور مولانا شوکت علی کئی دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

مولانا صاحب اللہ خاں جو آپ کے اجداد میں سے تھے، عہد حکومت مغلیہ میں قندھار سے

لاہور تشریف لائے۔ لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لے گئے۔

اس وقت آپ شش برزاری تھے اور خطاب شجاعت جنگ بڑا۔

ورود لاہور اچھے سید ابوالبرکات قادری نے بتایا ہے کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ اور

کئی دوسرے معتبر حضرات نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مفتی اعجاز ولی خاں نے موفت کتاب کو

بتایا کہ ان سے شیخ محمد دین شیکیدار میں روڈ لاہور لے بتایا کہ جب اعلیٰ حضرت بریلوی لاہور

جامعہ نعمانیہ کے ایک اجلاس میں دستار بندی کے لئے تشریف لائے تھے تو شیخ صاحب موجود

نے اعلیٰ حضرت کے چچے نماز عصر ادا کی تھی۔ اس کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت میں مولانا نظرائے

نکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت جب لاہور انجمن نعمانیہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے

تھے تو مدرسہ ہذا کے منتظمین نے ایک مدرس کی خدمات آپ سے طلب کیں تو آپ نے فرمایا

کہ وہ بریلی واپس جا کر ایک مدرس لاہور بھیجیں گے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے واپس بریلی جا کر

مولانا نظرائے الدین کو لاہور میں بھیجا اور وہ کچھ عرصہ جامعہ نعمانیہ میں بطور مدرس کے کام کرتے رہے۔

آپ اپنے وقت کے زبردست عالم عارف، معتمد اور فقیہ تھے اور اس صدی کے مجدد

تھے۔ مندر اول علوم عربیہ ادبیہ میں ماہر کامل فنون عقلیہ و نقلیہ میں ایجاد و اجتہاد پر فائز تھے۔ لغت

گوئی میں آپ کا مرتبہ کرامت علی شہیدی۔ حسن کا گروہی۔ بیڈل رامپور۔ امیر مہائی۔ حضرت مولائی

لاغر علی خاں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ مقلد پاکستانی ملائنا تھانہ قادری نے علی گڑھ میں فرمایا تھا کہ :-
مولانا بریلوی جیسا علماء اور ذہین فقیہ کم ہی نظر آتا ہے۔ ان کے فتاویٰ ان کے ذہانت، عظمت اور
جوت طبع کے شاہد عادل ہیں۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات! آپ کے شجر علی کو نہ صرف علم کے
ہندوستان، بلکہ عرب و عجم کا مقدر و مدینہ منورہ کے مطلقان مذاہب اربعہ میں تسلیم کرتے ہیں
تعمیقات! آپ کے ساری عمر توفیق تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ کمزور الایان کے نام سے
آپ کے تقریریں پیکر توجہ کھینچیں۔ یہ ترجمہ و ترجمہ تمام علوم سے ممتاز اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ تراجم
سر سید احمد خاں، میرزا جبریل دہلوی، مولوی فتح محمد خاں جالندھری، ڈوچی نذیر احمد دہلوی، مولوی
اشرف علی تھانوی، شیخ محمود حسن دیوبندی اور مولانا مودودی اس کے مقابل میں کسی گنتی میں
نہیں ہیں۔ یہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔ زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے
حوالی ثقات اور بازاری زبان سے بیکر پاک ہے۔ حضرات انبیاء کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان
ہے۔ قرآن مجید کے مخصوص موادوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

آپ کے خاص فقهی مسائل میں فتاویٰ رضویہ بارہ جلدوں میں بارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے
کم و بیش ایک ہزار تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ جو پچاس علوم و فنون پر عادی ہیں۔ علم تفسیر، علم تاریخ
علم فقه، علم کلام و عقائد، تصوف و افکار، تجوید، تاریخ، سیر، مناقب ادب، نحو، لغت، عروض
علم جبر و مقابله، نجوم و حساب، فلسفہ و منطق وغیرہ سبھی علوم پر آپ کا ذخیرہ کتب موجود ہے۔

فہرست خلفائے کرام اور ارشد تلامذہ

آپ کے بے شمار خلفاء تھے جن میں سے چند ایک کے اساتذہ گرامی یہ ہیں۔

۱۱۔ مولانا عبد العظیم قادری صدیق میرٹھی (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی)

۱۲۔ مولانا ضیاء الدین قادری رضوی مدنی

۱۳۔ حضرت الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی

۱۴۔ مولانا احمد علی صاحب بہار شریعت

۱۵۔ صدر الاماں مفتی فہیم الدین مراد آبادی

۱۶۔ مولانا دیدار علی شاہ الوری (لاہوری)

- ۷۔ مولانا محمد طہرت علی لکھنوی
- ۸۔ محدثنا اعظم ہند مولانا سید محمد بیلائی کھوجوی
- ۹۔ مولانا فہم سلطان احمد خاں بریلوی
- ۱۰۔ مولانا حسن رضا خاں برادر اوسطا علی حضرت
- ۱۱۔ مولانا محمد رضا خاں برادر خود علی حضرت
- ۱۲۔ مفتی اعظم ہند مولانا مسطفی رضا خاں بریلوی
- ۱۳۔ مولانا ابو محمد امام الدین کوٹلی لڑائی پالکوٹ پنجاب
- ۱۴۔ مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی کھوجوی
- ۱۵۔ مولانا محمد شریف کوٹلی لڑائی ضلع سیالکوٹ
- ۱۶۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری
- ۱۷۔ مولانا احمد حسین خاں امرتوی

آپ کا تنقید کلام

واہ کیا جو د کسم ہے شر بھلا تیرا
”نہیں شفا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں غل کے وہ بے لطف تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ بے ذرہ تیرا
نہیں تو مالک ہی کہو نگا کہ ہو مالک کے جیب
یعنی محبوب و صہ ہیں نہیں میرا تسلیا
تیری سرکار میں لاتا ہے رقا اس کو شفیق
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

واہ کیا مرتبہ اسے غوث ہے بالاتیرا
ابچے اونچوں کے سروں سے قدم اٹھاتا تیرا
ابن زہرا کو مہاک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مسد ذولعالتیرا

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر مہرِ بامین بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر
قطب ابدال بھی ہے محور ارشاد بھی ہے مرکز دائرہ سیر بھی ہے عبد القادر
مفتی شریع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبد القادر

سب سے اولیٰ والی ہمارا بھی سب سے بالا والا ہمارا بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا بھی دونوں سالم کا دو کھانا ہمارا بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مجھ گنیں جس کے آگے رہیں شیعہ وہ نہ کر آیا ہمارا بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
غزوان کو فنا مزوہ دیکھ کر ہے بیگمیں کا سپہارا ہمارا بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مصلحتی جان رحمت پہ لاکھوں سلام شیعہ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سپہارا اُس جہین سعادت پہ لاکھوں سلام
جس کے سہرے کو خراب کتبہ جنگی اُن مہموں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کرو یا موحہ جسم خلافت پہ لاکھوں سلام

سبا عی

در شہر گر جناب عبد القادر
ہوں شرکینی کتاب عبد القادر
ازت اور یان ججو جدا گانہ حساب
دے شہر از حساب عبد القادر

اولاد آپ کے دو صاحبزادے تھے۔

- (۱) حمزہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ
- (۲) مولانا مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند مدظلہ

وفات آپ کا وصال ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۹۲۷ء عہد انگریزی حکومت میں ہوا۔ مرزا پرچہ نور
بریلی شریف (ہندوستان) میں بنا۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ حامد رضا
خاں نے پڑھائی۔ "شیخ الاسلام والمسلمین" ادارہ وفات ہے۔

آپ کے یوم وفات پر بریلی شریف میں آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے اور لاہور میں مکی
مجلس رضا لاہور کے زیر اہتمام ہاٹن مسجد فیضانِ اہل مدینہ سے استیشن۔ لاہور آپ کا یوم
نہایت بزرگ و اختتام سے منایا جاتا ہے۔

سید احمد اشرف اشرفی جیلانی کچھو چھو قادریؒ

آپ کے والد گرامی کا نام سید علی حسین شاہ اشرفی تھا۔ نہایت تکمیل و وجہ تھے۔
ولادت ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۱ء بروز جمعہ ۱۴ شوال کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اساتذہ کچھو
سے حاصل کی۔ مفتی الحف اللہ علی گڑھی سے درسیات کی تکمیل کی۔ عالم دینی میں آنحضرت سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔
بیعت و اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے اجلہ تلامذہ میں تھے اور انہیں سے فیوض و
برکات حاصل کئے۔

اعلیٰ حضرت کے قصیدہ معراجیہ کے شارح تھے۔ برس برس جامعہ اشرفیہ روح آباد
شریف میں مسند درس پر فائز رہے۔ لاکھوں کا حلقہ ازات تھا۔ وعظ نہایت پُر تاثیر
ہوتا تھا۔ لاہور کی حاضری دی تھی۔

وفات ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے والد گرامی حیات تھے۔ وصال
برس طالعون ہوا۔ شاہ محمد فخر اشرف آپ کے بڑے صاحبزادے آپ کے اہلِ عبادہ اشراف تھے

حافظ غلام قادر شاہ قادریؒ

آپ کی ولادت باسعادت جالندھر محلہ خرویاں میں ۱۲۸۲ھ میں ہوئی۔ حافظ غلام رسول
جالندھری سے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ جب فوراً بیٹھے ہوئے تو سلسلہ عالیہ قادریہ

ہیں حضرت غلام محمد الدین خاں المعروف پیر قادری سے بیعت کی، ملوی میں گوارہ شملہ میں ملازم تھے۔ وہاں سے پٹنن لے کر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ مولانا غلام قادر گرامی آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ شجرہ بیعت اس طرح ہے۔ آپ نے حضرت غلام محمد الدین خاں پیر قادری سے بیعت کی۔ انہوں نے حضرت نور احمد رحمت مابین مکر شاہ سے، انہوں نے قلندر عبدالرسول شاہ سے، انہوں نے شاہ غلام غوث بٹالوی سے، انہوں نے حضرت غلام قادر شاہ بٹالوی سے، انہوں نے حضرت شاہ فاضل الدین قادری بٹالوی سے۔

آپ نہایت عالی مرتبہ تھے۔ دنیاوی معاملات میں محتاط تھے، ہر ایک سے خوش خلق اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اپنے وقت کے فاضل اور طلب دار تھے۔ سوانح حیات حافظ غلام قادر شاہ میں ملتا ہے کہ ابدال، رحمان الغیب یونیورسٹی میں مختلف حصوں میں موجود ہیں اور مختلف کاموں میں مامور ہیں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کے خلفاء ہیں حضرت بابا محمد حسین خاں قادری مفتوی سلطانہ بیعت مشہور ہیں۔ جن کا مزار شملہ میں ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی آپ کے کئی خلفاء تھے۔

حافظ غلام قادر شاہ صاحب لاہور بھی تشریف لائے تھے۔ راجہ ہر رام سنگھ مہاراجہ گپور قلعہ کا چھوٹا بھائی جب گورنمنٹ پنجاب کے ڈیپٹی کمشنر بنے تو آپ کی دعا و برکت سے ہی وہ اس عتاب سے محفوظ ہوا۔

آپ کا وصال حالہ صفر میں ۵ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۶ء بروز پیر ۲۳ سال ہوا۔ آپ کے بعد میاں شمس الحق قادری آپ کے فرزند سجادہ نشین ہوئے جن کی پیدائش ۱۳۴۴ھ میں بمقام شملہ ہوئی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی وفات گوجرانوالہ میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۹۵۸ء کا ہے۔

حضرت حافظ محمد عبداللہ قادری

آپ اپنے چچا محرم حافظ محمد صدیق ہانی بھرچوڑی شریف کے بیٹے جانشین تھے۔ ولادت ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۳۴۴ھ میں ہوئی۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد درس نظامی جس میں ان کی عمر

مکمل کر لیا۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی عبدالرحمن تھا۔ جو شیخ اعظم حافظ محمد صدیق کے برادر بزرگوار تھے۔ مرزا میر کے سنی سے مخالفت تھے اور اسے دین و ایمان میں بڑھتے تصور فرماتے۔ حضور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عرس کا باقاعدہ اہتمام فرماتے اور اس موقع پر بہترین پوشاک کسی درویش یا عالم کو دیتے۔ مدینہ منورہ اور مکر مغل کی زیارت کی۔ آپ کی محفل میں مسائل علمیہ و تصوف کا ایک حسین امروہا ہوتا تھا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان کے لئے سرام کھاتے ہیں اور پانی نہ ملاں پھرتے ہیں۔ نیا کپڑا جب تک نہ کھلائے جائے گا تا کہ پڑھانے کے قابل نہ سمجھا جاتا۔ سیر و سیاحت کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے تھے۔

تحریک خلافت کے زمانہ میں آپ نے سندھ کو دارالحرب قرار دینے کی مخالفت کی۔ اور برصغیر پاک و ہند کے جلیل القادریوں سے اس کے متعلق فتاویٰ حاصل کئے۔ جن میں حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ بھی شامل ہے۔ اس نے بے شمار لوگ نقل مکانی سے پرہیز کئے۔

وفات آپ کی ۲۵ رجب ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔ اور اپنے خاندانی قبرستان واقع بھرچوڑی شریف علاقہ سندھ میں دفن ہوئے۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری

آپاؤ احمد اور والد ماجد کا اسم گرامی حضرت غلام غوث تھا۔ جن کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت غلام غوث بن حضرت غلام مسطقی بن حضرت غلام محمد بن حضرت حافظ محمد محفوظ بن حضرت محمد بن حافظ احمد خاں۔ حضرت غلام غوث تمام علوم مرثویہ میں متبحر کامل تھے۔ خط نسخ و شعیق و وونوں میں مہارت تھی۔ عقوان شہاب میں قصیدہ مجودہ شریف اور دلائل الحیرت وغیرہ کا تخیل رہا۔

وفات ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۳۴۴ھ میں بمقام آوان شریف ہوئی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ ولادت و تعلیم و تربیت و ولادت آپ کے آوان شریف میں ہوئی۔ بزرگرات سے بائیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پیدائش قصبہ کا نام محمد پور آوان تھا۔ سن ولادت ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۳۴۴ھ سے تکمیل علوم کے لئے گجرات، کماریاں، بہار، پٹنہ اور کیمپل پور وغیرہ جگہوں پر گئے اور پچیس سال کی عمر تک تمام علوم پر مامور ہو گئے۔ آوان شریف میں آپ کا ایک بیٹا بڑا کتب خانہ تھا جس

سے طامان دین استفادہ کرتے تھے۔ سلسلہ بیعت اس طرح ہے۔ تاجی سلطان محمود مرید حضرت عبدالغفور انور صاحب کے۔ وہ محمد شعیب قادری کے۔ وہ حافظ محمد تاج کے۔ وہ محمد صدیق قادری کے۔ وہ جنید پشاور کے۔ وہ احمد ملانی کے۔ وہ شاہ عالم دہلوی کے۔ وہ شاہ منظور علی کے۔ وہ شاہ دولابیر الدین کے۔ وہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی کے۔

بیعت و آپ نے قادیان میں حضرت انور صاحب قادری سے بیعت فرمائی تھی۔ جن کا قیام سید و شریف ہارست سوات میں تھا۔ پیر و مرشد کی ماضی کو عین ایمان سمجھتے تھے۔ آپ نے اس دربار میں دس حاضرین دی تھیں۔ حضرت انور صاحب نے آپ سے دو چٹے کرائے تھے۔ ایک چالیس روڈ کا اور ایک دس روڈ کا۔ حضرت انور صاحب کی وفات ششدرہ میں سید و شریف ہیں ہوئی تھی۔

لاہور میں آمد جب آپ ملتان تشریف لے گئے تو راستہ میں شب لاہور میں ٹھہرے۔ اور حضرت داتا گنج بخش کے مزار منور پر قیام کیا۔ آپ نے ایک دفعہ مولوی عبدالقادر لاہوری کو خط لکھی کہ حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان سحیری کے حضور جب جاؤ تو قلب حاضر کے ساتھ جاؤ۔ اور دو پارہ ڈول پانی کھینچ لیا کرو۔ مؤلف کتاب فیوض غفریہ میں لکھتا ہے کہ حضرت تاجی صاحب نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے مزار گوہر بار پر حاضری دی اور رات کو وہاں قیام فرمایا۔ سنا ہے کہ ایک موقع پر لوگوں نے حضرت کو مجبور کر کے حضور داتا صاحب کی مسجد میں دعا کہنے کے لئے منبر پر کھڑا کر دیا۔ حضور کچھ خاموش رہے پھر فرمایا کہ بھائیو! تمہارا تو بہت کچھ تھا مگر بھول چکا ہوں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ لوگوں پر رقت جاری ہوگئی۔ اور حاضرین نے رونا شروع کر دیا۔

اشفاق عالیہ آپ کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا۔ نصیحت آپ کو قطعاً پسند نہ تھا۔ رسم و رواج کے پابند نہ تھے۔ لوگوں کا کثرت سے آنا جانا پسند فرماتے۔ شہرت سے نفرت تھی۔ اور نہ ہی بڑے کامیوں سے ملنا پسند فرماتے۔ مگر آپ نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ مگر یہ قبول فرمایا جیتے۔ چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ اتباع نبوی کے نشہ میں ہمہ تن غمر اور شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بہرہ مند ہوتے۔ بلا تعزیری مذہب و ملت ہر شخص سے مروت سے پیش آتے۔ اہل خانقاہ درویش اور خاندان مشائخ کا نہایت احترام فرماتے۔ طبیعت میں تحمل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

شلفائے عظام

- ۱۔ صاحبزادہ محبوب عالم حقیقی پتیا حضرت تاجی صاحب سجادہ نشین۔
- ۲۔ مولوی عبدالرحمن قادری ساکن پنڈی سریال ضلع کیمیل پٹوٹک۔
- ۳۔ مستری احمد بخش قادری۔ راولپنڈی۔
- ۴۔ ماسٹر اللہ بخش المتوفی پشاور۔
- ۵۔ مولوی سراج دین قادری لاہوری اولاد شاہ عنایت قادری لاہوری۔
- ۶۔ حافظ عبداللہ شاہ گجراتی۔
- ۷۔ علی نیاز الدین تیراہی المتوفی ضلع ہزارہ۔
- ۸۔ سائیں چک شاہ المتوفی ضلع ہزارہ۔
- ۹۔ پیر شیر شاہ پنڈی میانہ ضلع گجرات۔
- ۱۰۔ حضرت سید محمد شاہ قادری ضلع گجرات۔

آپ کے مداحین

- ۱۔ مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری۔
- ۲۔ میاں محمد بخش مہنت بیعت الملک۔
- ۳۔ پیر جماعت علی شاہ علی پور سندھ۔

دیگر بیعت شدہ حضرات

- ۱۔ نواب فخر یار جنگ فاضل مسٹر نظام حیدر آباد دکن۔

وصال و ساتھ سال کی عمر میں پیلوئوں نے آپ کے جسم کو لاہور اور گزور کر دیا تھا۔ آخری عمر میں عیش ہی ہو گیا تھا۔ وفات سے تین سال قبل آپ اپنے مکان سے گاؤں کے دانہ (چرواہا) میں منتقل ہو گئے تھے۔ اور آخری وقت تک وہاں ہی رہے۔ کیونکہ وہاں ہی آپ کے اباؤ اجداد کی قبور تھیں۔ یہاں آپ کی وفات یکم شہماں ۱۳۳۵ مطابق ۱۸ سنی ۱۹۱۵ء میں بروز جمعہ ہوئی۔ تاریخ وصال "قلہ سلطان محمود" اور "کل نفس وائتہ اکوت" سے نکالی گئی ہے۔

آپ کے غلیظہ حضرت ملا نواز القزینی تیرازی نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔
مرقد مشہور آغا خان شریف ضلع گجرات میں ہے۔
تصانیف و مکتوبات:

آپ بالعموم فارسی میں خطوط لکھا کرتے تھے۔ ان خطوط کا نمونہ آپ کتاب مقامات غزوہ
یہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جو کہ آپ نے وقتاً فوقتاً مختلف حضرات کو تحریر کئے تھے۔

حضرت شیخ ابراہیم الجیلانی ہندوویؒ

آغاجاں حضرت غوث الاعظم ہندووی کی اولاد سے تھے اور ہندووی کی گدی کے سہارہ نشین
جب آپ لاہور قشربٹ لائے تھے تو آپ نے مرہٹہ میں ایک امیر آدمی کے ہاں قیام فرمایا تھا
وہی جگہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری آپ سے ملے تھے۔ پچانچہ ان دونوں بزرگان کی
آپس میں مذہبی گفتگو ہوئی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری کا بھی مقام
بہت بلند ہے۔ بعد میں حضرت شیخ ابراہیم الجیلانی جب ہندوستان آئے تو وہاں بعضی میں ان
کا وصال ہو گیا تھا۔ وصال ۱۲۳۰ھ میں ہوا۔

آپ ہی کے خاندان سے ایک بزرگ آغا گل پاکستان میں مقیم ہیں۔ اخبار جہاں "کراچی
۲۳ مئی ۱۹۵۸ء ان کے متعلق یوں لکھتا ہے۔

بہن قادریہ کے گل شاداب

پاکستان میں سابق سربراہ عراق الشیخ عبدالقادر انگیلانی مدظلہ کی ذات گرامی بہن قادریہ کے
عظمت بزرگ شاداب کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی فضا کو مصروفیت کے ساتھ کراچی کی
تدریج کی خوشبو سے زیادہ مضر ٹھانے میں موصوف کی ذات والا صفات کو بڑا اور بڑا حاصل ہے اور کہوں نہ جو
وہ ہاشم و چراغ غوثیت ہیں۔ لہذا یہ کام انہی کا تھا۔ جولاہی ۱۲۵۰ھ میں وہ مملکت عراق کے سفیر و
کبیر کی حیثیت سے پاکستان قشربٹ لائے تھے لیکن اب محسوس ہوتا ہے کہ ان کے موصوف اصل شیخ

ہندووی بھی کہ یہ ہم نام میں ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں اپنے سلسلے کی سفارت بھی ان ہی کے
سہر و فرمان اور موصوف نے یہ دونوں فرائض جس خوش اسلوبی سے انجام دیے۔ اس کو عراق اور
پاکستان دونوں ممالک کے عوام و خواص خوب جانتے ہیں۔ مآثر ۱۲۵۰ھ میں آپ سفارت کے جہت
سے ہندوستان ہو کر عراق واپس جانے لگے تو اہل پاکستان کی محبت نے ان کے قدم پھیر لئے۔ آپ کا اصل
کام ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا ہی تو ہے۔ پھر جیلا آپ پاکستانیوں اور خاص طور پر اپنے حلقہ بگوشوں
کے دلوں کو توڑ کر اس طرح جا سکتے تھے۔ آپ کے دم سے کراچی جیسے معروف اور کلاہاری ضلع میں
بڑی روحانی آسودگی پائی جاتی ہے۔ آپ کی ملاقات سے ایک عجیب روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ آپ
کی زندگی میں شیخ ہندووی کی سیرت و کردار کا عکس دکھائی دیتا ہے اور یہ کوئی سیرت یا تعجب کی بات ہو
بھی نہیں۔ کیونکہ آپ غوث الاعظم کی سولہویں پشت کی شیعہ روشن ہیں۔ آپ کو دفتر دارینہ الاولیاء الاحیاء
قشربٹ لائے ہیں۔

ایک دوسری معروف سنی حضرت سید آل انگیلانی الشیخ الشریف طاہر مظلوم الدین گیلانی الشیخ
قادری ہندووی کی ہے جو اس وقت شمار گیلانی۔ دربار غوثیہ کونڈہ میں حضور غوث الاعظم کے طحوت
و تعبدات کی شیعہ روشن کئے ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالمجید بدایونی قادریؒ

آپ بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ولادت ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء
میں ہوئی۔ بڑے بڑے اساتذہ فن سے تعلیم حاصل کی۔ قیام دہلی میں حکیم جمل ناں سے بھی طبابت میں
تمکین کی۔

سیاحت میں بھی پورا حصہ لیا۔ حکیم جمل ناں، پندت موقی لال نہرو، مولانا محمد علی جبر اور
میر محمد علی کے ساتھ پورے ہندوستان کا دورہ کامل آزادی حاصل کرنے کے لئے کیا۔ لاہور میں قشربٹ
لائے تھے۔

قادریانوں، جیسائیوں، آریوں اور غیر مقلدوں سے آپ نے محبت سے مناظرے کئے اور
ان کو ہر مقام پر شکست کا شوق دی۔ نہایت ولولہ انگیز خطیب تھے۔

اپنے پیر و مرشد مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی کی معیت میں بغداد مقدس کا سفر کیا۔ راجہ صاحب سلیم پور، نواب سرافند احمد سید جمال پختاری اور لارڈ مسٹر گورنر صوبہ یو۔ پی۔ آپ کی ملکیت کے بہت قابل تھے۔

وفات ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔

مزار مقدس بدایین میں ہے۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام شاہ عبدالقادر بدایونی کے پڑائی۔

حضرت قادری حافظ شاہ محمد سلیمان پھولاری قادری پشتی

آپ کی ولادت موضع پھولاری نزد عظیم آباد پٹنہ کی قدیم اور ایک معمولی سی بستی میں ۱۲۵۰ھ میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام محمد داؤد اور دادا کا نام مبارک شاہ محمد محبوب عالم قادری تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر سے ہی حاصل کی اور پھر کھنؤ میں مولانا عبدالحمید فرنگی علی۔ سہل پور میں مولانا احمد علی محدث اور دہلی میں سید زبیر حسین محدث موگجری وغیرہ ہر سرچشموں سے فیض حاصل کیا۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ فضل الرحمن گنج مرادی آبادی سے خلافت حاصل کی۔

ورد لاہور: آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوا کرتے تھے۔

ایک وفد مولانا محمد سلیمان منصور پوری مصلحت رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا سلیمان اشرف خلیفہ علیہ الصلوٰۃ اور آپ یمن چاروں سلیمان پھولاری شریف میں اکٹھے ہوئے۔ تو آپیں میں بات چیت کے درمیان آپ نے فرمایا کہ میں ہی صرف سلیمان بن داؤد ہوں جس سے محل محزون نار بن گئی۔

۱۹۳۸ء میں جب میں پھولاری شریف گیا، تو آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور آپ اور آپ

کے بزرگان کے مزارات پر حاضری دی تھی۔

آپ کے مکتوبات ۱۹۲۹ء میں کراچی سے بنام شمس المعارف شائع ہوئے ہیں۔

وفات ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔

مزار آقدس پھولاری شریف نزد پٹنہ صوبہ بہار میں واقع ہے۔

حضرت شاہ علی حسین اشرفی قادری

اسم گرامی سید علی حسین کنیت ابو احمد لقب خانقاہی شاہ پیر اور اعلیٰ حضرت، خطاب سہاؤ الدین سرکار کلان اور تخلص اشرفی تھا۔ سلسلہ نسب کنی واسطوں سے حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔

آپ ۲۲ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی سے حاصل کی، پھر مولوی امانت علی کچھوچھوی، مولوی سلامت علی گھور کچھوری اور مولوی قادر بخش کچھوچھوی سے حاصل کی۔ ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں اپنے برادر کلان شاہ ابو محمد سے جیت کی ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں آپ کی شادی حمایت اشرف کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں آپ نے آستانہ اشرفیہ پر ایک سال چکر کشی کی۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت سید عبدالقدیر عظیم سید شاہ علی سجادہ فہمین بغداد شریف سے بھی اکتساب فیض کیا۔

ورد لاہور: اعلیٰ حضرت متعدد بار لاہور آئے۔ آخری بار ۱۲۸۵ھ میں تشریف لائے۔ امتامت بشیر اوقات انجمن حنفیہ الاحناف کے صدر دفتر واقع مسجد مولوی دیدار علی اندرون دہلی دروازہ میں ہوئی۔ کبھی کبھی نماز جمعہ مسجد قطرہ دربار وانا گنج بخش میں ادا کرتے۔ اس دوران آپ نے ایک فقرہ نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ میں نہ مفتی ہوں، نہ مقرر اور نہ واعظ ایک فقیر ہوں لیکن حضور غوث پاک کا پوتا، آخر میں مزار گنج بخش کی طرف دیکھ کر فرمایا: لوگو! گنج بخش کی گواہی میں یہ کتابوں کہ جس شخص نے روز قیامت حضور غوث پاک کے چھنڈے تلے اٹھنا ہے وہ اس فقیر سے بیعت کرے۔ یہ کہہ کر اعلیٰ حضرت نے اپنا رومال آگے بڑھا دیا لوگوں نے داتا دربار ہی میں رومال سے پگڑیاں باندھ باندھ کر ایک سلسلہ بنا دیا جسے دونوں ہاتھوں سے تمام کر سیکڑوں لوگ سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔

کبھی کبھی قیام لاہور میں ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ جو نا منڈی لاہور کے مکان پر بھی قیام فرماتے۔

حج بیت اللہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں آپ سہارہ لشہری پر مکان ہوئے، چار بار حج بیت اللہ کیا۔ پہلی بار ۱۲۸۶ھ میں دوسرا ۱۲۹۵ھ میں تیسرا ۱۲۹۶ھ میں اور چوتھا ۱۲۹۷ھ میں۔

غلام

- ۱۔ حضرت سید آل حسن حضرت میاں صاحب سپاہہ نشین
- ۲۔ صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی
- ۳۔ ابوالامام سید محمد محبت کچھوچھوئی
- ۴۔ شیخ اکبر غلام بھیک نیرنگ
- ۵۔ مولانا ابوالحسن قادری لاہوری
- ۶۔ مفتی ابوالبرکات قادری لاہوری
- ۷۔ مولانا عارف اللہ

کلام

آپ کا ہے بگا ہے اردو فارسی اور ہندی اشعار بھی کہتے تھے۔ لیکن یہ اشعار آپ کے مسلک کے مطابق روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ کا پورا کلام عارفانہ ہے۔ یہ کلام "حوائف اشرفی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔
وفات آپ کی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔

حضرت پیر غلام قادر شاہ قادری نوشاہی

اسم مبارک صاحبزادہ غلام قادر شاہ انصاری قادری نوشاہی برہنہ نزاری جالندھری ہے آپ کے والد کا نام پیر محمد شاہ بن میاں غلام محمد الدین بن مولانا محمد اعظم انصاری تھا۔ جات گجر معزز رومہ اور اکابرین شہر سے تھے۔ تعلیم مولانا غلیفہ محمد ابوالیم جالندھری سے پائی۔ شیخ غلام قادر گرامی کے ہم سبق تھے۔

بیت شیخ شیر شاہ المعروف قادر شاہ نوشاہی برہنہ نزاری لاہوری سے تھی۔ ان کی ملاقات کے واسطے کئی مرتبہ لاہور آئے۔ اور کئی مرتبہ مفتی غلام سرور لاہوری سے بھی ملاقات کی۔ آپ کے اشعار بہت اچھے ہوتے۔ غمگس آخر تھا۔

تعلیقات: ۱۔ اشارات الشفا۔ ۲۔ الزوار القادریہ الملقبہ ریاض القوشاہیہ۔

- ۳۔ ششدری چنان چلیں
- ۴۔ آنکھیں عریان
- ۵۔ گلہ رستہ نوشاہی
- ۶۔ دیوان اشرف

آپ نے دیوان اشرف، مسانہات و سنگیہ ۱۲۰۲ھ مطابق ۱۷۸۹ء میں تحریر کیا ہے۔
نور کلام اس طرح ہے۔

غدا ہوں دے اپنے طالع مسودہ مستم کا
کہ دامن ہاتھ آیا ہے جناب غوث الاعظم کا
میں اس کے آستان فیض عنوان کا جیوں ماہوں
کہ جو نائب ہے نعم المرسلین و فخر آدم کا
رنگا ہو گا اقر یہ اشتہار عام مشر میں
نہیں جنت میں واسل ہو گا دشمن غوث الاعظم کا

گدا ہے جو کہ تیری آستان کا یا غوث شہ
حقیقتاً ہے وہ سلطان جہاں کا یا غوث
ادب سے ادب ہوتے ہیں مائے سر بسجود
پھر میرا دیکھ کے تیرے نشان کا یا غوث

زینت کون و مکان سید عبدالغفار
فخر ہر دور زمان سید عبدالغفار
دوسے اس خاک کے بن ہاتھ ہیں محمد شہید
پادری دھرتے ہیں جہاں سید عبدالغفار

حامی ہر دوسرا ہیں غوث اعظم سنگیہ شائع روز پھنا ہیں غوث اعظم سنگیہ

کیوں نہ اے کٹر سے سادہ جہاں پر لہو ہو
نورِ شہید مصطفیٰ میں غوثِ اعظم و ستیگر

توقیر و رتبہ بلند و

جو خوش نصیب ہیں شہید و دالہ بغداد
مزدہ وہ پائے کا شہید و کوشش کا
نصیب ہو گا جسے آب و سبلہ بغداد

سب جہاد و انس و جان ہے آستانِ محمدی
ہے نشانِ رعب و یزوان نشانِ محمدی
آپ نے لی ہے کفایت اور کسب ہے لائق
دو جہاں میں مصلحتیں ہیں حسد و مان محمدی

وفات : غلام قادر شاہ کی وفات ۱۲۸۳ھ میں ہوئی جبکہ یہ شرافت و شہادت
نے اپنی کتاب شریعت التواریخ کی تعمیری جلد کے انھوں حصہ موسوم بہ شواہد الافکار میں لکھا ہے۔
مزارِ اقدس اہلِ ہر بستی شیخ و درویش میں ہے۔

حضرت حاجی صاحب ترکگ زئی قادری

آپ کا نام فضل و امجد بن فضل احمد نسلا سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ ولادت آپ کی
۱۲۸۹ھ میں بھقام ترکگ زئی تحصیل پارمہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مولانا ابوبکر غوث زاد
سے حاصل کی۔ آپ کو شروع سے ہی جہاد میں شمولیت کا بہت شوق تھا ۱۲۹۹ھ میں جب انگریزوں
نے دوبارہ ملاکنڈ پر حملہ کیا۔ حاجی صاحب بھی اس معرکہ میں شامل ہوئے، اور انہوں نے دشمن
کے خلاف خوب داد شہادت دی۔ سلسلہ عالمی قادریہ میں بیعت آپ نے حضرت نجم الدین انور
زادہ معروف بہ بخت مل صاحب سے کی۔ ۱۳۰۲ھ میں جب بھٹے صاحب کا اغتال ہو گیا۔ تو سبھی

ترکگ زئی نے ان کے خلیفہ مولیٰ عالم گل سے تہجد بیعت کی۔ اور ان سے تادم سلسلہ میں خلافت حاصل
کی۔ ۱۳۱۹ھ میں آپ دوبارہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ نے پشاور اور مردان کے
علاقوں میں تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ جاری کیا۔ پھر آپ نے وہی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع کیا، اس
زمانہ میں آپ کو انگریزوں نے گرفتار کر لیا، اور جیل بھیج دیا۔ وہاں آپ تین سال تک رہے جیل میں
بھی آپ نے بے شمار مجاہدوں کو راہِ خلافت پر لگایا، برائی کے بعد آپ نے شہداء و مجاہدین کا جنازہ جو سوم
اور اعلیٰ کے کلمۃ الحق میں پڑھا وہ وقت دینا شروع کر دیا۔ جنگِ عظیم ۱۳۱۹ھ میں آپ نے ترک وطن
کیا۔ اور مورخ میں مستقل طور پر متوطن ہو گئے اور پھر اپنی زندگی کا مقصد انگریز کے خلاف جہاد
کرنا بنالیا۔ اور کئی دفعہ مختلف مقامات پر حاجی صاحب کے مجاہدین نے انگریزی افواج کے دانت کھٹے
کئے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔

وفات آپ کی ۱۳۵۲ھ میں ہمارے سال ہوئی۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو خاڑی کی مسجد
خاڑی آباد میں دفن کیا گیا۔

وفات کے بعد آپ کے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

مولانا محمد علی قادری محدوی

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ عالم بھی تھے۔ اور مفتی بھی۔ طریقت میں آپ قادریہ مجددیہ میں
بیعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے دادا حضرت محمد مکرم المعروف شہناشاہ قادری بہت بڑے بزرگ
تھے اور آپ کے والد حضرت نظام الدین قادری بھی بہت عالم فاضل بزرگ تھے۔ ان حضرات کی ماضی
جیل سے ڈور ڈور تک ظاہری اور باطنی علم پھیل گیا۔ مدتوں تک لوگ فوجی کے لئے فائزہ عالمی
فتح گرد سے رجوع کیا کرتے تھے اور اس گھرانے سے بیعت کیا کرتے تھے۔

بابا کریم بخش قادری محدوی آپ کے ہی خلیفہ مبارک تھے جو کراچی ضلع امرتسر میں رہائش
پزیر تھے اور بعد ازاں وہاں آ گئے تھے۔ لاہور تشریف لائے تھے۔ اس زمانہ میں وہاں
بھی ایک بہت بڑے عالم مولانا ذوالابوبین پشٹی صاحب بھی تھے جو بڑے عالم فاضل تھے۔

مقدس متون فتح گرد چو زبان ضلع گورداسپور میں ہے۔

حضرت مولانا احمد حسین خاں قادری امروہوی

آپ امروہہ کے مشہور شیخ الطریقیت حافظ حاجی محمد عباس علی نقشبندی مجددی قادری کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۲۲ شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنی والدہ محترمہ کی زیر نگرانی حاصل کی اور پھر مولانا احمد حسن محدث سے بقیہ مسلم کی تکمیل کی۔ علوم باطنی کا دین مشہور شیوخ سے پایا۔

آپ مولانا احمد رضا خاں قادری کے خلیفہ تھے۔ مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی (علی پور) کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ حضرت سید معروف علی شاہ قادری حیدر آبادی سے بھی عرفہ خلافت حاصل کیا۔ آپ حیدر آباد وکن سے ہی برسہ ملازمت منسلک رہے۔ نوجوانی میں مطہر انتظامی کے نام سے امروہہ میں پہلا چھاپہ خانہ ۱۳۹۵ھ میں آپ نے قائم کیا۔ اور "گلدستہ نسیم چین" کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔

قیام لاہور لاہور تشریف لائے تو میر تقی علی شہرت کے یہاں قیام فرماتے اور وزارت پر حاضری دیتے۔

تصانیف و تراجم: آپ نے بے شمار تصانیف یادگار چھوڑیں۔ اور کچھ مشہور معروف کتب کے تراجم بھی کئے جن میں سے چند ایک کے نام دیئے جاتے ہیں۔

- ۱۔ لب باب مشنوی مولانا رحم۔
- ۲۔ شنوی حضرت خواجہ باقی باللہ۔
- ۳۔ خواجہ احمادیہ۔
- ۴۔ معارف اسمعیہ۔
- ۵۔ وظائف اسمعیہ۔
- ۶۔ خواجہ مصطفویہ۔
- ۷۔ خواجہ مصطفویہ۔
- ۸۔ ترجمہ حضرات القدس۔
- ۹۔ عقائد محبت مدنیہ۔
- ۱۰۔ معرفۃ الحق۔
- ۱۱۔ کمال الجواہر۔
- ۱۲۔ کنز الہدایت۔

۲۴ رجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۸۶ء بروز سہ شنبہ دہلی میں وصال فرمایا۔

مازہ بنانے مولانا مظہر اللہ نقشبندی مجددی حلیہ سید فتح پوری نے پڑھائی اور لکھیں پڑنے دفن ان کے آبائی گاہ اول امروہہ پنپائی گئی۔ جہاں آپ کو دفن کیا گیا۔ "پیر کابل بود بہ غلہ نشین" تائیدِ وفات ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیے۔

آپ کو عربی، فارسی اور اردو قلم گوئی و تصانیف پر مکمل عبور حاصل تھا۔ جس کے کچھ نمونے پیش خدمت ہیں۔

کَمُرُ الْحَمْدِ الْعَصَبُ كُنْهِمُ [] لَا تَهْأَسُ الْقُلُوبُ بِالْظُهُورِ
وَصَلَّى اللَّهُ بِالسَّلَاحِ صَحْ [] عَلَى مَنْ كَانَتْ رَحْمَةُ الْقَبْرِ
لَتَأْسَرُ فِي بَعَالِيهِ [] بِالْعَرْشِ كَيْلَ دَمَالِهِ [] شَرُكَتُ بِهِ وَبِحَالِهِ
عَلِيَّاهُ فِي أَكْمَالِهِ [] وَدَفَى لِقَايَ مَنَالِهِ [] بِجَوَابِهِ وَبَسْوَائِهِ
بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

جَلَّاتُ سَمَاحَةِ خَالِهِ [] وَفَلَّتْ سَجَاةُ بَالِهِ [] سَقَتْ لُكَاةَ مَنَالِهِ
دَفَّتْ غَلَاةَ جَلَالِهِ [] نَرَعَتْ شَمُوسُ فَعَالِهِ [] فَفَنَتْ خِيَالَ خِلَالِهِ
بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

أَلْضُرْفُتُ ظِلَالِهِ [] وَالْفَتْحُ فُتُوحُ خَالِهِ [] وَالشَّعْدُ نَجْمُ نَزَالِهِ
وَالْيَمِينُ فِي أَقْبَالِهِ [] فِي يَوْمِ حَرْبِ سَجَالِهِ [] يُثِيرُ الْجِدْعُ بِشَمَالِهِ
بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

لَوْ قَرَّرْتُ بِرِيحَالِهِ [] وَلَقِظْتُ وَقْتُ مَرْدَالِهِ [] وَالْوَحْيُ فِي سَمَرَالِهِ
لَلْزَيْنِ فِي أَكْمَالِهِ [] أَذَى الْأَلَمِ مَحَالِهِ [] فِي دِينِهِ وَدَعِيَالِهِ
بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

وَدَلُّوا فِي أَمْرَالِهِ وَتَحْلُومِ [] وَمَنَا [] وَكَمَالِ مَا بَارَسَالِهِ
كَمُوحَا أَدْمَالِهِ [] بِهَمُوكَمَالِ مَنَالِهِ [] وَكَمَالِ مَا بَارَسَالِهِ
بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ

قصیدہ خوشی (عربی) کا آپ نے فارسی ترجمہ کیا تھا

| | |
|-------------------------------|------------------------------|
| تجلی ذات نمود کردم در سنبلت | فراقم در دلف لعل شد اجفوت |
| بجز بھر مسلم نیست علی | نہ فقط حبسہ بیافم مات و سلم |
| تمامی حبات شرقی و مغربی آفاق | ز میں شد جلا یک کالم و منلاق |
| چو نرگس نیدہ از عشق او شہ ایم | نمود از اہل نسبت اختہ ایم |
| منزل قطب اقطاب حقیقت | ہر جملہ قطب واجب بہت عظمت |
| انوار دم جسد علم و گشت زینت | زمن اورا بہ نرگس رب عزت |
| ہر عشقش بر ذرا بردریدم | ہر اوج راہ جسد فانش پیدم |
| کہ تا آئند حجاب او رسیدم | ہمہ پردہ شدہ ورد او بریدم |

ایک اور قصیدہ جو حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی منقبت میں ہے۔

لباب بھر دے اسے ساقی بٹے باقی سے پیماں
کہ جوں مست المست اقل سے میں جاناں کو دیوانہ
ہا ہے ساغر و عدت جسم باقی باللہ سے
ازل سے ہے شمار اس کا کہ اب تک بچوں میں متا
بشعبان ولایت کے وہی شمع ہدایت ہیں
انہیں سے بزم ہے روشن اُنہیں کا بچوں میں پروانہ
قدوم فیض کی برکت سے ہر گوشاں بخواجہ جنت
جو گنہگار باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ
بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا
دلکھ دو دل میں اسے خواہہ کرو آباد ویرانہ

ایک اور قصیدہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی شان میں

| | |
|--------------------------------------|---|
| لا شجرہ طریقت کا ہم معذوق و معبود سے | لب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا |
| حیا و علم عشق کا کیا حق نے عطا ان کو | بنا احمد مسیحی کیا مجدد الف ثانی کا |
| طریق قادری میں فیض پایا شہ بکندر سے | ہے مباح مشرب والا مجدد الف ثانی کا |
| طریق نقشبندی میں نبیوں خواہہ باقی سے | بنا سید گنبدیہ مجدد الف ثانی کا |
| کچھ احمد و کیوں جب پاؤں آگے کو اٹھیں | کر سبلوہ ہے احمد کا یا مجدد الف ثانی کا |

حضرت عزیز الاطباء علامہ حکیم سید محمد عزیز غوث قادری رضویؒ

آپ سرکار عالی حضرت قدس سرہ کے ان پیدہ تلامذہ میں سے ہیں جنہیں آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری کے ماسخی ہیں۔ سرکار عالی حضرت سے شرب تلامذہ کے ساتھ شرف خلعت میں پایا تھا۔ سادات زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اور شایستگی نیک خلعت بزرگ تھے۔ حضرت حجت الاسلام فی وار الاسلام سے خصوصی تعلقات تھے۔

آپ لاہور ہی تشریف لاتے رہے ہیں۔

۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں وہ لاہور آیا۔

حضرت حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادریؒ

اعلیٰ حضرت بریلوی کے بڑے فرزند تھے۔ اسم شریف محمد عرف حامد رضا خاں اور لقب حجت الاسلام ہے۔ خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کی تربیت فرمائی ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں پیدا ہوئے تمام کتب اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ اور انیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ورود لاہور، جب آپ لاہور تشریف لاتے تو شاہ محمد غوث قادری کے قرب و جوار میں مقیم ہوئے ۱۳۹۳ھ میں جامعہ اسلامیہ میں امتحان لینے گئے آئے تھے ۱۳۹۳ھ میں مولانا سید دیدار علی شاد کے جہلم کے موقع پر لاہور تشریف لاتے۔

عزیز الاطباء کے اجلاسوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لاہور کا فیصلہ کن مشاہدہ آپ کا ایک

تاریخی مناظرہ تھا۔ برس ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔ اس میں مولوی اشرف علی دہلوی کے خلاف جمہور اسلام مولانا صاحبزادہ خاں جو اپنے ساتھیوں حضرت صدر الایمان مولانا آزاد، شاہ علی سین، کچھوچھو، پیر پیر صدر الدین سجادہ نشین حضرت مولوی پاک شہید قادری عتائی حضرت فقیہ اعظم مولانا مفتی کوئی لاولاں لاہور آ گئے۔

۱۲۹۸ھ میں مسجد شہید گنج کے واقعہ پر آپ نے بادشاہی مسجد لاہور میں تقریر کا فتح معنی اجمار ولی خاں۔ جسے بھجایا کہ آپ نے شہر واقعہ لاہور شریف لائے تھے۔

علم و فضل: آپ عربی فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔ ۶۰ زبان پر آپ کو ذرا دست کسریں حاصل تھیں۔ علوم ادبیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون تفسیر، حدیث، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، ریاضی وغیرہ علوم میں آپ یکتائے زمانہ تھے۔ نہایت مشواہت منکر المذاہب اور وسیع الحلق کے مالک تھے۔ سب کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتے۔ علم وین حاصل کرنے والے طلباء حاجت مندوں ورویشوں اور فقرا پر بہت شفقت فرماتے۔ صدر الشریعت حکیم احمد علی مصنف بہار شریعت اور حضرت صدر الاماثل مراد آبادی کا بہت احترام فرماتے۔ آپ نے برس برس دارالعلوم منظر اسلام میں درس حدیث دیا اور لاکھوں آدمیوں کو سلسلہ رضویہ میں مشغول کر کے دین حق کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ صاحب کرامات علی تھے۔ اعلیٰ حضرت کی وفات پر آپ نے مواضع سجود پر کافر دیکھا تھا۔

تخلیف

- ۱۔ شیخ الحدیث مولانا سرور احمد قادری بہتم جامہ رضویہ منظر اسلام۔ لال پور۔
- ۲۔ شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی۔ وزیر آباد۔
- ۳۔ مولانا ابراہیم رضا خاں۔ صاحبزادہ۔ بریلی شریف۔
- ۴۔ مفتی اجمار ولی خاں شیخ الفقہ جامہ نعیمیہ لاہور۔
- ۵۔ علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری لاہوری۔

تفصیلات

آپ نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ برجستہ عربی میں اشعار و مضامین و خطبات

تقریر فرماتے۔ رسالہ جلیلہ کو آپ نے ہی مرتب فرمایا۔ کتاب الدلائل النکبۃ کا بہترین ترجمہ ہی آپ نے کیا اور علاوہ ان میں بعض دیگر کتب کا بھی عربی خطبہ و اردو ترجمہ تحریر فرمایا۔

اولاد: آپ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ ایک صاحبزادہ اوسے مولانا محمد رضا خاں عرف نعمانی میاں صاحب رحلت فرما گئے اور دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں صاحب آپ کے بعد جامہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے بہتم ہوئے۔ آپ کا بیٹا اقبال ہو چکا ہے۔

وفات: آخر وفات کا دن آگیا۔ آپ نے ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں بروز سال انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے جوار میں بریلی شریف میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ شیخ الحدیث مولوی سرور احمد نے پڑھائی۔ مسند خلافت پر ۱۲۱۳ سال کا نذر ہے۔

حضرت بابا کریم بخش قادری مجددی

حضرت بابا کریم بخش قادری مقام کولیاں پور فتح گڑھ چڑیاں سے تقریباً پڑا میل اور پندرہ سے ۳ میل فاصلہ تھا۔ پیدا ہوئے تعلیم تو آپ کو کوئی نہ مل سکی مگر علم کئی ہیں آپ نے وہاں حاصل کیا کہ اس زمانہ میں ایسا فرد و عورت سے بھی نظر نہ آتا تھا۔ والد گرامی کا نام بابا نقو اور دادا بابا کھنوا تھا۔ ذات کے مجتہد تھے۔ شروع سے ہی آپ یتیم ہو گئے۔ اور بچپن سے عبادت اور ریاضت کی طرف مائل تھے۔

شجرہ بیعت: بابا کریم بخش قادری مرید محمد علی قادری مرید شاہ نظام الدین قادری مرید محمد کریم عرف نقاشہ مرید شاہ محمد کابل مرید علی سروسست مرید پیر علی اصغر امام مرید خواجہ محمد زبیر مرید حضرت حمزہ الد مرید خواجہ محمد مصدوم مرید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی۔

بیعت: آپ کے پیر و مرشد مولانا محمد علی قادری مجددی تھے جو فتح گڑھ چڑیاں میں مقیم تھے۔ یہ بڑے عالم فاضل مفتی اور بزرگ انسان تھے۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بڑا شریف کے بعد قادری سلسلہ کا گشتہ فتح گڑھ چڑیاں بن گیا ہے۔ پہلے یہاں حضرت محمد اکرم عرف نقاشہ قادری پیران کے صاحبزادے حضرت نظام الدین قادری اور

پھر ان کے صاحبزادے مولانا محمد علی قادری مسند ایشیاء پر متمکن ہوئے۔ اور گورو کے مقامات کے بزار و افراد نے ان سے تلامذہ پر سلسلہ میں بیعت کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد علی قادری سے بیعت کی تھی۔

حالات: آپ اوراد و وظائف میں بے حد باقاعدگی کرتے۔ فطرتاً ریاضت پسند تھے۔ کام کرنے سے آپ کو کوئی غارتھا۔ رزق حلال کمانے کے لئے حیل کا پیشہ اختیار کیا ہوا تھا۔ بے حد مہمان نواز تھے۔ گاؤں کے بیٹوں اور بیواؤں کی حفاظت آپ کے لئے لازمی امر بن چکا تھا اور اس معاملہ میں کبھی بھی غفلت نہ کرتے تھے۔ بے حد امین تھے۔ لوگ آپ کے پاس ہانتیں رکھتے کیونکہ پرہیزگاری، خوش معاملگی، راست بازی اور جذبہ خدمت خلق میں آپ بے مثال تھے۔ ساری عمر مہاراجہ سرگرمیوں کی تکمیل میں گزار دی۔ آپ کی روحانیت کے بے شمار واقعات مشہور ہیں۔

سیر و سیاحت: آپ نے بہت سے شہروں کی سیاحت کی اور دہاں کے بیشمار مشائخ سے ملاقات کی اور فیض حاصل کیا۔ شہروں کے نام یہ ہیں۔ کلانور، کسولی، گانگا، دہلی، ریتیک، امرتسر، قصور، لاہور، پشاور، کپور تھلہ، ڈیرہ بابا ناکہ۔

لاہور میں تشریف آوری: جب آپ لاہور تشریف لائے تو حضرت میاں وڈا اسٹوری کے مزار پر حاضری دی۔ اور حضرت وانا گنج بخش علی تجوری جی کے مرقہ منور پر بھی حاضری دی بلکہ اپنے مرید چیدری کرم شاہ کو بھی حکم دیا کہ لاہور جاؤ اور مزارات پر حاضری دو۔ ہجرت: ۱۹۲۶ء میں آپ نے موضع کورایاں سے ہجرت کر لی۔ اور متقل طور پر مداس میں نقل مکان کر لی۔

محمد شریف، لال دین، تاج دین آپ کے فرزند تھے۔

وفات: ۱۹۴۶ء میں آپ نے وفات پائی تو آپ کا مزار گاؤں مداس سے باہر قبرستان خاص میں بنا۔

حضرت صدر الانا فاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی

احمد گرامی محمد نعیم الدین لقب صدر الانا فاضل، استاد العلماء ہے۔ ولادت ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۷ء ہے۔ والد ماجد کا نام معین الدین تھا۔ جنہوں نے پہلے مولانا محمد قاسم نالہوتوی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی بعد میں سبب آپ کو اس کے مقابلہ کا پتہ چلا تو آپ نے بیعت فسخ کر دی مگر ان میر آپ نے حافظ حنیف الرحمن خاں سے آٹھ سال کی عمر میں ہی مکمل حفظ کر لیا اس کے بعد مولانا فضل احمد سے عربی و طب پڑھی۔ پھر آپ شیخ النکل مولانا محمد گل کے پاس چلے گئے پھر شیخ انہوں نے آپ کو فلسفہ منطقی، اقلیدس اور حدیث و تفسیر میں پیکتا نے آفاق بنا دیا۔ اور انیس سال کی عمر میں فراغت حاصل کر لی۔ قادری سلسلہ میں بیعت آپ نے محمد گل سے کی۔

آپ کے آباؤ اجداد مشہر کے رہنے والے تھے۔ جو اورنگ زیب کے زمانہ میں شہد سے ہندوستان آئے۔ بادشاہ نے ان کی بڑی عزت کی، اور ان کو جاگیر عطا کی۔ پھر آپ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی خدمت میں چلے گئے۔ اور ان سے قادری سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ نے ہندوؤں کے خلاف اور مسلمانوں کی حمایت میں بے شمار تحریک میں حصہ لیا۔ آپ حضرت امام اہل سنت والجماعت احمد رضا خاں بریلوی کے دست راست تھے۔ آپ لاہور ہی تشریف لائے اور علامہ ابوالحسنات کے پاس طہر تے رہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے وصال پر آپ نے ہی کفن تشریف بجا دیا تھا۔

آپ نے لاہور سید ابوالحسنات کو پاکستان بنانے کے لئے کئی خطوط لکھے۔ ایک خط میں آپ لکھتے ہیں۔ پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیت کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خواہ جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔ وزارتی مشن سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا قیام جامعہ نعیمیہ: مراد آباد میں آپ نے جامعہ نعیمیہ جاری فرمایا تھا۔ ہندوستان کے ہزاروں اہل سنت والجماعت کے مسلک کے حامی علماء نے اس مدرسہ سے دینی علوم و فتن کی تکمیل کی۔

نمودہ کلام:

حضرت فاضلہ کے نورِ نظر دینِ حق کی ضیاء امام حسین

عابد کبریا۔ امام حسین
قسطہ العین حضرت حیدر
گل گذار سید عالم
زابد بے ریا امام حسین
ستار و سید امام حسین
مہر جبین خوش انعام حسین

مدینہ کا دیدار مشکل نہیں
لے قلب مضطرب عین میں پہنچا
بگائیں بندار و ضریہ پاک پر
نسیم حطاکار پر یہ کرم
دھام عناایت اگر ہو گئی
تسلی زمین چوم کر ہو گئی
ہمیں عاشق نگ دور ہو گئی
شفاعت نبی کی سپر ہو گئی

آپ کے تلامذہ میں ابوالمنات سید محمد احمد قادری لاہوری۔ ابوالبرکات سید احمد قادری لاہوری۔ مفتی محمد عمر محنت کراچی۔ مفتی احمد یار خاں گجرات۔ علامہ سید محمد کرم شاہ بیہوی مفتی محمد حسین نعیمی گڑھی شاہو لاہور بہت مشہور ہیں۔
وفات آپ کی ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں بمقام مولود آباد ہوئی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت حاجی محمد امجد علی اعظمی قادری

آجانب اعظم گئے بڑی کے ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں جرنپوری تلمیذ مولانا فضل حق غیر آبادی سے حاصل کی۔ حدیث حضرت شاہ وصی احمد حارث سورقی سے پڑھی۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حکیم جمال الدین تھا۔ ابتدائی کتابیں اپنے دادا مولانا غلام بخش سے پڑھیں۔

بیعت ۱۱ علی حضرت محمد رضا خاں بریلوی کے ماتھے قادریہ سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خلافت سلسلہ رضویہ اور اجازت حدیث سے مستفیع ہوئے۔ دارالعلوم سلسلہ رضویہ منتظر اسلام میں بریلوی حدیث اور دوسرے فنون کی تعلیم دی۔ بارہ سال امیر میں صدر المدرس رہے۔ اعلیٰ نے آپ کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔

میرا امد عبد کا پکا
اس سے بہت کچھ یاد ہے

اعلیٰ حضرت کے دصال کے بعد آپ نے ہی ان کو غسل دیا تھا۔ اس کام میں آپ کے معاونانہ امیر حسین مولود آبادی تھے۔ اعلیٰ حضرت آپ کی فقہی مہارت کے قائل تھے۔ و بعد قسرت لائے تھے۔ لسانیٹ و تمانیٹ کثیرہ میں علوی شریف کا حاشیہ بہت ہی عجیب و عظیم ہے۔ حنفی فتنہ میں بیدار غریب کتاب کے سترہ حصہ اردو میں لکھ کر اعلیٰ حضرت و الجماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ حداد الشریعت کے قتب سے یاد لگے جاتے ہیں۔ آپ یگانہ عصر مفسر۔ محدث۔ فقیہ اور صاحب ارشاد بزرگ تھے۔

وصال ۱۱ بارادہ سفر حج پہنچی میں ۶ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء وصال فرمایا۔ شیخ الحدیث مولانا راقم حسین شیخ الحدیث مولانا سرور احمد لائل پوری۔ اثنائہ العلماء حافظ شاہ عبدالعزیز ناہجیب الرحمن قاضی شمس الدین جرنپوری۔ مولانا حسرت علی خاں۔ علامہ عبداللطیف اعظمی۔ آپ کے نامور تلامذہ میں سے ہیں۔

حضرت میاں محمد بخش قادری

میاں صاحب کی ولادت بمقام جالندھر ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۷ء میں ہوئی۔ آپ رنگپن سے ہی کم گو۔ سنجیدہ اور راست باز تھے۔ بچپن سے کھیل کود سے استراحت فرماتے۔ بلور زاد ولی تھے۔ جوانی کے عالم میں اکثر ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ تمام رات عبادت اور تلاوت کلام پاک میں گزرتی تھی۔

سفر بغداد شریعت و جوانی کے عالم میں ہی آپ بغداد شریف چلے گئے۔ اور وہاں چالیس سال حضرت عارف الاعظم کے روضہ مبارک پر قیام پذیر رہے۔ وہاں آپ نے حضرت احمد شرف الدین لہرودہ سے بیعت کی۔ جن کا مرشدی سلسلہ اس طرح ہے۔ میاں محمد بخش مرید احمد شرف الدین مرید شیخ مصطفیٰ مرید شیخ محمد مرید شیخ عبدالعزیز مرید شیخ عبداللہ ثقی مرید شیخ عبدالقادر مرید شیخ عبدالرزاق مرید حضرت محمود شاہ مرید شیخ فرح اللہ مرید شیخ محمد مرید شیخ شمس الدین

مرید شیخ شرف الدین مرید شیخ علی الدین مرید شاہ علاؤ الدین بدر الدین مرید شیخ شمس الدین
مرید شیخ شرف الدین بھلی مرید شاہ شہاب الدین احمد مرید شیخ صالح مرید شاہ عبدالقادر مرید
مید عبدالقادر بھلی فوتی الاظم۔

آمد لاہور ۱۰ پیرو مرشد کے حکم سے آپ بالندھروالپن تشریف لے آئے اور بالندھروالپن
بستہ سید کبیر علیہ السلام مقیم ہوئے پھر آپ وہاں سے جاندھر کے قریب آباد پورہ میں مقیم ہوئے
جو کوہر جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ وہاں سے آپ لاہور تشریف لاتے رہے۔ قیام
پاکستان کے بعد بھی آپ یہاں آئے مگر مستقل اقامت ساہیوال میں اختیار کی۔ لاہور میں آپ
کے خلفاء میں سے حضرت فضل شاہ قادری المعروف نور والے۔ انفٹری روڈ مصطفیٰ آباد
دوسرے پورہ میں مقیم ہیں۔ انہوں نے میاں صاحب سے چودہ سال تک فیوض و برکات حاصل
کئے۔

وفات: آپ کی ۱۵۴ سال کی عمر میں ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء
ہر روز اوارہ ساعت خیر مقام اوکاڑہ ضلع ساہیوال ہوئی۔ مزار ساہیوال شہر کے معروف
قبرستان میں ہے جس کو ہر بخاری کا قبرستان کہتے ہیں۔ مزید حالات کے لئے سوانح حیات میاں
خدا بخش مولفہ حافظہ تندرہ الاسلام دیکھیں۔

حضرت مولانا محمد عبد العظیم صدیقی قادری

آپ ۲۰ اپریل ۱۹۲۳ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ میں بنگام میرٹھ (یو۔ پی) پیدا
ہوئے۔ والد ماجد کا نام مولانا محمد عبد العظیم صدیقی تھا۔ جو ایک عظیم المرتبت درویش منش عالم
اندلس پایہ شاعر تھے۔ جو ش تخلص تھا۔ ابتدائی عربی ہی قرآن مجید محرم کر لیا۔ سولہ برس کی عمر میں
جامعہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے بی اے
پاس کر لیا۔ اور پھر اسلامی تبلیغ کے لئے کمر بستہ ہو گئے اس کے بعد بدلی شریف پہنچے اور
حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے قادری سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خرقہ خلافت حاصل
کیا۔ آپ ایک عظیم مفسر۔ شاعر۔ مؤلف اور بہترین ادیب تھے۔ آپ دنیا کی ہر زبان میں ہاتھ
بھی

انگریزی میں بڑی روانی سے تقریر کرتے تھے۔

درویش لاہور لاہور میں آپ اکثر و بیشتر مرتدہ منوہ حضرت خاتون گنج بخش لاہور پر ماضی
ربا کرتے تھے اور اس کے علاوہ مدرسہ عثمانیہ اور حزب الاحناف کے اجلاسوں میں شرکت کیا
کرتے تھے۔

بیعت مبلن اسلام: آپ نے چالیس سال تک افریقہ۔ امریکہ۔ انگلینڈ۔ انڈونیشیا۔ سنگاپور
لایا وغیرہ کئی دوسرے ممالک میں اپنے محدود وسائل وغیرہ مساعیلات کے باوجود اسلام
پیغام پہنچایا۔ آپ کی اس عالم گیر تبلیغ کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ سپاس ہزاروں نامہ غیر مسلموں
نے حلقہ اسلام میں داخل ہو کر سعادت ابدی حاصل کی۔

آپ نے برازیل۔ سیلون۔ ملائیشیا۔ انڈونیشیا۔ تھائی لینڈ۔ انڈونیشیا۔ چین۔ جاپان۔ مارشس
افریقہ و مشرقی افریقہ کی نوآبادیات۔ سعودی عرب۔ عراق۔ اردن۔ فلسطین۔ شام اور مصر کے
تحت و تسلیم دوسرے کئے۔ مذاہب عالم کی کانفرنس منعقد کیں۔ مناظرے مکالمے تبلیغی مہمیں
امریکیاں۔ کالج۔ مدارس اور مساجد قائم کیں۔ حقیقی جامعہ مسجد کولمبو۔ سلطان مسجد ملاپور اور
مسجد ناگرہ جاپان آپ نے ہی تعمیر کرائیں۔ ۱۹۷۱ء میں پوری دنیا کا طویل تبلیغی دورہ کیا جس
لہ وجہ سے برونیر کی شہرادی۔ مارشس جنوبی افریقہ کا گندہ۔ مروات اور ٹرینی فاؤنڈیشن
اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قائد اعظم محمد علی جناح۔ مراکش کے نازی عبدالکریم۔ مفتی اعظم
یدرہین المصینی۔ اخوان المسلمین کے سربراہ حسن البینا۔ سیلون کے جسٹس ایم مروانی۔ سنگاپور کے
یو این دت اور مشہور انگریز ڈرامہ نویس اور فلسفی جارج برنارڈ شاہ آپ کی روحانی و علمی
شہرت سے بے حد متاثر ہوئے۔

آپ نے مولانا عبد الحمید دایلوئی۔ سید ابوالحسنات قادری۔ مفتی صاحب داد پور گوتہ شریف
حضرت احمد سعید کاظمی۔ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی صدر جمعیت العلماء
استان کے علاوہ بے شمار علماء و دانشمندان نے دستور آئین اسلامی کا مسودہ تیار کیا۔ آپ کی
تصانیف ہیں۔ جن میں ذکر حبیب۔ کتاب تعویذ۔ بہار شہاب۔ احکام رمضان کے
اور اور بھی کئی کتابیں تحریر کیں۔

وفات آپ کی ۲۲ رگت ۱۲۹۵ھ مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۸۷۸ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ہزاروں مسلمانوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت مولانا محمد تقی صاحب مدظلہ ۱۲۹۵ھ کا پور میں۔ آپ کی تدفین وفات ۱۲۹۵ھ تحریر ہے لہذا جاننا موقوفہ شاہ ضیاء الدین احمد دہلوی نے پڑھائی۔ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی آپ کے فرزند پرشید آپ کے مشن کی تکمیل کر رہے ہیں۔

حضرت حاجی احمد درویش قادری

ولادت ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء ہے۔ دس سال کی عمر ہی میں علوم و صلوٰۃ کے سمت پابند ہو چکے تھے۔ بلکہ نماز تہجد تک اختیار کر لی تھی جس کی اور نیکی مرتے دم تک ہوتی رہی۔ آپ بلوچ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

شایستگی متفہم، متواضع، کم گو اور سادگی پسند بزرگ تھے۔ عموماً ذکر الہی میں مشغول رہتے غلاب مشرف لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے۔ علما، صوفیا، کی صحبتوں میں بیٹھتے۔ رزق حلال کے لئے کوشاں رہتے۔ جہنگ کے ڈبھی کشز چوہدری بشیر احمد تدریس اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہی دیا کرتے تھے۔ شریفیت کا اس قدر پاس تھا کہ اس کے چھوٹے بڑے تمام احکامات کی مکمل پابندی کرتے تھے۔

جہنگ آئے سے قبل بغداد شریف گئے۔ اور وہاں سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے ۱۲۹۹ھ میں آپ نے حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے ایک ارادتمند حاجی محمد شریف کو کہا کہ اس کے جب تم لاہور جاؤ تو میرا خط لے جانا اور آستانہ عالیہ حضرت داتا گنج بخش پر پیش کر دینا اور جو بڑا آپ دیں۔ اس کی اطلاع لے کرنا۔ مرشد کے فرمان کے مطابق حال عمر شریف نے وہ خط آستانہ تک پہنچا دیا۔ ان کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد داتا صاحب تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ خط پڑھ کر سناؤ چنانچہ جب میں نے خط سنا یا تو انہوں نے ہر کلمہ فرمایا۔ وہ میں نے مرشد تک پہنچا دیا۔

وفات ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۵ء ہے۔

مزار اقدس جہنگ میں ہے۔

حضرت علامہ ابو محمد امام الدین قادری

آپ فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں کے برادر عزیز اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے۔

کتاب محفل میلاد مرتبہ مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ہیں آپ کا مضمون "سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حیات" شائع ہوا ہے۔ جو کہ آپ کے متبر عالم ہونے کی دلیل ہے۔ کئی مرتبہ مدینہ الاولیاء لاہور میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ اولاد: آپ کی اولاد میں سے مولانا محمد ایاس بھی اعلیٰ حضرت بریلوی سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔

وصال کوٹلی لوہاراں ضلع میانکوٹ میں ہوا۔ اور وہاں ہی اپنے نامہ دانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت مولانا محمد شریف قادری

فقیر ہمایہ اعظم مولانا ابویوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع میانکوٹ میں پیدا ہوئے والد ماجد کا نام مولانا عبدالرحمن تھا۔ جو نہایت متبر عالم اور متقی بزرگ تھے۔ درس نظامی کی تکمیل والد بزرگ دار سے کی۔

آپ مولانا احمد رضا خان بریلوی سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت یافتہ تھے۔ اور آپ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے تھے۔ آپ کو فقیہ اعظم کہا جاتا ہے۔ مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں آپ کے ہی فرزند ہیں۔ کثرت سے لاہور آتے جاتے تھے۔

امریکے سے آپ نے "الفتیہ" کے نام سے ایک ہفتہ وار رسالہ جاری کیا تھا۔ وعظائے دانشین موزنا تھا۔ اردو، فارسی، اور عربی میں بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ تدریس گوئی میں کمال حاصل تھا۔

صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی اور صدر الانفاضل مولانا محمد نعیم الدین مرو آبادی

آپ کے علمی

تصانیف و آپ کی تصانیف بہت سی ہیں۔ چند ایک کے یہ نام ہیں۔

- ۱۔ اربعین شہدائے
- ۲۔ اخلاق الصالحین
- ۳۔ اربعین شہدائے
- ۴۔ صغی نماز مدلل
- ۵۔ کتاب الزاویج

وفات علی گڑھ میں ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں پائی۔ یونیورسٹی کے قبرستان میں شیردانوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ حبیب الرحمن شیردانی نے قطعہ مہدیج وفات لکھا۔

حضرت پیر محمد اعظم میروانی قادری نوشاہیؒ

مولانا کے والد کا نام مولوی محمد باری تھا۔ جو نقشبندیہ سلسلہ میں پیر خان عالم باولی شریف والا کے خلیفہ تھے۔ ولادت ۱۸۶۱ء کے لگ بھگ ہے۔

مولانا محمد اعظم کی بیعت قادریہ نوشاہیہ برقعہ ازبہ سلسلہ میں سید پیر فقیر اللہ شاہ بدوٹہ والی سے تھی۔ کلاں ولایت حاصل کے خلافت پائی۔ کثیر التعداد لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ آپ کے نام پر لاہور میں اعظمیہ سٹریٹ مدرسہ عثمان گنج۔ بیروٹی میں فیروز آباد مدرسہ دارالعلوم ہے۔ بے شمار وفد لاہور میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

تصفیات:

- ۱۔ بے مثل بشر
- ۲۔ یار مومن
- ۳۔ اسم اعظم
- ۴۔ عنایت الغایہ
- ۵۔ مصباح نورانی
- ۶۔ جامع الامسلام
- ۷۔ تحفۃ الصالحین
- ۸۔ نذر مولیٰ
- ۹۔ عقیدہ یوسفیہ شرح قصیدہ غوثیہ
- ۱۰۔ ہدایت المریدین
- ۱۱۔ تحفۃ اخوان الصفا
- ۱۲۔ موانع شرعی سید فقیر اللہ شاہ
- ۱۳۔ قصیدہ امام اعظم در شان رحمۃ اللہ علیہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح

خلفاء:

- ۱۔ مولوی اقبال حسین فرزند انجناب
- ۲۔ حاجی مولوی حکیم محمد کرم
- ۳۔ مولوی حاجی حسین بخش
- ۴۔ صوفی فتح الدین خطیب مسجد غوثیہ بدوٹہ

تیس سال کی عمر پاکر ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔ مولانا نور الحسن امام مسجد لاہور الحکیم سید ملکیت نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ مراد کوٹلی لودال ضلع سیالکوٹ میں ہے۔

حضرت سید سلیمان اشرف قادریؒ

مسلک میر داد نقیب بہار شریف ضلع پٹنہ کے باشندے ہیں۔ وہاں ولادت ہوئی۔ اور وہاں ہی قادری اور عرفی کی ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ حنفیہ جون پور آ گئے۔

آپ علی حضرت فاضل بریلوی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ اور آپ کے ہی ارشاد کے مطابق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے منسلک ہوئے۔ آپ رشد و ہدایت کے پیکر۔ صداقت اور ریاضت کے مجسم تھے۔ سیاسی بصیرت میں فنانی تھے۔ آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ لاہور تشریف لاتے تھے۔

نہایت قادر الکلام مقرر تھے۔ کلمہ حق کہنے میں کسی کا رد رعایت نہیں کرتے تھے۔ مشہور مصروف پرومیر براؤن آپ کی علمی قابلیت کا معترف تھا۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اپنی تالیف ”گلے ہائے گلاں مایہ“ میں آپ کی شخصیت کا مرقع نہایت حقیقت اور گہرا سے مرتب کیا ہے۔

علی حضرت فاضل بریلوی کے مصال پر آپ مولانا محمد رضا خاں۔ مولانا حسین رضا خاں سید محمود جان۔ سید ممتاز علی کے تلامذہ سے عمل کے لئے پانی دینے میں مصروف رہے۔

وفات آپ کی وفات ۲۲ شوال ۱۳۳۷ھ مطابق ۲ جون ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ جیسا کہ سید شرافت نوشاہی نے اپنی کتاب شریف النوار پاک کی تیسری جلد کے سالوی حصہ موسوم بہ مناسج الآثار میں لکھا ہے۔
مزار اقدس موضع میردوال ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے۔ مزید حالت کے لئے رسالہ ہدایت المریدین صنف مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی لاہور ۱۳۹۱ھ ملاحظہ کریں۔

حضرت مفتی غلام جان ہزاروی قادری

آپ کے والد ماجد کا نام نامی مولانا احمد علی اور دادا کا نام مولانا محمد علی تھا۔ ۱۲۹۶ھ میں بمقام اڈگر تحصیل مانسہرہ ضلع جڑواں پیدا ہوئے۔ سید نسب ۲۲ واسطوں سے حضرت علی الحسین پناچاہے، قرآن پاک اور ابتدائی درسیات کی کتب اپنے والد سے پڑھیں۔ پھر وہی اور سہارن پور کی درسگاہوں میں چلے گئے۔ اور ہندوستان کی اور بھی کئی درسگاہوں سے علم حاصل کیا۔ پھر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں کا شہرہ شکن کربلی شریف پٹنہ، ۱۳۱۷ھ میں امام اہل سنت نے آپ کی دستار بندی کی۔ اور مدرسہ کی طرف سے مندر فضیلت عطا ہوئی۔ بریلی شریف سے حضرت خواجہ محمود تونسوی سہادہ نشین حضرت خواجہ سلیمان تونسوی قدس سرہ کی دعوت پر مدرسہ سلیمانہ تونسوی شریف چلے گئے۔ یہاں سے مکہ شریف چلے گئے۔ پھر لاہور شریف لے آئے اور دارالعلوم نعمانیہ کے مدرسہ مدرس اور مفتی مقرر ہوئے۔
آپ کی بہت سی تالیفات ہیں۔

مولانا محمد اعظم میردوال واسطہ آپ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے جڑواں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پایادہ ماضی دی۔ مدینہ منورہ میں قضائے حاجت کے لئے شہر سے باہر جاتے۔ جب گنبد خضریٰ نظر دل سے چھپ جاتا تو قضائے حاجت کرتے۔

۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں وفات پائی۔ اور غازی علم دین شہید کے مزار کی جنوبی جانب قربان مینا میں دفن کئے گئے۔ جنازہ کی نماز علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری نے پڑھائی۔
مولانا منظر انبال مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری

ابتدائی حالات و بیعت

وفات آپ کی کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہوئی۔ حضرت خواجہ گیسو دلاز بندہ نواز کی اولاد سے تھے۔ باپ کا نام حاجی گل محمد تھا۔ پیدائش ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ آپ نسل سے چٹھان تھے۔ آپ کے والد گرامی نے چار حج کئے تھے۔ اور اچھی خاصی عربی فارسی جانتے تھے۔

درو و لاہور آپ نے اسلامیہ کالج بریل سے رٹو۔ لاہور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۷ء میں ہندو شریف چلے گئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے صبر کیا کہ سلطان العالیہین حضرت سلطان باہوئی قادری کی کم و بیش یک صد کتب کی اشاعت لازم ہے چنانچہ آپ نے مکتبہ مطافی کے زیر انتظام حضرت سلطان باہوئی قادری کی کتب کی ترتیب و تدوین کی چنانچہ ایک سو بیس سے چالیس کے قریب کتب ایڈٹ کر دی گئیں۔ جن میں سے صرف چند کتب ہی زیور طبع سے آراستہ ہو سکیں۔ لاہور حب آت کو مولوی تاج دین قادری غلیب و امام مسجد کتبہ قصاب والی گات گراؤ گویا شاہو سے ضرورت ملے۔ بیعت آپ نے حضرت سلطان باہو کے سجادہ نشین مولانا حضرت صالح محمد قادری سے کی۔

اولاد آپ کے صاحبزادے کا نام فقیر عبد الحمید کامل سروری قادری ہے۔ دوسرے صاحبزادے فقیر عبد الرشید خاں سروری قادری ہیں۔ جن کی رہائش کلاچی میں ہے۔

تصانیف آپ کی تصانیف میں سے

۱۔ عرفان حصہ اول۔ ۲۔ عرفان حصہ دوم (انگریزی)

۳۔ حکم نامہ۔ اردو ترجمہ ذوالہدیٰ قادیان صنف حضرت سلطان العالیہین۔

۴۔ مخزن الاسرار۔ بہت معروف ہیں۔ سلطان الادراد بھی آپ نے ہی تصنیف فرمائی ہے۔

وفات وفات آپ کی ۱۸۰۱۷ء اکتوبر ۱۹۹۳ء میں ہوئی۔ اور کلاچی شریف میں دفن ہوئے۔
جو ڈیرہ اسماعیل خاں سے ۲۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ وفات لاہور میں ہوئی مگر بعد ازاں لاش کلاچی لے جا کر دفن کی گئی۔ جہاں آپ کا مقبرہ بنا۔

گرمی کا نام چوہدری میراں بخش تھا۔

دروہ لاہور، میٹرک پاس کرنے کے بعد آپ مزید تعلیم کے لئے لاہور تشریف لے آئے۔ مگر کالج کی تعلیم چھوڑ کر بریلی میں حجۃ الاسلام حامد رضا خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے مولانا امجد علی مصنف جہاد شریعت کے ساتھ اخیر میں سات سال تک مقیم رہے۔ اور پھر دوبارہ بریلی تشریف لے آئے اور پندرہ سال تک متواتر آپ بریلی میں تدریس و خطابت کی خدمات سر انجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور ہوتے ہوئے لائل پور پہنچے اور اس جگہ کو اپنا مستقل مستقر بنالیا۔ اور لائل پور کو بریلی شریعت بنادیا۔ قادری سلسلے میں بیعت آپ نے شاہ حامد رضا کے کی تھی جن دنوں آپ لاہور میں ایف اے کی تیاری کر رہے تھے تو انہیں دنوں مرکزی انجمن حزب الاحناف کے زیر اہتمام ایک بڑے تاریخی جلسہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے بڑے صاحبزادے شاہ حامد رضا خاں نے بھی شرکت کی تھی۔ تو جلسہ کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے بریلی جانے کی درخواست کی۔ جو قبول کر لی گئی اور اپنے ساتھ بریلی ان کو لے گئے۔ قیام بریلی میں آپ حامد رضویہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے بلند پایہ منصب پر تعینات رہے۔ قیام بریلی میں آپ ایک دفعہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں کے ساتھ حج کے لئے بھی گئے۔ حضرت حجۃ الاسلام کے وصال پر آپ نے سی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لائل پور آپ ۱۹۴۵ء میں گئے تھے۔ سلسلہ پشتیں میں آپ مولانا سراج الحق گورداسپور سے بیعت شدہ تھے۔

اخلاق و عالمیہ: آپ بہت سے علوم و فنون کے جامع تھے۔ ساتھ ہی اسلامی اخلاق و عادات کی دل نشین جاذبیت ہر حرکت میں ظہری طور پر اُجاگر تھی۔ آپ کو علم فقہ، تفسیر ادب اور منطق میں غایت و درجہ کی یاقوت و قابلیت تھی۔ خاص طور پر علم حدیث میں وہ کمال حاصل تھا کہ اپنے خدا داد علم و فضل کی وجہ سے آپ محدثہ پاکستان کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ آپ اہل سنت والجماعت کی ایک ممتاز اور منفرد شخصیت تھے۔

وفات: وفات آپ کی ۱۹۶۶ء میں کراچی میں ہوئی۔ وہاں سے لاش لائل پور لائی گئی۔ تقریباً ۳ لاکھ مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ اور اپنی مسجد و درگاہ کے قریب دفن ہوئے۔ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری امجدی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

حضرت پیر عبدالرحمان قادریؒ

آپ حضرت پیر حافظ محمد عبداللہ بھرچندی شریف کے صاحبزادے تھے۔ ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو غامری علوم و فنون کی تکمیل کے بعد بالٹی علم کی غیبت نال ہوئے۔ اور سب آپ کے والد ماجد انتقال کر گئے تو آپ درگاہ بھرچندی شریف کے سجادہ نشین بنے۔

شایستگی سادہ زندگی گزارتے تھے۔ ماہ و جلال سے محنت متفرق تھے۔ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ زندگی بھر میں شاید ہی کوئی نماز اکیلے ادا کی ہو۔ بیماری کی حالت میں جب کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ ہوتی۔ چار پائی پر پائے آپکو اٹھا کر جماعت میں شرکت فرماتے۔ علامہ و مشائخ کی بیعت عزت کرتے۔ اذان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے نام اقدس پراگھٹے چونکا ادب اور محبت کا قرین سمجھتے تھے اور اسے عشق رسول کی علامت قرار دیتے۔ قیام اور تعمیر پاکستان میں آپ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۹۲۵ء میں جب بنارس میں صدر الافاضل مولانا نسیم الدین مراد آبادی اور سید محمد شاہ محدث کچھوچھو کے ایما پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا تو اس میں آپ بھی شامل ہوئے۔ سیدہ ہیں جب مسجد منزل گاہ سکھ کا مسئلہ آیا تو آپ نے اس میں اپنی کامل شمولیت فرمائی اور کسب قیاد میں ڈال دیئے گئے۔ لاہور میں اکثر آپ کا آغا ہوا ہے۔

وصال: برل لال پشت کے سرطان سے ۹ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں بھرچندی شریف میں ہوا۔ اور وہاں دفن ہوئے۔

آپ کے والد آپ کے صاحبزادے پیر عبدالرحیم سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادریؒ لائپوری

خاندانی حالات

آپ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن ولایت میں ہی حاصل کی۔ اس کے ان آپ نے اسلامیہ مانی سکول پٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ والد

مقبرہ و مسجد آپ نے مسجد اور جامع رضویہ قائم کئے جو کہ آپ کا ایک تدریسی کارنامہ ہے۔
ابتداء یہ مسجد اور درگاہ گول ہانگ جھنگ بازار میں قائم کی مگر بعد ازاں یہی پھیر والی مسجد ایک نہایت
رفیع الشان اور پُر شکوہ مسجد کی شکل میں تبدیل ہو گئی جس پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں اس
کے ساتھ ہی آپ نے ایک مندری ہسپتال ہی جاری کر دیا تھا۔

حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری بہاریؒ

ولادت ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ء بمقام منچر ضلع عظیم آباد پٹنہ ہے۔ آپ علیہ حضرت
محمد رضا خاں بریلوی کے تلمیذ خاص اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں آپ نے علیہ حضرت
سے ہی بیعت کی تھی۔ جو کہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء کا واقعہ ہے۔
شجرہ نسب اس طرح ہے۔

ملک محمد ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبدالرشق بن ملک کرامت علی بن ملک احمد علی بن
ملک غلام قادر بن ملک جواریت بن ملک حمید بن ملک رضا بن ملک محمد علی بن ملک فتح اللہ بن ملک
غلام نبی بن ملک محمد معصوم بن ملک سید الدین عرف ملک سدن بن ملک احمد اللہ بن ملک تانکر بن
ملک بہاؤ الدین بن ملک محمد اسماعیل بن ملک اللہ داد بن ملک غلام محی الدین عرف ملک گدن بن ملک
خطاب الملک بن ملک علاء الملک بن ملک داؤد پسر اکبر بن حضرت سید ابراہیم ملک باغازی عرف
ملک بیڑ شہید بن حضرت سید ابوبکر اعزازی بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد نازوق بن سید
ابو منصور عبدالکلام بن سید عبدالوہاب بن حضرت غوث الاعظمؒ۔

پٹنہ یونیورسٹی میں حدیث کے صدر رہے۔ لاہور تشریف فرما ہوتے تھے۔

بڑی کتابیں تصنیف فرمائیں اور مسلک حنفی کے مطابق وغیرہ احادیث فرما کر اُسے "الغنیۃ النوری"
سے موسوم کیا۔ اس کی چند جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کی ایک اہم تالیف میات علیہ حضرت
(مظہر المناقب ۱۲۹۳ھ) کی جلد اول بھی مطبوعہ ہے۔ آپ نے علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر کی تفسیر
۱۲۹۳ھ کی کتاب "الترغیب المستان" (سیرت امام اعظم ابوحنیفہ) کا اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے
حصہ اول پاکستان میں نمایاں حشر کیا۔ بنارس کی اولیٰ اللہ یاسینی کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۵۸ء

میں سرگرم کارکن کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ (علیہ حضرت نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا۔

میرے ظفر کو اپنی طرف سے

اس سے شکستیں کھاتے ہیں

انتقال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں فرمایا۔ آپ کے اکلوتے فرزند جناب مختار الدین احمد انور
مسٹر یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ اردو ہیں۔

مولانا شاہ سید محمد کچھوچھوی قادریؒ

آپ ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام نامی مولانا حکیم نذر اشرف
تھا جاس ضلع رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت یہاں ہی حاصل کی۔ درس نظامی
مولانا محمد عبدالباری سے پڑھی۔

بیعت مولانا شاہ احمد اشرف سے تھی۔

لاہور تشریف لائے تھے۔

اپنے عہد کے وجیدان علم شمس الافاضل۔ قدوة العلماء۔ محدث اعظم تھے۔

چادہار حق حریں الشریفین سے مشرت ہوئے۔

پانچ ہزار غیر مسلم آپ کے ماضوں مسلمان ہوئے۔ لاکھوں افراد نے آپ سے بیعت کی۔

بے شمار کتب تصنیف کیں۔ آپ نے کلام پاک کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ آل اللہ یاسینی کانفرنس

منعقدہ بنارس کے صدر عمومی تھے۔

۱۲۸۲ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں بمقام کنٹرول وراثت پانی۔ تجزیہ و تحقیق کچھوچھو شریف میں ہوئی۔

حضرت شاہ ولایت مخدوم علی احمد شاہ قادری و الجیلانیؒ

آپ خاندان قادریہ کے درمختہ ستارے تھے۔ سلسلہ نسب کے اعتبار سے حسنی اور مسک کے
علاقے قادری ہیں۔ جہاں ولایت کینٹل شریف ضلع کنال ہے۔ والد ماجد کا نام تاج السائکین مخدوم
سید عبدالسل شاہ تھا۔ جو اپنے وقت کے عارف کامل اور صاحب دل بزرگ تھے۔ انہی سے آپ کو خلافت

حاصل ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ الافاق حضرت شاہ کمال قادری بغدادی ثم بھٹلی سے ہوتا ہوا
ہائیسویں پشت میں حضرت غوث الثقلین مہدی بن عبد القادر جیلانی سے مل جاتا ہے۔
کہا جاتا ہے آپ کا رزاق ولی اللہ تھے۔ آپ کی پیشانی پر سادت کے کثیر آثار اور کرامت کے
جذیبہ انوار نظر آتے تھے۔ کم سن میں غفار عابد و زاہد اور متقی تھے شب و روز یاد الہی اور عوامی
بھلائی میں بسر فرماتے آپ فرمایا کرتے تھے میں کوئی غلام و کامیابی نہیں۔ اچھا تعلیم
میں اخلاق کی درستی اور پاکیزگی پر سب سے زیادہ زور دیتے اور اصلاح احوال پر زیادہ توجہ رکھتے
نصیحت کرنے کا انداز بڑا سادہ اور بڑا دل نشین تھا۔ آپ کی مصاحب احادیث اور بزرگان کے اقوال
سے اس قدر موثر ہو گئے کہ سلفہ والا فضاخر ہونے بغیر نہ رہتا۔ طبیعت میں برداشت اور علم بہت
زیادہ تھا۔ کہیں آپ کے چہرے پر اندام کی کمزوری نہیں دیکھے گئے۔ زندگی کے ہر گوشے میں بہت نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمایاں جھلک تھی۔ آپ نے اپنے فیضانِ نظر سے ہر دل میں عشقِ مصطفیٰ
کو پھول بکھیر دیا۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست

بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

قرب و جوار کی ریامتوں اور درگاہوں کے رئیس اور سجادہ نشین آپ کی بارگاہ میں حاضر
اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے اور ان کا یہ معمول تھا کہ گدھی پر بیٹھے وقت آپ ہی کے ہاتھ سے
پگھڑی بندھواتے اور دعا کرتے تھے۔ جسے شمار غلوئی آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئی آپ
لوگوں کے اخلاق کو سنوارتے اور دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کرتے۔ تمام زلیست شرم و غیر مسلم کے
دلوں سے غفلتوں اور تباہیوں کے پر وے نہ بٹاتے رہے آپ نے غلامِ انیس کو وہ امرارتانے جو قلوب
روح کے لئے تسکین بخش ہیں۔ غرباد کی غم خواری اور دستگیری مساکین کی اعانت۔ بیواؤں کی امداد اور
یتیموں کی دل دہی آپ کے مخصوص اوصاف تھے غرض کہ آپ کی سادگی، حق و صداقت پر قیام، فیاض و ایثار و
قربانی سے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیاں تھے۔

آپ کے جید امجد کبیر ملک العشاق حضرت شاہ کمال قادری کا شمار ان مشاہیر میں ہوتا ہے
جن کی ذاتِ دالہ معارف لے بزمِ صغیر ہندوستان و پاکستان میں کفر و الحاد کی تازیکیوں کو صداقت

و حقانیت کی روشنی سے متور کیا اور اپنی سیرت و کجی و کرامات سے اسلام کی عظمت و جلالت کو کفار
کے سامنے دوبارہ تانید کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سہروردیؒ نے اپنی تصانیف میں متعدد
مقامات پر آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ ”مبداء معاد“ میں ایک مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ
”ہم کو جب خاندانِ قادریہ کے مشائخ سلسلہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت
شاہ کمال قادریؒ جیسا علوئے مرتبت بزرگ نظر نہیں آتا۔ اس قول کی بلیغ معنویت اپنے اجمال و
ابہام میں ہی کسی مزید تفصیل و توضیح کی محتاج نہیں۔ یہ قول اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپ لفظی
و کمالاتِ علمیہ و علمیہ میں سرآمد روزگار تھے۔ اعلیٰ طریقت پر یہ حقیقت محض نہیں کہ حضرت شاہ کمال
قادریؒ سے مختلف سلاسل مثلاً خاندانِ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور قادریہ کے بزرگان فیوض
و برکات کی دولت سے مالا مال ہو کر منزلِ مقصود تک پہنچے ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور عظمت
روحانی کا اندازہ مختلف سلاسل کے اکابرین کے فرمودات سے بخوبی ہو جاتا ہے جس کا یہ مختصر مضمون
متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایک انگریز مشر سے ایم ملو جولاہور میں ذیائش کشری کے منصب پر
فارغ رہ چکے ہیں نے اپنی کتاب ”تاریخ ضلع کرنال“ میں آپ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت
پیش کیا ہے اور آپ کی اولاد کو عزت و شرافت کی عظیم نشان یادگار مانا ہے۔ آپ کے خاندان کے
افراد ہر زمانہ میں دین و دنیا دونوں اعتبار سے صاحبِ علم و عمل صوفیائے اکل اور صاحب
حشمت و دولت رہے ہیں اس سلسلہ کی موجودہ دور میں حضرت محمد موصوف ایک اہم کوی تھے۔
آپ فرمایا کرتے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کے سوا
باطنی ترقیوں کے تمام راستے بند ہیں۔ آپ کی مغل میں بلا طریق ہر مذہب و مشرب کے لوگ آتے
وسعت خیال و وسیع المشرب اور رواداری آپ کی سیرت کا جلی عنوان تھی کسی کی مذمت نہ کرتے
فرماتے مسلمان مختلف جماعتوں میں بٹ کر قوتِ اسلام کو ضائع اور کمزور کر رہے ہیں۔ باہمی وحدت
اور اخوت پر زور دیتے۔ تقسیمِ ہند سے قبل آپ نے عامۃ المسلمین سے اپیل کی کہ جملہ اختلافات
کو پس پشت ڈال کر وطن کی آندادی کی خاطر مسلم لیگ کو مضبوط بنائیں۔ جب تک مسلمانوں میں
رشتہ محبت مستحکم نہیں ہوگا بقائے دوام کی صورت پیدا نہیں ہوگی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کمالیہ
سکندریہ کے سجادہ نشین اور جمیع اہل سلسلہ کو بالخصوص اور مجملہ برادرانِ بخت کو بالعموم یہی بیت

کہتے رہے۔ آپ کے ارشادات اس دور کے مشہور نیک اخبار "نوائے وقت" میں شائع ہو جاتے تھے۔
تقریباً ہند کے بعد آپ کی قبل سے پاکستان تشریف لائے۔ کچھ عرصہ لاہور میں قبولہ ضلع ساہیوال اور
ملتان میں قیام فرمایا۔ آخر کار اہل شہر کٹر بدست اصرار پر ڈیرہ غازی خان میں مستقل طور پر قیام فرمایا
اس علاقہ میں آپ کی فیضی صائیاں اور لطف ارزائیاں عام تھیں۔ سیکڑوں مقلوب آپ کی نگاہ کرامت
آئار سے نور سے کون جگہ لگا آئے۔ ہزاروں پیاسے دل آپ کے جام وحدت سے سیراب ہوئے۔ جو سائل
یا طالب خاص نیت سے آپ کی بارگاہ میں آگیا۔ وہ قلبی کیفیتوں کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

آپ کے مریدین و معتقدین کی تعداد بے شمار ہے۔ بڑے بڑے ہندو پاکستان میں آپ کے
ماننے والے ہر جگہ موجود ہیں۔ شائقین و عابین کثرت کے ساتھ بلائے کی درخواستیں پیش کرتے تھے
آپ کا طریقہ خدا کے بہت کم باہر پایا کرتے لیکن جب مشائخ زيارت کے تقاضے مدد سے گزار جاتے تو
منظور میں فرمایا جیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا جب لاہور تشریف لاتے تو پہلے حضرت داتا گنج بخش عظیم
علیؒ کی بارگاہ پر حاضری دیتے اور گھنٹوں مراقبہ رہتے۔ پھر سلطان الدارین حضرت میاں میر
قادر علیؒ کے روضہ پر جاتے اور حضرت ابوالمعالی قادریؒ کے دربار میں ہوتے ہوئے کئے جانے قیام پر
واپس آجاتے۔ یہ معمول طویل دوران قیام میں بھی جاری رہتا۔

آپ کا وصال ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعہ المبارک ڈیرہ غازی خان میں ہوا۔ اس وقت
آپ کی عمر تریسٹھ سال چند ماہ تھی۔ کسی مرید نے آپ کی تاریخ وصال راہبر راہ خدا علی احمدؒ سے
سنا لی ہے۔ گو حضرت اقدس قادری ظاہری آنکھوں سے مستور ہو گئے مگر ان کی روح مقدس آکا جی اسی
طرح فیض رسان عالم اور دیگر بے کسں ہے جس طرح ظاہری آنکھوں سے جسم ظاہری کی زیارت کی جا سکتی
ہے باطنی آنکھوں سے روح مقدس کی زیارت اہل دل کو ہوتی رہتی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی
وصال کے بعد بھی کلمات کا صدور ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے خوارق و کرامات زبان زد خلق ہیں بشہر
کے عوام آپ سے بڑی گہری حیدت رکھتے تھے۔ ہر مکتب فکر کے لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے
ہیں۔ آپ کے مزار مقدس پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ نئے شادی شدہ جوئے آپ کی درگاہ
پر حاضری دیتے ہیں اور اپنی ازدواجی زندگی کے نئے و نئے خیر کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲۔۲۳ دسمبر کو بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

دراز ہیر و نہایت سے لوگ جوق در جوق شریک ہو کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ عرس کے ایام میں
مزار پر برقی قہقروں کا منظر دیدنی ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا لور کی چادر تھی ہے جس میں شاہین
کے ہاتھ کی مدد لیں بہت آتی ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ والوں کی بھی عجیب شائیں ہیں۔

ہرگز نہیں سرد آنکھ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبوت امدت بر جہد عالم و دایم ما

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا الحاج محمد ابراہیم خاں قادریؒ

عرف عام میں جیلانی میاں کہلاتے تھے۔ آپ نیمبرہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تھے
آپ کے برادر عزیز مولانا حامد رضا خاں عرف نعمانی میاں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی سے شرف تلامذہ رکھتے
تھے۔ یہ دونوں غیر لگان حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ محمد عرف حامد رضا خاں قدس سرہ کے فرزند لگان
ہیں۔ آپ صاحب تصانیف و تدریس و تبلیغ تھے۔ کافی مدت تک دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف
میں شیخ الحدیث رہے۔ حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ لاہور تشریف فرما ہوئے تھے۔
اس زمانہ کے فرقہ امتداد خدی تحریک سے لے کر پرویتیت تک سب معاذوں پر نہایت سنگ
و عزم سے نبرد آزما رہے۔

تین سال تک مشہور اشاد پر ناز رہے۔

۱۳ صفر ۱۳۸۵ مطابق ۱۹۶۵ء میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی قدس سرہ

ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات

آپ سراج اومصلین شمس العالین۔ امام الادب۔ افضل الفضلاء۔ صاحب مراتب بلند
اور مدارج ارجندہ تھے۔

آپ کا نام غلام مصطفیٰ تخلص نوشاہی۔ لقب اعلیٰ حضرت تھا۔ آپ مقبول درگاہ الا حضرت مولانا
حمید حافظ محمد شاہ نوشاہی کے فرزند حق پسند اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

آپ کی پیدائش ستائیسویں جمادی الاول ۱۲۳۵ مطابق ۱۸۱۹ء میں مقام ساہن پال شریف ہوتی
ملوۃ تاریخ "بیاض رسول" ہے۔

آپ نے تعلیم ناموسی اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ علم ادب کی ناموسی درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر
مولانا محمد شریف احمد عثمانی نقشبندی مجددی دہلوی سے علم عرب، نحو اور منطق پڑھے۔ چند اسباق مولانا
تھانی مہدیان قادری پختہ آبادی سے پڑھے۔ فقہ، حدیث، تفسیر، تصوف میں آپ نے خاص مکر حاصل
کیا۔

آپ کی بسیت طریقت اپنے والد بزرگوار سے تھی۔ ولایت و اولاد فارغہ اعلیٰ کی اجازت
و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت سید کھن شاہ نوشاہی لاہوریؒ نے وفات کے بعد مثالی صورت
میں نمایاں ہو کر آپ کو کلاہ تبرک عنایت فرمایا۔ آپ کو خواب میں حضرت فاضل گنج بخشؒ نے بیعت کیا
اور ذکر کلمہ طیبہ بطریق فیضی اثبات، جہر تلقین فرمایا اور دوسری مرتبہ خواب میں السلام علیک فرمایا۔

آپ کو خواب میں اور بیداری میں اکثر مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا
شرف حاصل ہوا۔ دیگر انبیائے کرام اور صحابہ کرام اور اولیائے ذوالجلال کی اکثر زیارتیں آپ کو
ہوتی رہتی تھیں۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت اکثر فرماتے تھے تیسرے روز ختم کیا کرتے اور انبیاء
کے ارواح کو ایصال ثواب کر دیا کرتے کلمہ طیبہ اور درود شریف کئی جہز مرتبہ آپ کا روزانہ درود تھا
آپ کو عالم مشاہدہ میں محمد عبدالرحمن، فیاض الناس اور ابن لہدالہ وغیرہ خطاب ملے تھے ایک مرتبہ آپ
کو خواب میں ایک جہنمی نور کا دیدار ہوا جس کا نام خشیۃ الرحمن تھا۔

آپ گاہ بگاہ لاہور قشربٹ لے جایا کرتے۔ آپ کی چھوٹی صاحبہ لاہور موچی دروازہ میں رہتی
تھیں۔ ان کے ہاں مقام رکے۔ درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ اور درگاہ شاہ محمد غوث۔ درگاہ میا میر
قلندری۔ درگاہ شاہ ابوالعالی قادری۔ درگاہ سید میر میران گیلانی قادری کی زیارتوں سے مشرف ہوا کرتے۔
آپ کے حالات کتاب شریف التواریخ کی دوسری جلد موسم بہ طہات النواشیہ کے پہلے طبقہ
میں سے لئے گئے ہیں جو آپ کے بیٹے سید شرافت نوشاہی کی تصنیف ہے۔

آپ کی تصانیف بہت ہیں جو مفید عام و خاص ہیں۔

۱۔ فیض محمد شاہی۔ دس جلدوں میں ہے۔ بے شمار علمی مضامین کا ذخیرہ ہے۔

۲۔ مکتوبات نوشاہی۔ سینکڑوں مکاتیب ہیں۔

۳۔ رقعات نوشاہی۔ سینکڑوں رقعات ہیں۔

۴۔ پنج گنج نوشاہی۔

۵۔ دیوان نوشاہی۔

۶۔ غزلیات نوشاہی۔

۷۔ تفسیر نوشاہی۔

۸۔ رسالہ طاعون۔

۹۔ رسالہ رفع سبابہ۔

۱۰۔ رسالہ انوار۔

۱۱۔ ترجمہ بوستان سعدی۔

۱۲۔ ترجمہ گلستان سعدی۔

۱۳۔ ترجمہ محمود نامہ۔

۱۴۔ ترجمہ نام حق۔

۱۵۔ ترجمہ شیخ عطار۔

۱۶۔ ترجمہ کریم۔ وغیرہ۔

آپ کے دو بیٹے ہوئے۔

۱۔ سید ابوالظفر شریف احمد شرافت نوشاہی مولد ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء۔ اس وقت
۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں زندہ موجود ہیں۔

۲۔ سید ابوالرضا بشیر احمد بشارت مولد ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء متوفی ۸ صفر ۱۴۰۸ھ
مطابق ۱۹۹۱ء۔

آپ کے خواص مریدین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سائیں محمد بخش ذخیرہ متوفی ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۳ء۔

۲۔ سائیں محمد عبدالعزیز گاکھروی متوفی ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۲۰ء۔

۱۔ میاں کرم الدین کشمیری مرحوم پند و پرور۔

۲۔ میاں علی احمد غلیظہ نور پوری سلمہ اللہ۔

۱۔ علیہ حضرت سید غلام مصطفیٰ لوشاہی کی وفات ہجرت سال ۱۲۸۳ھ شوال ۱۳۰۲ء مطابق ۲۱ فروری ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ مزار شریف اپنی عویلی کے صحن میں بتقام ساہی پال شریف ضلع جرات موجود ہے۔

حضرت ذاکر حسین شاہ قادری گیلانیؒ

۳۵ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؑ اور ۲۱ واسطوں سے حضرت غوث الاعظمؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ گیارہ اپریل ۱۳۳۷ھ میں اپنے شوالیہ بیٹا میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بیٹا میں پائی۔ ۱۳۵۷ھ میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا والد میڈیکل کالج لاہور اور ڈسٹری کالج لاہور میں داخلہ لینے کی کوشش کی مگر داخلہ ملنے پر آپ نے محکمہ انہار میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور یہی سلسلہ ملازمت آپ کو شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں اپنے خواہر زادہ محمد حسین شاہ گیلانی کے پاس لے آیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور تلاش مرشد کے لئے نکل گئے ہوئے۔ بے شمار حکم گئے۔ اور بالآخر موضع چھا پالوئی میں شاہ محمد مقصود حسن قادری سے بیعت کر لی۔ مرشد کی خدمت میں آپ نے بارہ سال سے زائد عرصہ گزارا۔

آپ ظاہری و باطنی علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ تصوف و سلوک کی منادی طے کرنے کے لئے آپ نے حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ، حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوریؒ، حضرت شاہ جلال نقاشی سرچی، شیخ عبدالقدوس گنگوچیؒ، حضرت سید علاؤ الدین علی احمد صابریؒ، حضرت باوا فرید پاکپتنیؒ، حضرت خواجہ تھلپ الدین بنیر کاکائیؒ، خواجہ معین الدین بشتیؒ کے مزارات پر ماضی دی۔ اور کسب فیض کیا۔

۹ اگست ۱۹۹۹ء میں آپ دو ماہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔

مزار اقدس شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہے۔

حضرت سلطان حبیب قادریؒ

آپ حضرت سلطان العارین سلطان باجوہ قادری کے آٹھویں گدڑی نشین اور سہادۂ نشین تھے۔

کئی مرتبہ لاہور شریف لائے۔ نہایت بااخلاق اور باسوق انسان تھے۔ طریقت کے علاوہ شریعت کے بھی جامع تھے۔

۱۹۹۹ء میں وصال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان درگاہ حضرت سلطان باجوہ قادری میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ

آپ ۱۳۵۷ء میں یوپی کے مشہور شہر بدایوں کے ایک علی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں مولانا شاہ نقشبندی رسول بدایونی قادری جیسے اہل علم پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام حکیم محمد عبدالمقیم قادری تھا۔ آپ کی والدہ سیدہ، الدین دہلوی کی صاحبزادی تھی۔

آپ اہل سنت و الجماعت کے ممتاز اکابر میں سے تھے۔ جنہوں نے تحریک خلافت تحریک پاکستان تحریک شہری تحریک ختم نبوت۔ عالم اسلامی کے اتحاد اور مسئلہ کشمیر کو عالم اسلام سے روشناس کرانے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تحریک خلافت میں آپ نے مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور نواب محمد اسماعیل خاں کے ساتھ کام کیا۔ کئی نو میں منظرہ اجلاس میں آپ کے علاوہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا ولایت حسین آبادی، اور علامہ فرنگی مصلح علی شافعی تھے۔ نصف کتاب بنانے آپ کی بہت سی تقاریر سنیں ہیں۔ آپ کی اولاد میں ترقی نما اور تقریر خصوص الفاظ میں جہوم جہوم کرتے تھے۔ اور سادے مجمع پر چھا جاتے تھے۔ ۱۳۵۷ء میں قائد ملت یاقوت علی خاں کے زما پر سید آباد دکن گئے۔ اور نواب میر عثمان علی خاں تاجدار دکن سے ملے اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کی ۱۳۵۷ء میں آپ نے مکہ منکر پہنچ کر مسلمانان عالم کو تحریک پاکستان سے آگاہ کیا۔ تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے۔ اور احسانات قادری لاہوری کی وفات کے بعد آپ جمیعت العلماء پاکستان کے صدر بنے تحریک آزادی کشمیر میں آپ نے نمایاں کردار

اداکر کیا۔ آپ نبی پر محبت اور شہد بیان مقرر تھے۔ سورۃ تشریف لائے تھے۔

آپ پختہ صوفی مشرب مسلمان تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ پاک سے گہرا تعلق تھا۔ ائمہ اہل ہار اور اولیائے کرام سے بے پناہ عقیدت تھی، انہوں نے پوری زندگی میں ۴۴ مرتبہ حج ادا کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عاشقی وی۔

آپ کی کئی ایک تصانیف موجود ہیں، جن میں

۱۔ اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم۔

۲۔ اسلام کا نظامی نظام۔

۳۔ تصبیح التقداد۔

۴۔ عبادات اسلامی۔

۵۔ کتاب وصفت غیروں کی نظر میں۔

۶۔ تاثیرات روس۔

۷۔ دورۂ آزاد کشمیر۔

۸۔ حرمت سود۔

۹۔ غامی قوانین۔

۱۰۔ ابواب المشکورۃ: مسئلہ القبور بہت مشہور ہیں۔

وفات ۱۲۔ جلالی سن ۱۳۳۵ء میں گواچی میں پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے۔ وفات مانج کے محلہ سے ہوئی۔

حضرت سید مغفور القادریؒ

ولادت ۱۳۳۵ء مطابق سن ۱۳۳۵ء میں گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں میں ہوئی۔ آپ کا خاندان حضرت لال شہباز قلندرؒ سے متعلق ہے۔ والد ماجد کا نام سید سرور محمد القادری ہے جو علاقہ بہاول پور اور سندھ کے مشہور بزرگ طریقت تھے۔ انہوں نے سات حج پایادہ کئے۔ سرکار اعظم کے حکم سے تین برس مدینہ منورہ میں رہے۔ جہاں آپ کو شیخ احمد ہندی کا لقب حاصل ہوا

حضرت مغفور القادری نے دوبار مہر چوہدری شریف میں مولانا عبدالحکیم بنہاروی سے اکتساب علم کیا۔ پھر قطب الوقت شیخ محمد عبداللہ ساکن مہر چوہدری شریف ضلع سکس سندھ سے بیعت کی اور خلافت حضرت پیر عبدالرحمان مہر چوہدری شریف سے حاصل کی۔

سندھ اور بہاول پور کے بے شمار مقامات پر مساجد اور مدارس قائم کئے۔ آپ کی دینی اور مذہبی بے شمار خدمات ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں ۱۳۴۱ء میں آپ نے شرکت کی تھی۔ سحر جان خطیب ہونے کے علاوہ نہایت فاضل بزرگ تھے۔ آپ کئی مرتبہ لاہور تشریف لائے تھے۔

تصانیف: عبدالرحمن (تذکرہ مشائخ مہر چوہدری شریف) کے علاوہ کلام مغفور (غیر مطبوعہ) اور الرسول (غیر مطبوعہ) بھی ہیں۔

۱۳۹۱ء مطابق سن ۱۳۹۱ء میں وفات پائی حکیم محمد مولی امرتسری نے آپ کی یاد میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام "ذکر مغفور" ہے۔ وصال کے بعد سید محمد فاروق القادری سہاؤ الدین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں۔ بہاول پور بنے۔

حضرت حاجی حسین بخش قادری نوشاہیؒ

قصبہ میرپور نو ٹرو ریوے سیش مہبت سو جا (نامہ وال لائن) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گاول سے ہی حاصل کی۔ پھر حضرت مولانا محمد اعظم میر والی قادری نوشاہی سے اس سندھ میں بیت فرما کر ان کے تلمیذ مہار بنے۔ ساری عمر تبلیغ و ارشاد میں بسر کی۔ ولادت سن ۱۳۳۵ء میں ہوئی۔

حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے نیز ممالک اسلامیہ کے اکثر شہروں کی زیارت بھی کی۔

اولاد میں مولانا محمد لطیف آثار حال مقیم لاہور اور حاجی محمد شریف ہیں۔

وفات ۱۳۹۲ء میں اپنے آبائی قصبہ میں پائی اور وہیں مسجد کے پاس مدفون ہوئے۔

حضرت پیر عبد الرحیم قادریؒ

آپ کی ولادت مسلمانہ مطابق سال ۱۱۹۱ھ میں بھرچوئندی شریف سندھ میں ہوئی۔ والد کا نام پیر عبد الرحمن تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی۔ پندرہ سال سے عفا اور پندرہ سالہ پڑھے۔ پھر مولانا عبد الکریم سے تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے آٹھ بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا نام شیخ ثانی رحمہ اللہ آپ کے دادا نے رکھا تھا۔

مسجد منزل گاہ سکھر کے معاملے میں جس جرأت اور شہادت کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ لاہور کثرت سے تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بار حضرت داتا گنج بخش لاہور پر حاضری دیا کرتے تھے۔

۲۱ ستمبر ۱۱۹۱ھ میں آپ کو دشمنوں نے گول مار کر شہید کر دیا۔ یہ معجز کا دن تھا۔ آپ شام کے وقت ڈیر کی شہر میں کھڑے تھے کہ دشمن مسلح ہو کر آئے۔ اور آتے ہی گولیوں کی بارش کر دی اور بعد ازاں آپ کو شہید کر کے آپ کی لاش بھی ساتھ لے گئے۔ ۸۰ گھنٹوں کے بعد لاش ملی تو آپ کو آبائی قبرستان میں حضرت حافظ محمد صدیق قادری کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزار ہا افراد نے شرکت کی۔

مزید حالات کے لئے "عباد الرحمن" تذکرہ مشائخ بھرچوئندی شریف مؤلف سید معقود القادری ملاحظہ کریں۔

حضرت حاجی حسین قادریؒ

آپ کی تاریخ ولادت کا پتہ نہیں چل سکا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ آپ بلخ سے سمرقند پاکستان میں تشریف لائے تھے۔ مگر "فرحت الانامین" مؤلفہ محمد اسلم بن محمد حفیظ انصاری پسروری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عراق عرب سے تشریف فرما ہوئے تھے۔ لاہور سے ہوتے ہوئے صوبہ لاہور کے ایک قدیم مردم نمبر قصبہ کلاں کے قریب وچوالہ کوٹ میاں صاحب اپنی امانت گزین ہوئے اور رشاد و ہدایت اور تلقین و اشاعت میں سرگرم عمل ہوئے۔ چنانچہ قیام کے بعد آپ پھر حرمین الشریفین کی زیارات و سیاحت کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کا پہلا ایسا مقام نجد اکبری میں تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ تمام ممالک اسلامیہ کی سیاحت کر کے ہوئے۔ شہر شہر میں ہر اسی جگہ آگئے اور ایک تکبیر (خانقاہ) بنا کر رہائش پذیر ہوئے۔ ازاں بعد آپ نے اپنے سلسلہ عالیہ کی تبلیغ اور فساد اشاعت میں زندگی بسر کر دی۔ منقبت فرحت الانامین نے آپ کے سوانح بعنوان "حاجی محمد حسین چڑھ پویش میاں" کے نام سے تحریر کے آپ مظلوم کائنات و خوارق تھے شاہجہان بادشاہ کی مرتبہ اس تکبیر میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ مگر چونکہ آپ بادشاہوں کی ملاقات سے اجتناب فرماتے تھے اس لئے آپ نے بادشاہ کی طرف کم التفات کی۔ گوشت قادری فقیر تھے۔ خاندان قاضیاں و فقہان و میل بعد آپ کے اور آپ کے خلفاء کے بے حد معتقد اور ارادت مند تھے۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر اپنی شاہزادی کے زمانہ میں آپ کی خدمت اقدس میں اسی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا۔ حضرت حاجی حسین قادریؒ نے شاہجہان کے مقابلے میں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف توجہ فرمائی۔

کسی زمانہ میں اس خانقاہ کے قریب اہل ہیم پور اور بہرام پور دو موضع جات تھے جو امتداد زمانہ سے مٹ چکے تھے۔ خانقاہ عالیہ کے شہادت و سیع و عربین دو اعلیٰ ہیں جن کی چادر لاری سورخت بلند می سے کم نہیں ہے۔ کھانور کو جاتے ہوئے وائیں ہاتھ کی چادر لاری میں قبور اور آدم و جامن کے رشتہ ہیں اور بائیں ہاتھ کی چادر لاری میں اراغی برائے کاشت۔ بارش۔

مسجد مہمان خانہ، کنواں، چار دیواری، صابو قبور، پیرانوار حضرت حاجی حسین ہیں۔ تمام سجادہ نشینان کی قبور پختہ اس جگہ ہیں۔ لگاؤں میں ایک نہایت عظیم الشان مسجد اور مراٹے کے علاوہ رہائشی مکان بھی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ان پر غیر مسلموں کا قبضہ ہے۔

ساری عمر پاک توکل اور فکرمیں گزار دی۔ ان کے سلسلہ عالیہ میں یہ امر مسلمہ تھا کہ جس شخص کو اپنے بعد خلیفہ بنانا مقصود ہو، انھیں چار دیواری کے زمانہ میں سنا پچکانہ کی امامت پر مقرر کر دیتے تھے۔ اور علوم دینی میں اس سے استفادہ کرتے تھے۔ نیز شادی نہیں کرتے تھے اور تہجد کی زندگی بسر کرتے تھے۔

اس نوراح میں حضرت قاضی شیعہ محی الدین قادری المتوفی ۱۲۳۶ھ - شیخ الاولیاء محمد قادری المتوفی ۱۲۹۵ھ - حضرت شاہ کمال قادری المتوفی ۱۳۴۹ھ اور حضرت خواجہ حسین قادری المتوفی ۱۳۹۶ھ کی ہی قبور ہیں۔ یہ بزرگان اس خانقاہ عالیہ کے انتہائی عقیدت مند تھے۔ وفات آپ کی ماہ شوال ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۲۶۲ھ میں کوٹ میاں صاحب نزد کلا نور میں ہوئی اور وہیں آپ کی خانقاہ پاک میں مرتفہ منورہ بنا۔ یہ شہ بنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔

آپ کے وصال کے بعد حاجی محمد عادل المتوفی ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۳۹۵ھ آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے۔ انہوں نے اپنے پیر و مرشد کے جاری کردہ فکر کو قائم رکھا۔ ایک نہایت شاندار حکیمہ، خانقاہ بنوایا، مسافروں کے قیام کے لئے مہمان خانہ اور عمارت کے لئے مسجد بنوائی۔ توکل میں آپ اپنے پیر و مرشد سے بھی بڑھ کر زندگی بسر کرتے تھے۔

وفات ۱۳۹۵ھ میں بہار اورنگ زیب عالمگیر ہوئی۔ اور حضرت حاجی حسین علیہ الرحمۃ کے پاس دفن ہوئے۔ شیخ الاولیاء علامہ محمد قادری کے آپ کے ساتھ خصوصی تعلقات تھے۔ بن کی وفات ۱۳۹۵ھ میں ہوئی تھی۔

حاجی محمد عادل کی وفات کے بعد حاجی شاہ نور الدین اس گدی کے جانشین ہوئے ان کو خلافت حاجی محمد عادل سے عطا ہوئی تھی ۱۳۹۹ھ میں جب کہ آپ حضرت شاہ مبارک کے مقبرہ پر حاضری کے لئے جا رہے تھے تو اس خانقاہ میں وارد ہوئے۔ اس زمانہ میں مسجد خانقاہ

ہی رہی تھی اور جو مرموز اور خادم مسجد بنارہے تھے وہ بغیر وطن کے ایسے اور کارسے کو ملنے نہ دیتے تھے۔ آپ نے بغیر وطن کے ہی اس کام کو شروع کر دیا جس سے خادم ناراض ہوتے بالآخر آپ کے مرشد حضرت حاجی عادل کی نظر کرم سے آپ ان کے مریدین کے زمرے میں شامل ہو گئے اور بالآخر سجادہ نشین مقرر ہو گئے۔

آپ نے چند بار حجاز کا سفر بھی کیا۔ شہر مملکت اسلامیہ کی سیر کی۔ آپ صاحب عرفان اور جامع اخلاق تھے۔ ہمیشہ متوکل رہتے تھے۔ خرقہ عبادت کے مالک اور کمالات کے مظہر تھے۔ اس کی ایک ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ وہ سب آٹا پکا کر سبزہ بانسوں کو کھانا اقدیم کر دیتے تھے مگر کمی نہ ہوتی تھی۔

وفات ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۳۹۹ھ میں بہار فرتخ ستر ہوئی۔ اور اپنے پیر و مرشد کے چار میں اس خانقاہ عالیہ میں دفن ہوئے۔

قیام پاکستان پر متوفی گدی ہذا تمام سجادہ نشینان کی فہرست اس طرح بتاتے تھے۔

۱۔ حضرت حاجی حسین

۲۔ محمد اعظم

۳۔ حاجی عبداللہ (مکن ہے حاجی محمد عادل بھی)

۴۔ حاجی عظمت اللہ

۵۔ میاں نور دین (حاجی شاہ نور الدین)

۶۔ میاں صاحب داؤد (حاجی سعد اللہ)

۷۔ میاں پیر شاہ

۸۔ میاں شہاب الدین

۹۔ میاں الہی بخش

۱۰۔ میاں عبدالکریم

حاجی شاہ نور الدین کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حاجی سعد اللہ ہوئے۔

مریدوں کو ارشاد و تبلیغ کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پابند شریعت میں حیدم اثنال تھے۔

محنت فرست انسانوں کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا تھا۔

صاحب خرق و عادات تھے سخاوت اشیاء اور مرزوں میں اپنی مثال آپ تھے۔
ان حضرات کی مہلوت و ریاضت کی جگہیں قیام پاکستان تک محفوظ تھیں مثلاً جھنگی پیراں
پیر طما اور تھ کوٹ میاں صاحب۔

وفات ۱۳۵۷ مطابق ۱۹۳۷ء بعد عالمگیر دوم میں ہوئی اور اپنے پیرو مشد کے
قریب خانقاہ میں مدفن ہوئے۔ اس خانقاہ پاک کا ایک متقدیم نمبر ۳۱ سال ۱۳۵۷ء بمس
جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیرہا سنگھ کے پاس لگا تھا۔ وقت جائیداد کی تفصیل اس
طرح تھی۔

| | | |
|--------------------|----|------|
| موضع کوٹ میاں صاحب | ۱۲ | ۵۰۵۰ |
| موضع خوش پورہ | ۲ | ۲۲۰ |
| ارلی بھن | ۴ | ۵۰ |

میرزاں ۱۸ - ۵۳۲۴

چوہدری شہنشاہ شاد جہان اور اورنگ زیب عالمگیر اس بحیثیت میں ان حضرات کی خدمت میں
حاضر ہوتے رہے ہیں اس لئے عین ممکن ہے کہ یہ وقت اراغی شاہان محمدیہ سے ہی عطا کی ہو۔

قبلہ عالم حضرت مخدوم سید علی شاہ گیلانیؒ

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے شریعت و طریقت کے جامع تھے بہت سے اکابر
مشائخ نے آپ سے استفادہ فرمایا ہے آپ سے فیض پانے والوں میں مولوی عبدالحق مفسر تفسیر عثمانی
بہت مشہور ہیں۔ معارف و حقائق میں آپ کا کلام خاص شہرت رکھتا ہے۔ بہت سی کرامات بھی آپ
سے منسوب کی جاتی ہیں آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ سید خاص فرماتے تھے۔ آپ کی تصانیف
میں رسالہ حفظ الایمان، دیوان غزلیات موسوم بہ قد نبات اور رسالہ طیبہ نبوی ہیں اور غیر مطبوعہ
آپ اکثر وعظ و تہذیب اور آپ نے حضرت وانا گنج بخش شیخ طاہر زندگی اور حضرت میرزا حسین علی
کے منظر پر حاضری دیجئے۔

لاہور میں قیام کے دوران سیکڑوں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کئے اور اہل
لاہور آپ کے مواعظ و نصائح سے بے حد مستفید ہوئے

نام خلفاء

- ۱۔ حضرت شیخ عبدالحق مفسر تفسیر عثمانیؒ
- ۲۔ حافظ عبدالحق مفسر تفسیر عثمانیؒ
- ۳۔ سید بہادر شاہ سیالکوٹیؒ
- ۴۔ میاں سید حسن واسطیؒ
- ۵۔ مولوی نور الدین بہاریؒ

نمونہ کلام

فصل گل آمد ولا دیوانہ می باید شدن
یکسر از خلق خدا بیگانه می باید شدن
ساقیا نزدیک آمد موسم حیاں بشکن
باز اکٹوں ہر سر پیماں می باید شدن
استخوان ہائے وجود خویش را کن حرف عشق
گہ ترا در زلف خوابان شانہ می باید شدن

سید ہرگز کن بر گفتہ و اعظا خیال
بے تامل مناسب میدانہی باید شدن

دیگر

نہ کہ باور صبا شدت سے زلف یار کے ہنر سے
ہوئے جانے ہیں اس غم سے دل انگار کے ہنر سے
ہیں وہ دیوانہ صحرائے وحشت ہوں خدا جانے
کھن پائے بنا ڈالوں ہزاروں غار کے ہنر سے

دیگر

طریق عشق میں سالک اگر ثابت قدم نہ
خدا جانے کہ عزرائیل کا ہی اس سے دم نہ